

بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

**الحقائق في الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش
(جلد اول)**

تصنيف لطيف

شمس المصنفين، فقيه الوقت، فيض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت در کاظم القدسیہ



تعارف

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ

از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

جس بحر العلوم و کنز الفنون کے متعلق فقیر کچھ لکھنا چاہتا ہے پہلے ان کی زندگی مبارک کا اجمالی خاکہ سامنے رکھئے کہ اس شخصیت کے لمحات زندگی کتنا ہے اور ان قدوسی لمحات کو اس قدسی صفات نے سرو رکائنات آقاؒ تخلوقات ﷺ کے دین و متین کی خدمات میں کس طرح صرف فرمائے۔

حیاتِ رضا کا اجمالی خاکہ

سن عیسوی	سن ہجری	
۱۸۵۶ء	ھ۱۲۷۲	ولادت با سعادت
۱۸۶۰ء	ھ۱۲۷۶	ختم کلام پاک
۱۸۶۲ء	ھ۱۲۷۸	پہلا وعظ
۱۸۶۳ء	ھ۱۲۸۰	پہلی تصنیف
۱۸۶۵ء	ھ۱۲۸۲	وصال جد امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ولادت ۱۲۲۳ھ
۱۸۶۹ء	ھ۱۲۸۶	تحصیل علم سے فراغت
۱۸۶۹ء	ھ۱۲۸۶	مند افتاء پر جلوہ افروزی
۱۸۷۳ء	ھ۱۲۹۱	شادی مبارک
۱۸۷۳ء	ھ۱۲۹۲	ولادت خلف اکبر مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۸۷۶ء	ھ۱۲۹۳	بیعت مبارکہ
۱۸۷۷ء	ھ۱۲۹۵	پہلا حج و حاضری مدینہ طیبہ
۱۸۷۸ء	ھ۱۲۹۶	مکہ و مدینہ میں علم و فضل کی وہوم
۱۸۷۹ء	ھ۱۲۹۷	وصال والد امجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۲۳۶ھ)
		شیعیت اور تفضیلت کی بیخ کنی از ۱۲۹۷ھ

۱۸۸۳ء	ھ۱۳۰۱	مقامِ مجددیت پر جلوہ افروزی آفتابِ مجددیت کا طلوع
۱۸۸۸ء	ھ۱۳۱۶	ندیوں کا تاریخی رد، مکہ مدینہ کے علماء کی تقدیم
۱۸۸۹ء	ھ۱۳۱۷	مکمل ختم نبوت کی تکفیر پر تصنیفی کارنامہ
۱۹۰۱ء	ھ۱۳۱۸	نجدیوں کے خلاف متحدہ محاذ
۱۹۰۲ء	ھ۱۳۲۰	توہین رسالت پر امور و ہبہ بیہ کی تکفیر
۱۹۰۵ء	ھ۱۳۲۳	دوسرانج حاضری مدینہ طیبہ
۱۹۰۸ء	ھ۱۳۲۶	علمائے عرب و عجم کا آپ کی مجددیت پر اتفاق
۱۹۱۰ء	ھ۱۳۲۸	ہندو مسلم اتحاد کے نام پر غیر اسلامی طریقہ کار کی شدید مخالفت
۱۹۱۱ء	ھ۱۳۲۹	ہندوستان اور افریقہ میں آپ اور آپ کے خلفاء کا دو قومی نظریہ کا پہلانہ
۱۹۱۱ء	ھ۱۳۲۹	اشرف علی کا آخری دعوتِ مناظرہ سے فرار
۱۹۱۱ء	ھ۱۳۲۹	خلافتِ کمیٹی کی ہندو نواز پالیسی کے خلاف انتباہ
۱۹۲۰ء	ھ۱۳۲۳	ہندوستانی اسمہ و ہبہ بیہ کی تکفیر پر علمائے عرب و عجم کا اتفاق
۱۹۰۸ء	ھ۱۳۲۶	وصال برادر او سلط مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۹۲۱ء	ھ۱۳۳۰	وصال شریف آفتابِ مجددیت کا غروب (اللہ و انا علیہ راجعون)

ان لمحاتِ مبارکہ سے بچپن اور تحصیل علوم اور سفر و حضر کے لوازمات و حوانجِ ضروریہ روزمرہ اور تدریس و دیگر ضروری اوقات کو منہا کر کے بقايا اوقات کو آپ کی تصنیفات کے اوراق کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو منصف مزاج انسان کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس انسانی شکل میں نورِ حقانی جلوہ گرتی۔ فقیر آپ کی ہزاروں تصانیف جو اکثر و پیشتر ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں ان کا نقشہ تو نہیں پیش کر سکتا البتہ مشتمل نمونہ صور چند حواشی کی نشاندہی کرتا ہے اس سے باقی تصانیف مبارکہ کا اندازہ لگانا آسان ہو جائے گا۔

نقشہ حواشی بزبانِ عربی

فن تفسیر

(۳) حاشیہ معالم التزلیل

(۲) حاشیہ عنایت القاضی

(۱) حاشیہ تفسیر بیضاوی شریف

(۲) تفسیر خازن
(۷) حاشیہ در المثور۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شجر فی التفسیر کی تفصیل فقیر نے اجمالاً لکھی تھی جو ترجمان اہل سنت کراچی میں شائع ہوئی۔ آپ نے اگرچہ مستقل کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن آپ کی تصانیف مبارکہ سے مواد جمع کیا جائے تو ایک صحیم تفسیر تیار ہو سکتی ہے۔ فقیر نے چند تصانیف سے چند آیات کو مرتب کر کے تفسیر احمد رضا کے نام سے موسوم کیا ہے اگر کسی صاحبِ ثروت نے اشاعت کا ذمہ اٹھایا تو اہل علم بہرہ و رہو کر یقیناً بے ساختہ کہہ اٹھیں گے کہ آج اگر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہوتے تو رضوی قلم کو چوم لیتے۔

نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	نام حاشیہ	فن حدیث
حاشیہ نسائی شریف	حاشیہ ترمذی شریف	حاشیہ صحیح مسلم	حاشیہ صحیح بخاری شریف	حاشیہ ابن ماجہ شریف	كتاب الآثار معانی الآثار	كتاب الحج خصائص الکبریٰ
مسند امام اعظم	حاشیہ تقریب	حاشیہ شرح جامع صغیر	حاشیہ ابن ماجہ شریف	شرح الصدور	القصد الحسنة	ليل الاوطار
سنن داری شریف	مسند امام احمد بن حنبل	حاشیہ طحاوی شریف شرح	كتاب الاسماء عن الصفاء	كنز الاعمال	نقد الرجال	كشف الاحوال في
التعقبات على الموضات	موضوعاتٍ كبيرة	ذيل الالی	الابي المصنوعه	دوم سوم چہارم	ارشاد الساری	
فتح الباری شرح البخاری	عدمة القاری شرح بخاری	تدذكرة صاف جلد اول	اصابہ فی عرفۃ الصحابة	اشعة المعمات	مرقاۃ المفاتیح	
	فیض القدری شرح جامع صغیر	جمع الرسال فی شرح شامل	نصب الرایہ	خلاصہ تہذیب الامال	تہذیب التہذیب	

العلل المتناهية	میزان الاعتدال	حاشیة فتح المغیث	مجمع بخار الانوار
-----------------	----------------	------------------	-------------------

کاش اس بحرب خارج کی مذکورہ بالاحواشی آج مطبوعہ ہوتے تو مختلفین اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حدیث وانی کے متعلق لب کشائی نہ کرتے۔ ان بے چاروں کو روپی کشکول سے بے خبری نے غلط بیان پر مجبور کیا اگر مذکورہ بالاحواشی کتاب کا حاشیہ دیکھ لیتے تو جیسے وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ جلد اول کے مطالعہ سے متاثر ہو کر آپ کو ابوحنیفہ ثانی کہنے پر مجبور ہو گئے تو آپ کے تحریفی الحدیث کو دیکھ کر ثانی امام بخاری کہنا پڑتا۔

فقیر نے ”امام احمد رضا اور علم الحدیث“ ایک مقالہ لکھا جس کے مرکزی بزم رضالا ہور نے کئی ایڈیشن مفت شائع کئے ہیں۔ ہاں وہ صرف مقالہ تھا اگر فقیر کو حالات اجازت دیتے تو مستقل تصنیف پیش کرتا جس سے معلوم ہوتا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ کس بلند پایہ کے حدیث وان تھے۔

فقہ اصول فقه

نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار	نام حاشیہ	نمبر شمار
۱	حاشیۃ قوایخ	۲	حاشیۃ جموی	۳	حاشیۃ حشوی	۳	حاشیۃ لاستعاف فی	۲
	الرحموت		شرح اشیاء		احکام		الاوّاقاف	
۵	کشف الغمہ	۶	شفاء القائم	۷	كتاب الخرج	۸	معین الحنام	
۹	میزان الشریعۃ	۱۰	ہدایۃ اخیرین	۱۱	ہدایۃ فتح	۱۲	بدائع الصفائح	
۱۳	جوہرہ نیرہ	۱۴	جوہر اخلاقی	۱۵	مراتی الفلاح	۱۶	اصلاح	شرح القیل

جامع الرموز	٢٠	شرح متقطع	١٩	جامع الفصولين	١٨	مجمع الانہر	١٧
بجز الرائق	٢٣	حلیۃ الحکی	٢٣	رسائل الارکان	٢٢	تبیین الحقائق	٢١
رسائل شامی	٢٨	كتاب الانوار	٢٤	فوانیکتوب عدیدہ	٢٦	ہدایۃ المستملی	٢٥
روالختار اول، دوم، سوم	٣٢	طحطاوی علی درایہ	٣١	الاعلام بقواطع الاسلام	٣٠	فتح امین	٢٩

جلد چھارم مع تکملہ

چونکہ آپ کی فقاہت کا اعتراف منافقین کو بھی ہے اسی لئے اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں شاکفین فقیر کی کتاب ”الدراۃ البیضار فی فقہ احمد رضا“ کا مطالعہ کریں۔

فقیر نے نمونہ کی چند تصانیفیں اور وہ بھی حواشی عربی اور صرف تفسیر و حدیث و فقہ کی لکھی ہیں پھر کمال یہ ہے کہ آپ کے حاشیہ میں بجائے خود کی مستقل تصانیف کا علمی مواد ہے اور یہ بھی وہ جنہیں مستقل طور پر حاشیہ کا نام دیا گیا ہے اور نہ آپ کے کتب خانے میں ایسی کتاب ہو جو فاضل بریلوی کے مطالعہ میں رہی ہو اور آپ نے اس پر تھوڑا بہت حاشیہ تحریر نہ فرمایا، فغم قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں
واقعی حق ہے۔ آپ کے علم و فضل کے سامنے کوئی کتاب مشکل ہے نہ کوئی فن و شوار ہے اور نہ عربی کتابت میں رکاوٹ ہے۔ حق ہے

جس نے روشن کر دیئے ہیں علم و دانش کے چراغ
پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکار ہے

وہ کون سا کمال تھا جس میں نہ تھا کمال
بیٹھا ہوا قلوب پر سکھ رضا کا ہے

بہر حال سیدنا علیٰ حضرت امام اہل سنت نازش علم و فن قدس سرہ العزیز نے علم لدنی، اعانت نبوی و فیضان غوثیت کی بدولت کثیر التعداد مستقل کتب و رسائل ہزاروں کی تصانیف فرمائے ہیں اور آپ کے مختلف علوم و فنون کی بکثرت بلند پایہ تصانیف دوسری چاروں قرون میں بلکہ ہزاروں سینکڑوں اور درجنوں صفحات پر مشتمل ہیں اور نام کے مصنفوں کی طرح نتو آدھا رکھا تھا سے کام چلایا اور نہ ہی سرقہ سے اور نہ یہ کہ اپنی تصانیف مختلف سے کچھ ادھر اور کچھ ادھر سے لے کر ایک اور نام لگا کر دیگر علیحدہ تصانیف کا انبار لگادیا بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ جب یہ بہر رواں دواں ہوتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملکوتی مخلوق ہاتھوں پر اٹھائے لے جا رہے ہوں۔ اپنوں کے علاوہ بیگانوں نے بھی مانا کہ امام احمد رضا قلم کا بادشاہ ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء

ناظرین کی طبع نازک کو باور کرنے کے لئے آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف کا صرف ایک خطبہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله هو الفقه الاكابر، والجامع الكبير لذريادات فيضه، المبسوط: الددر، الغرر، به الهدایة: ومه
ابدایہ: والیہ النہایہ: بحمدہ ونقایۃ الدرایۃ، ودین العنایۃ، وحسن الکفایۃ: والصلوۃ والسلام
علی الامام العظیم للبرسل اکرام مالکی، واشافعی، احمد الکرام یقوم الحسن بلا توقف محمد بن
الحسن، ابو یوسف، فانہ الاصل المحيط لکل فضل بسيط ووجیر و وسيط، البحر
الرخار، والدر المختار، البحر الزخار، وخرائن الاسرار، وتنویر الابصار، ورد المختار، علی مسخ
الغفار، وفتح القدير، وزاد الفقیر، وملتقى الابحر، ومجمع الانہر، وکنز الاقائق، وتنین الحقائق
والبحر الرائق، منه یستمد کل نهر فائق، فيه المنیہ، وبه العنیہ، مراقبی الفلاح، ومداد الفتاح،
الایضاح الصلاح، ونور الایضاح، وکشف المضمرات، وحل المشکلات، ولدر المتقی،
وینابیع المبتغی، وتنویر البصائر، وزد اہر الجواہر، البدیع، التوادر التتر، وجبو باعن الاشیاء،
والنظائر، مغنی السائلین، نصاب المساکین، الحاوی القدسی، لکل کمال قدسی وانسی الکانی

والوافى الشافى ، المصطفى المصطفى ، المستضى ، المجتبى ، المنتقى ، الحسانى ، التوازل ، وانفع الوسائل ، لاسعاف السائل ، بعيون المسائل ، عمدة الاواخر وخلاصه الاولى وعلى آله وصحبه واهله وحزبه مصابيح الدجى و مفاتيح الهدى لاسيما الشيختين الصاحبین الاخذین من الشریعة والحقيقة بكل طرفيں والختین الکرعین کل منها نور العین و مجمع البحرين وعلى مجتهدی ملة ائمۃ امة خصوصاً الارکان الاربعة والاقار الامعة وابنه الاکرم الغوث الاعظم ، ذخیرة الاولیاء وتحفة الفقهاء وجامع الفصولین ، فصوص الحقائق والشرع لمذهب بكل زین علینا معهم وبهم ولهم .

يا ارحم الراحمین ، آمین آمین ، والحمد لله رب العالمین .

یہ خطبہ مبارکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ مبارک کے جلد اول سے لیا گیا ہے جس کا نام مبارک (الخطایا النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ) کے جلد اول سے لیا گیا ہے۔ یہ دینی تحقیقی مسائل کا خزینہ ۲۸ رسائل وایک موجودہ فتاویٰ مجموعہ ہے۔

ترجمہ خطبہ مبارک

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے کرم والے رسول پر درود صحیح ہے ہیں سب خوبیاں خدا کو ہیں یہی سب سے بڑی داشمندی ہے اور اللہ تعالیٰ کی فیض کشاوہ کی افزائش کے نہایت روشن موتی ہیں۔ ان کے لئے بڑی جامع ہے اللہ تعالیٰ ہی سے آغاز ہے اور اس کی طرف انتہا۔ اسی کی حمد سے ہے اور عقل کی پاکیزگی اور عنایت کی نگاہ اور کفایت کی خوبی اور درود وسلام ان پر جو تمام معزز رسولوں کے امام اعظم ہیں میرے مالک اور میرے شافع احمد کمال کرم والے حسن بے توقف کہنا ہے محمد ﷺ یوسف علیہ السلام کے والد ہیں کیونکہ اصل ہیں جو ہر فضیلت کبیر و صغیر نہ متوسط کو محیط ہیں نہایت حملکتے دریا ہیں اور چنے ہوئے موتی اور رازوں کے خزانے اور آنکھیں روشن کرنے والے اور حیران کو اللہ غفار کی عطاوں کی طرف پلٹانے والے قادر مطلق کی کشاویش ہیں اور محتاج کے تحفے تمام کے کمالات کے سمندر انہی میں جا کر ملتے ہیں اور سب خوبیوں کی نہریں انہی میں جمع ہیں باریکیوں کے خزانے ہیں اور تمام حقائق کے روشن بیان اور خوشنما صاف شفاف سمندر کے ہر فوقيت والی ہزار انہی سے مد لیتی رہے اور انہی میں آرزو ہے اور انہی کے سب سے باقی سب سے بے نیازی اور مراد پانے کے زینے اور تمام ابواب خیر کھولنے والے مدد اور آرائشی اور ان کی روشنی اور اس روشنی کے لئے نور اور غیروں کا کھلنا اور مشکلوں کا حل ہونا اور چنانچہ موتی اور مراد کے چشمے اور دلوں کی روشنیاں اور نہایت چمکتے جواہر عجیب و نادر وہ بے مثل و نظیر سے اپسے پاک ہیں ۔

کان کا مش ممکن نہیں۔ سائلوں کو غنی فرمانے والے ہیں اور مسکینوں کی تو نگری ہر کمال ملکوتی داستان کے پاک جامع ہیں تمام مہماں میں کافی ہیں۔ بھرپور بخششے والے سب بیماریوں سے شفاء دینے والے مصطفیٰ کے برگزیدہ چنے ہوئے تھرے صاف سب سختیوں کے وقت کے لئے ساز و سامان ہیں۔ سائل کو نہایت ہی منہ ما نگی مرادیں ملنے کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ویلے ہیں پچھلوں کے تکیہ گاہ اور اگلوں کے خلاصے کے خصوصاً اسلام کے دونوں طریقہ شریعت و حقیقت دونوں کناروں کے ماوی ہیں اور دونوں کرم والے شادیوں کے سبب فرزندی اقدس سے مشرف کان میں ہر ایک آنکھ کی روشنی اور دونوں سمندروں کا مجھ ہے اور ان کے دین متنین کے مجھتوں اور امت کے اماموں پر سب ازواج و گروہ پر درود و سلام جو ظلمتوں کے چراغ اور ہدایت کی سمجھیاں ہیں خصوصاً شریعت کے چار رکن چمکتے نور اور ان کے نہایت کریم بیٹھ غوث اعظم پر کا اولیاء کے لئے ذخیرہ ہیں اور فقہاء کے لئے تحفہ اور حقیقت۔ وہ شریعت کے ہر بیت سے آراستہ ہیں دونوں کی فصول کے جامع اور ہم سب پران کے ساتھ صدقے میں ان کے طفیل اسے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہم سے قبول کر۔

نمونہ تصانیف

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکۃ سیدنا شاہ احمد رضا قدس سرہ کی ہر تصنیف الہامی اور علم لاثانی کی شاہدِ عدل ہے لیکن یا اسے محسوس ہوتا ہے جو آپ کے تصانیف کے مطالعہ سے سرشار ہوا اور جو سرے سے آپ کا اسم گرامی سن کر غنیط و غصب سے جل جائے تو اس کا کیا علاج لیکن انصاف پسندوں کے سامنے آپ کی چند تصانیف کے چند اسماء یہاں لکھے جاتے ہیں۔

متعلق بہ نبوت

(۱) تجلی اليقین بان نبینا سید المرسلین (۲) اقامۃ القیامہ علی طاعن القیام نبی تھامہ (۳) سلطنت المصطفیٰ فی کل الوری (۴) نفی الفی و عمن انارت نورہ کل شئے (۵) هدی الحبران فی نفی الفی رعن شمس الاکوان (۶) لجالال حدیث لولاک (۷) القیام المسعود بتتفیح المقام المحمود (۸) اجالال جبریل لجعله خادماً للمحیوب الجميل (۹) اماع الدربعین فی شفاعة المحبوبین (۱۰) البحث الفاحص۔

تفصیل شیخین سے متعلق

(۱۱) منتهی التفصیل لمبحث التفضیل (۱۲) مطلع القمرین فی ابانة سبقۃ العمرین (۱۳) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الانقی (۱۴) الكلام البھی تشبہ المصدیق یا النبی (۱۵) وجلال المشرق بجلوۃ اسماء

الصديق والفاروق۔

اہل بیت اور صحابہ سے متعلق

(۱۶) احیاء القلب المیت بنشر مناقب اہل بیت (۱۷) اظلال السحابة فی اجالال الصحابة (۱۸) رفع العروش الخاویة عن ادب الامین معاویہ (۱۹) الاحادیث الراویہ لمناقب الصحابی معاویۃ۔

اولیائے کرام سے متعلق

(۲۰) الہلال بغیض الاولیاء بعد الوصال (۲۱) انہار الانوار من یسم صلوٰۃ السرار (۲۲) ازہار الانوار من ضیاء صلوٰۃ الاسرار (۲۳) طوائع النور فی حکم السراج علی قبیور (۲۴) مجیر معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم

اختلافی مسائل سے متعلق

(۲۵) حیات الموات فی سماع الاموات (۲۶) منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین (۲۷) نسیم الصبافی ان الاذان تجول الوباء (۲۸) البارقة الشارقة علی مارقة اعشارقة (۲۹) النجوم الثواب فی تخریج احادیث الكواكب (۳۰) نور عینی فی الانتصار سلاما م عینی (۳۱) الروض المبح فی آداب التخریج۔

اس کتاب کے متعلق تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ اس فن میں اگر کوئی اور کتاب پہلے کی لکھی ہوئی دریافت نہ ہو سکے تو پھر مصنف اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس شعبہ کے موجود قرار پائیں گے۔

فقہ سے متعلق

(۳۲) عقری حان فی اجابة الاذان (۳۳) حسن البراعة فی تنفیذ حکم الجماعة (۳۴) اذکی الہلال فی البصال ما احدث الناس فی امر الہلال (۳۵) الاحلی م السکر لطبة سیکر روس۔ اوس انگریزوں کی ایک تجارتی کمپنی کا نام ہے جنہوں نے شاہجهانپور میں شکر اور چینی کا کارخانہ جاری کیا ہے وہ جانوروں کی بہڈیاں جلا کر شکر وغیرہ بناتے ہیں۔

(۳۶) احود العری لمن یطلب الصحة فی اجارة القری (۳۷) الیزۃ الوضیئة فی شرح الجوهرۃ المصیئة (۳۸) جمل مجلیہ فی ان المکروہ تنزیها لیس بمعصیہ (۳۹) الامر باحترام المقابر (۴۰) البارقة اللمعا علی طالح نطق بکفر طوعاً (۴۱) المقالۃ السفرۃ لمن احکام البدعة الکفرۃ

(٣٢) احکام الاحکام فی التناول من یدمن ماله حرام (٣٣) فصل القضاۓ فی رسم الانتاله
 (٣٤) العطای بالنبویہ فی الفتاوی الرضویہ۔

متفرق ابواب سے متعلق

(٣٥) مقامع الحدید علی خداء المنطق الجدید (٣٦) اعتبار الطالب بمبحث ابی طالب (٣٧) السعی
 المشکور فی ابدالحق المحجور (٣٨) فود الامال فی الاوافق الاعمال (٣٩) ماتل و کفی من ادعیة
 المصطفی۔

یہ چند تصنیف ہم نے تذکرہ علمائے ہند سے لی ہیں جس کے مؤلف مولانا حسن علی مرحوم ہیں۔ مؤلف تذکرہ نے
 مختلف مکاتب فکر کے اہل علم افراد کا ذکر کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ ایک غیر جانبدارانہ تایف کی حیثیت رکھتا ہے۔
 تذکرہ نگار نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حالات صفحہ ۱۸ تک درج کئے ہیں جو تفصیلات اور علمی کام اس وقت تک تذکرہ نگار
 کو معلوم ہو سکا تھا وہ اس نے توجہ اور خیر کے ساتھ پر و قلم کیا ہے ورنہ سینکڑوں تصنیف بعد کی مرتب ہوئیں جن کا مختصر تذکرہ
 مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ میں فرمایا ہے۔

دعوت فکر

ناظرین غور فرمائیں کہ کیسے پیارے انداز اور محققانہ طور پر براعت استھان کا حق ادا کیا ہے چونکہ فتاویٰ رضویہ
 شریف کافقتہ شریف سے تعلق ہے اور اس میں مسائل فقہ کا بیان و تحقیق ہے اس لئے آپ نے اس مناسبت سے کتاب کے
 شروع میں جو عربی خطبہ تحریر فرمایا ہے وہ علم و ادب کا ایک زرالاشاہ کار و نار نمونہ ہے اس خطبہ میں فقہ شریف کی مشہور کتب،
 حضرات ائمہ اربعہ و دیگر امامان فقہ کے اسماء مبارکہ اور فقہ کی اصطلاحات کو سلسلہ حمد و نعمت و مناقب میں جس عمدگی کے ساتھ
 پروردیا ہے جس خوبی کے ساتھ بیجا یا اور فٹ کیا ہے اور فصاحت و بلاught، معانی و مطالب کا دریا جس طرح کوزے میں بند
 فرمایا ہے اس پر بے اختیار و اددینے کو جی چاہتا ہے آپ کی دیگر تصنیف و مکمل فتاویٰ رضویہ سے قطع نظر آپ کے اس خطبہ کو
 ہی بغور پڑھا جائے تو تھا یہ خطبہ ہی آپ کے امام و علامہ اور علم کے باادشاہ ہونے کا نہایت واضح ثبوت ہے۔ اعلیٰ حضرت
 مجدد دین ولت قدس سرہ العزیز اس باب میں منفرد ہیں اور آپ کا یہ نہایت عظیم الشان کمال ہے کہ کم و بیش ایک ہزار
 تصنیف کے باوجود ہر تصنیف کا نام ایسا پیارا زرالا اور دلکش رکھا ہے جسے پڑھ کر اہل علم و اہل ذوق عرش کرائجھتے ہیں۔ ہر
 ایک کتاب کا نام حسین و جمیل جملوں اور فقروں کی صورت میں علم و ادب میں ڈوبا ہوا، فصاحت و بلاught میں ڈھلا ہوا اور
 معانی و بیان کی میزان پر وزن کیا ہوا ہے اور جس کتاب میں جس موضوع پر کلام ہے اس کے نام میں مختصر طور پر قاری کے

سامنے آ جاتا ہے۔

عوام تو عوام کسی چھوٹے موئے عالم کے لئے بھی صحیح طور پر اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا نام پڑھ کر اس کا مطلب سمجھ لینا کچھ آسان نہیں ہے اور لطف بالائے لطف یہ ہے کہ جملہ تصانیف میں سے ہر ایک تصانیف کا تاریخی نام ہے جس سے کتاب کی تصانیف کا زمانہ اور علیحدہ عربی خطبہ ہے اور اعلیٰ حضرت کا یہ وہ عظیم الشان شاہکار و بے مثال کارنا مہ ہے کہ دنیا کے تصانیف میں اس کا کوئی جواب نہیں اور اس باب میں مصنفوں کی جماعت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔

ذلک فضل الله یؤتیه من يشاء

تاریخی اسماء

ذیل میں فقیر چند کتب نمونہ کے طور پر درج کرتا ہے جن سے اندازہ لگانا آسان ہو کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ موضوع کے مطابق ادبی محاورات کو سامنے رکھ کر تاریخ میں کس طرح متعین فرماتے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

الاستمداد على اجيال الاتداد والامن والعلى لناعتي المصطفى بداعي البلاء . الدولة المكية بال المادة
الغيبة جزاء الله عدوة ما باته ختم النبوة . الزبدة الزكية في تحريرم . مسجود النحية . حياة السموات
في بيان سماع الامرات . منير العين في حكم تقبيل الابهامين میر . سیحن السبوح عن عیب کذب
مقبوح وحسام الحرمين على منحر الكفر والمبین . تجلی اليقین جان نبینا سید المرسلین . مقال
العرفاء باعزاذ شرح وعلماء .

وصال

اور یہ تاریخی اسماء نہ صرف تصانیف مبارکہ میں چلتے تھے بلکہ آپ اہم امور کو تاریخی اسماء سے مزین فرماتے یہاں تک کہ ازوفات اپنی تاریخ آیت قرآنی سے یوں کہی

ويطاف عليهم بانية من فضة و اکواب

۱۳۵۴۰

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہو گا۔ (پارہ ۲۹، سورہ الدھر، آیت ۶۷)

یہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کرامات میں سے ایک کرامت ہے کو صال سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اسے آیت قرآنی سے تاریخی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں فقیر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین!

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

محصور جہان دانی و عالی میں ہے کیا شبه رضا کی بیٹھائی میں ہے
ہر شخص کو ایک وصف میں ہوتا ہے کمال بے کمال میں ہے
(بشکریہ سالنامہ معارف رضا کراچی)

ایک اہم معرض

فقیر اویسی غفرلہ نے ڈرتے ڈرتے جلد اول شائع کرنے کے لئے کارکنان مکتبہ اویسیہ کو پردازی کی اگرچہ اس میں اغلاط لفظی معنوی ہر دونوں ہوں گے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض و برکت سے بجائے اغلاط کی نشاندہی کے عوام و خواص اہل سنت نے شرح حدائق کو نہ صرف آنکھوں میں جگہ دی بلکہ دل سے ایسا مقام بخشنا کہ ہر سوداویں و شناویں کے پھول بر سائے گئے اور تھوڑے سے عرصہ میں نہ صرف شرح حدائق بخشش کا پہلا حصہ بلکہ دوسرا اور تیسرا حصہ بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس سے فقیر کو بہت زیادہ نہ صرف تقویت بلکہ راحت و فرحت نصیب ہوئی کہ دفعہ سے آگے کے مجلدات شائع کراؤں۔

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض اور روحانی تصرف سے اس سے کام آگے بڑھتا جا رہا ہے چنانچہ جلد اول کی طباعت ثانی تک متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن کی تفصیل آگے آئے گی۔
مندرجہ ذیل ترتیب سے شرح حدائق بخشش کو ڈھال رہا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	جلد / نام	کیفیت
۱	تعیین ہی تعیین	جلد ۸	مطبوعہ ۲ جلد باقی جاری
۲	روئنداد حج امام احمد رضا	اجلد	غیر مطبوعہ زیر کتابت
۳	شرح قصیدہ نور	اجلد	غیر مطبوعہ
۴	شرح قصیدہ معراجیہ	اجلد	کتابت ہو چکی ہے
۵	شرح کلام فارسی احمد رضا	اجلد	غیر مطبوعہ
۶	شرح ربانیات تعیینہ فارسی اردو	اجلد	غیر مطبوعہ

کتابت ہو چکی ہے	جلد ۲	شرح مشنوی امام احمد رضا بریلوی	۷
غیر مطبوعہ	جلد ۲	شرح درود وسلام رضا	۸
غیر مطبوعہ	اجلد	قصائد مختلفہ معہ منا قب صحابہ اجلہ	۹
نصف کتابت ہو چکی ہے	اجلد	مناقب غوث الورائی لقلم امام احمد رضا	۱۰
غیر مطبوعہ	اجلد	شرح قادریہ سلسلہ برکاتیہ	۱۱
غیر مطبوعہ	اجلد	شرح قصیدہ اکسیر اعظم	۱۲
غیر مطبوعہ	اجلد	شرح قصیدہ نظم معطر	۱۳
غیر مطبوعہ	اجلد	شرح اشعار مختلفہ	۱۴
غیر مطبوعہ	اجلد	شرح قصیدہ غوشہ شریف	۱۵

اتنی خنیم مجلدات کی اشاعت فقیر کے بس سے باہر ہے۔ ماہنامہ رضا نے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور ماہنامہ فیض عالم بہاولپور پاکستان نے ان کی شاعت کی اپیل شائع کی۔ مجانِ رضا میں کوئی مردمیدان میدان میں آئے لیکن تا حال وہی رفتار خوش رنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے

یعنی ہمارے ہاں باتوں کے سمندر تو بہر ہے ہیں عملی حالت کا لعقا نہیں تو بحر شیر لانے کے مترادف ضرور ہے لیکن الحمد للہ فقیر کو اپنے بزرگوں بالخصوص سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض باطنی سے امید ہے کہ جس طرح فیوض الرحمن خنیم تفسیر جس کے تجھیں پندرہ ہزار صفحات ضعیف نحیف جیسے انسان سے شائع کرالی ہے ان ۲۵ مجلدات شرح حدائق کی اشاعت بھی ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء رسول اللہ ﷺ۔

راخین علائے اہل سنت اور عارفین مشائخ اہل سنت سے اپیل ہے کہ اس بہت بڑے اہم اور مشکل کام سے عہدہ برآہونے کے لئے دعاوں سے نہ بھولیں اور جتنی جلدیں شائع ہو چکی ہیں انہیں لگاہ تلطیف سے نوازیں۔ علمی، عملی خامیوں سے آگاہی بخشیں، اپنے حلقة احباب میں شرح کے مطالعہ کی طرف متوجہ فرمائیں۔

عوام اہل سنت سے اپیل ہے کہ شرح حدائق بخشش کی جتنی جلدیں شائع ہوتی جا رہی ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ اہل اسلام تک پہنچائیں اگر اللہ تعالیٰ نے مالی حیثیت بہتر بنائی ہے تو اس کے نفع بطور ہدایا و تحائف علماء و مشائخ کی خدمت

میں پیش کریں۔

فقیر کے دو عزیز الحاج قاری غلام عباس نقشبندی گوجرانوالہ اور الحاج صوفی مقصود حسین کراچی باوجود مالی حالت کی کمزوری کے یک صد مختلف مجلدات احباب و مشائخ و علماء کی خدمت میں ہدایا و تھا کاف پیش کر چکے ہیں اور آگے بھی ان عزیزوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان عزیزوں کی مسامی جمیلہ کی قبولیت کی دعا ہے۔

آخری گزارش

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے پچاس علوم و فنون بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسی حدائق بخشش میں دریا در کوزہ کا کام کر دکھایا ہے اگر اسے مبالغہ نہ سمجھیں تو تجربہ کر لیں۔ فقیر اس کے ساحل پر کھڑے کھڑے ایک چلو لیا اس کی شرح بھی سمندر۔

حمد و صلوٰۃ

امام احمد رضا خان قدس سرہ

الحمد لله رب الكون والبشر

حمد أَيْدُوم دواماً غير منحصر

وأفضل الصلوات الزاكيات على

خير البرية منجي الناس من سقر

بِكَ العياذُ الْهَىْ إِنِّي أَشَا حِكْمَأْ

سوأك يا ربنا يا منزل النذر



بِحَمْلَةِ الْمُتَفَرِّدِ

الحمد لله المتوحد

خَيْرُ الْأَنَامْ مُحَمَّدٌ

وَصَلَاتُهُ دواماً على

والال والاصحاب هم

ماوى عند شدائدى

فالى العظيم توسلے

بكتابه وباحمد عَلَيْهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اما بعد! فقیر اویسی غفرلہ نے جب ہوش سنجھا اتو امام احمد رضا قدس سرہ کا تعارف دیوان حداقت بخشش کے نام سے ہوا جوں جوں زندگی کی منزلیں طے ہوتی رہیں امام احمد رضا قدس سرہ سے عقیدت میں اضافہ ہوتا رہا۔ خوش قسمی سے بولیلہ ۔ غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں دورہ حدیث پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ یہی میری خوش نصیبی کی معراج ثابت ہوئی کہ جامعہ رضویہ میں ہی تصنیفی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ دورانِ تصنیف ایک دن خیال آیا کہ ”**حداقت بخشش**“ کی شرح بھی لکھ داں۔ اس میں عشق رسول ﷺ کا سمندر موجز ہے ممکن ہے فقیر کو اسی سے ایک بوند نصیب ہو جائے۔ اس کا آغاز تو کر دیا لیکن ”قلعے دارم ولے درم“، کابند نہ ٹوٹ سکا لیکن ہمت نہ ہاری اس پر لکھتا ہی ہار بالآخر پانچ صحیم مجلدات معرض تحریر میں آئے اور شرح میں صرف ایک پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے کئی صحیم مجلدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلک حق اہل ترجمان ہے اگر اس کے ہر پہلو پر گفتگو ہو تو اس کے اسی صحیم مجلدات تیار ہوں لیکن چونکہ مجھے صرف اور صرف مسلک حق اہل سنت کا تحفظ مدنظر ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ کے اشعار کی شرح قرآن و حدیث اور عبارات اسلاف سے عرض کروں گا۔ چونکہ عجم مجسم ہوں علماء کرام سے اپیل ہے کہ خطاؤں سے درگز رفرما کر اصلاح فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام سيد العلمين وآلہ واصحابہ اجمعین

نعت ۱

(۱) واه کیا بخوبی دو کرم ہے شے بطحاء تیرا

آغاز بخیر

امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان مبارک کا آغاز حبیب کبریا ﷺ کے جو دو کرم کے وصف سے شروع

فقیر کو اپ نے ہی دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لاہور / فیصل آباد ارشاد فرمایا اور نہ فقیر اس سے قبل حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جانتا تک نہ تھا۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”پاکستان کے شیخین“ میں ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ

ہور ہا ہے غور سے دیکھا جائے تو بھی وصف جامع جمیع الاوصاف ہے اس لئے عرض کی واہ کیا جو دو کرم اخ-

حل لغات

(واہ) کلمہ تحسین، کیا بات ہے، کیا کہنا۔ یہاں ان تینوں میں کوئی ایک مراد ہے۔ یہ تجہب اور تحقیر و طنز کا کلمہ ہے اور یہاں تجہب (برائے اظہار شان) مطلوب ہے۔

(شہ ”فارسی“) یہ لفظ شاہ کا مخفف ہے بادشاہ، فرمازوایہ مضافت ہے اور بطحہ کا لفظ مضافت الیہ ہے لفظ شاہ کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ”فیض یزد شرح گلتان“ میں دیکھئے۔ بطحہ، بالفتح و حاء مهملہ وادیٰ مکہ معظمه از بطحہ مکہ معظمه مراد باشد۔ یہاں یہی مراد ہے اس لئے کہ آپ ہی دیارِ عرب کے مرکز کے حقیقی بادشاہ ہیں اور اصل لغت کشادہ ز میں کہ گذرگاہ آب سیل باشد۔ نگریزہ ہابسیار باشد۔ (غیاث)

شرح

اہل ادب و محققین شعراء کہتے ہیں کہ زبان بیان کی نداءات، فصاحت و بلاغت و روزمرہ کی صفائی اور اثر آفرینی کے اعتبار سے یہ نعت بلند پایہ ہے۔

فائدة

محققین شعراء کرام کو معلوم ہو کہ اس نعت شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کثرت سے محاورات و استعارات استعمال فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا ففتر تیار ہو سکتا ہے ماہرین فن کو دعوت فکر ہے۔

خلاصہ شعر

حضور نبی پاک ﷺ کے اس وصف مبارک کا ذکر ہے کہ آپ جو دو سخا کا یہ عالم ہے کہ بن مانگے بھکاریوں کو خود بخود مل رہا ہے انہیں سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں یعنی اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے جو دو عطا کا کیا کہنا آپ اپنے سائل کو اتنا عطا فرماتے ہیں کہ خود اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اسے کیا اور کتنا ملا ہے اور اسے محسوس تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیسے ملا اور کس طرح ملا۔ ان عطاوں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام کو غیر محسوس و غیر مبصر و غیر مشاہدات نصیب ہوئے اور وہ عطیات بھی کسی خاص نعمت سے نہیں ہر طرح کی نعمتیں و عطا کیں بخشنیں۔

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

شرح

پہلا لفظ نہیں لا کا ترجمہ ہے دوسرا فعل مضارع کی نفی کا ہے اور لفظ ہی اردو میں حصر کا فائدہ دے رہا ہے اس سے

حضور ﷺ کے جو دو سخا کے کمال کا وہ بیان ہے کہ اس کی مثال مخلوق میں محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو وصف بُود آپ میں محصور ہو گیا وہ دوسروں میں کہاں۔ جیسا کہ اس کی چند مثالیں آگے چل کر عرض کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جود و کرم میں فرق

علماء کرام فرماتے ہیں

الجو دما كان بغير سوال والكرم بسؤال

جو دوہ ہے جو بغیر مانگے عطا ہو اور کرم وہ ہے جو مانگے پر ملے۔

حضور نبی پاک ﷺ میں ہر دونوں صفتیں بدرجہ اتم و اکمل تھیں جیسا کہ آیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

قرآن و حدیث

یہ شعر آیت قرآنی

واما السائل فلا تنهر

اور منگتا کونہ جھڑ کو۔ (پارہ ۳۰، سورہ الحج، آیت ۱۰)

اور بخاری شریف میں ہے سیدنا بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

ان النبی ﷺ کان اجود الناس و كان اجود من الريح المرسلة ومار وسائلًا قطًا وسائل عن شئ
فقال لا.

نبی پاک ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ جو دو سخا لے تھے آپ کی بخشش تیز آندھی سے زیادہ روں دواں تھی آپ نے کبھی کسی سائل کو نہیں فرمایا جب بھی آپ سے کوئی سوال ہوا تو آپ نے ”نہیں“ فرمایا غرضیکہ ہر منگتا مدد مانگی مراد پاتا کوئی بھی آپ کے دراقدس سے محروم نہ جاتا۔

خلاصہ

جود حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض و عوض کے ہو اور یہ صفت حق سمجھانے کی ہے کہ جس نے بغیر کسی غرض و عوض کے تمام ظاہری و باطنی نعمتیں اور تمام حسی کمالات خلائق پر افاضہ کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے بعد اجود الاجودین اس کے حبیب پاک ﷺ ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اسی لئے آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا اس کے مقابل آپ نے ”لا (نہیں) ہو فرمایا“ یعنی آپ کسی کے سوال کو نہیں فرماتے۔ اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا وعدہ عطا فرماتے۔

جود و کرم و اقامت کی روشنی میں

ایک دفعہ ایک سائل آپ کی خدمت شریف میں آیا آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کر لے جب ہمارے پاس آجائے گا ہم اسے ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اخدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں۔ حضرت عمر فاروق کی یہ بات حضور ﷺ کو پسند نہ آئی۔ انصار میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ! عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے یہ سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور آپ کے رونے مبارک پرتازگی پائی گئی فرمایا اسی کا امر کیا گیا ہے۔ (شامل ترمذی، ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے آپ کے پچھا حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیدے کرائے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزا دکرایا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو حضرت عباس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لایا پھر انہا نے لگتو نہ انہا سکے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ کسی سے فرمادیں کہ انہا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی سے انہا نے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس بولے آپ خود انہا کر مجھ پر رکھیں اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور روانہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور ﷺ تعب فرماتے تھے۔ غرضیکہ حضور ﷺ وہاں سے اٹھتے تو کچھ بھی باقی نہ تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب اقطع ابن ﷺ من بحرین)

ابن ابی شیبہ میں روایت حمید بن ہلاں بطریق ارسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ دراهم تھا اور اسے علاء بن الحضری نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔

غناائم حنین کی تفصیل

اس میں آپ کی سخاوت حد قیاس سے خارج تھی آپ نے اعراب میں بہت سوں کو سو اونٹ عطا فرمائے مگر اس دن آپ کی سخاوت زیادہ تر موكفۃ القلوب کے لئے تھی۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صفوان بن امیہ) نے بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پر تھا آپ نے وہ سب اس کو دے دیں اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا اے میری قوم تم اسلام لا و اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔

(مشکوٰۃ، باب فی اغلاق و شمائل صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ)

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ حنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مبغوض ترین خلق تھے پس آپ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔ (جامع ترمذی، باب ما جاء في اعطى المونفة تلوبهم)

بادیہ نشین

حضرت جبیر بن معطیم بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے ساتھ حنین سے (عد تقیم غنائم) واپس آرہے تھے تو با ذہینیاں عرب حضور انور سے لپٹ گئے۔ وہ حنین کی غنیمت سے مانگتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ آپ کو بحالت اضطرار ایک بول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ کی چادر مبارک پھنس گئی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختان بول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو خیل نہ پاتے اور نہ دروغ گواہ بزدل پاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الحجود، باب الفکار بدل الشی فی اصولۃ)

کوہہ احد

حضرت ابوذر کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھا جب آپ نے کوہہ احد دیکھا تو فرمایا اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں اداۓ قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الحجود، باب الشجاعة فی الحرب و الجنین)

گھر کا سونا

ایک روز نمازِ عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ دولت خانے میں تشریف لے گئے اور جلدی نکل آئے۔ صحابہ کرام کو توجہ ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آگیا کہ صدقہ کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے

اس سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مال کے حص کا طعنہ غلط ہے اس کی ایک وجہ تھی۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”ذکر صحابہ“ میں ملاحظہ ہو۔ اوسی غفرلم

اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستفراض، باب اadalat)

چادر مبارک

حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی اس نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے میں آپ کے پینے کے لئے لائی ہوں۔ آپ ﷺ کو ضرورت تھی اس لئے آپ ﷺ نے وہ چادر لے لی پھر آپ ہماری طرف نکلے اور اسی چادر کو بطور تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا کیا اپنی چادر ہے یہ مجھے پہننا دیجئے آپ نے فرمایا ہاں کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے انٹھ گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر پیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے اچھانہ کیا رسول ﷺ سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال ردنیس فرماتے۔ اس صحابی نے کہا اللہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ (صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب الفکر ارجل الشی فی الصلوۃ)

کافر مہمان

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک کافر رسول ﷺ کا مہمان ہوا آپ کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری دو ہی گئی وہ اس کا دودھ پی گیا دوسری دو ہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا پھر ایک اور دو ہی گئی اور اس کا دودھ بھی پی گیا اسی طرح اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ صحیح جو اُنھا اسلام لایا پس رسول ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکری دو ہی جائے وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری دو ہی گئی مگر وہ اس کا دودھ تمام نہ پی سکا پس رسول ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک انتزی میں پیتا ہے اور کافر سات انتزیوں میں پیتا ہے۔ (اس مہمان کا نام غالباً فضل بن عمر وغفاری تھا)

(صحیح مسلم باب المؤمن یا کل فی معنی واحد و اکافر یا کل فی سهہ امعا)

جود و سخا کا کیا کہنا

حضرت بلال مؤذن حضور اکرم ﷺ کے خزانچی تھے۔ ایک روز عبد اللہ ہوزنی نے ان سے رسول ﷺ کے خزانہ کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ کے پاس کچھ نہ رہتا تھا بعثت سے وفات شریف تک یہ کام میری تحویل میں تھا جب کوئی نگا بھو کا مسلمان آپ کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا بلال! میرے ہاں گنجائش ہے میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا!

کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تا جروں کی ایک جماعت کے ساتھ آ رہا ہے اس نے مجھ دیکھا کر کہا اجنبی! میں نے کہا لیک پھر اس نے ترش رو ہو کر میری نسبت سخت الفاظ کہہ اور بولا کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے وقت وعدہ قریب آ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چڑاؤں گا جیسا کہ تو پہلے چڑا کرتا تھا۔ یہن کر مجھے فکر دا منگیر ہوئی رسول اللہ ﷺ نماز عشاء پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے میں وہیں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے سے کہا ہے آپ کے پاس ادائے قرض کے لئے کچھ موجود نہیں اور نہ میرے پاس ہے وہ مجھ کو فضیحت کرے گا۔ آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں جا رہوں جب ادائے قرض کے لئے خدا کچھ سامان کر دے گا تو وہ آپس آ جاؤں گا غرض میں اپنے گھر آ گیا اور تکوار، تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لئے۔ صح ہوتے ہی میں چلنے لگا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا آ رہا ہے اور کہتا ہے بلال! رسول اللہ ﷺ تجھے یاد فرمائے ہے ہیں وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا آپ نے فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ادائے قرض کے لئے سامان کر دیا۔ تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ اونٹ حاکم فدک نے بھیجے ہیں اور یہ غلہ اور کپڑے جوان پر ہیں سب تمہاری تحویل میں ہیں۔ ان کو تجھ کر قرضہ ادا کرو۔ میں نے تعقیل ارشاد کی پھر میں مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کیا آپ نے ادائے قرض کا حال پوچھا میں نے عرض کیا قرضہ سب ادا ہو گیا کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا کہ کچھ نجٹ تو نہیں گیا میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ نجٹ بھی گیا۔ فرمایا مجھے اس سے سبکدوش کرو جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ گے گا میں گھرنے جاؤں گا۔ آپ نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کراس بقیہ کا حال پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو مسجد میں ہی رہے دوسرے روز نماز عشاء کے بعد مجھے پھر بلا یا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خدا نے آپ کو سبکدوش کر دیا یہ سن کر آپ نے تباہ کریں اور خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آ جائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البر و دوابودۃ واشملۃ)

کتنا دیا

بعض وقت ایسا ہوتا کہ آپ کسی شخص سے ایک چیز خریدتے قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے چنانچہ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطور عطیہ عنایت فرمایا اسی طرح

ایک روز حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اونٹ خرید کر پھر بطور عطیہ ان کے صاحبزادہ کو عطا فرمایا۔
(بخاری شریف)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

حل لغات

دھارے، اردو لفظ ہے دھارا کی جمع ہے (۱) آبشار، وہ پانی جو اونچی جگہ سے گرتا ہے (۲) گہرے سمندر و دریا میں تیزی سے خوب پانی بہتا ہو یہاں یہ معنی مراد ہے کہ یہ بندوقوں کے فائر اور تلی کے معنی میں بھی آیا ہے۔
ذرہ، عربی لفظ ہے بمعنی (۱) ایک جوسیاں حصہ غیرہ کسی سوراخ سے سورج کی شعاع کے ساتھ دکھائی دینے والے چھوٹے چھوٹے نہایت باریک اجزاء میں سے ایک جزء۔

شرح

عطائے الہی کے فوارے جو چل رہے ہیں وہ آپ کے فیض و فضل کا ایک قطرہ ہے اور سخاوت کے جو تارے کھلے ہیں وہ تو آپ کے کرم کے بالمقابل ایک ذرہ ہیں اس لئے کہ جو فضل و کرم آپ کو بارگاہ حق سے عنایت ہوا اس کا کنارہ کھاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔

اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۱۳)

مزید توضیح

ظاہر و باطن کے ہر دہ ہر زدہ ہر ار عالم میں آپ کے عطیات و بخشش کے سمندر جاری ہیں جس میں ہر ایک کی کشتی حیات تیر رہی ہے اے محبوب خدا ﷺ یہ سب کچھ آپ کے اتحاد اور بے پایاں سمندر کی محض ایک بوond ہے اور اے محبوب خدا ﷺ آپ کی خیرات سے لوگ خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں اور آپ کے صدقات سے آسمانوں کے جملہ تارے (شیش قمر) کو اسکے بھی منور ہیں جو شب و روز چمک کر عالم کو بھی روشن و منور کرتے ہیں حالانکہ یہ سب آپ کے خزانہ بخشش کے ایک ذرہ کی مقدار ہیں جیسا کہ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

فَانْ جُودُكَ الدُّنْيَا وَ ضُرُّتُهَا

آپ کے جو دو کرم سے دنیا و آخرت (ایک حصہ) ہے۔

قرآن مجید

شعر مذکور آیت

انا اعطيك الكوثر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ ۳۰، سورہ الکوثر، آیت ۱)

کی تشریح و تفسیر ہے۔

تفسیر الکوثر

الکوثر سے جملہ مفسرین بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خیر کثیر مرادی ہے۔

هو الخير الكبير كله خير الدنيا والآخرة.

اس آیت کریمہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو رب تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور اللہ

تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی جملہ نعمتوں پر حق تصرف و اختیار دیا ہے اسی لئے الاستمد اوصغہ میں امام اہل سنت فاضل
بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کل کھلاتے یہ ہیں

انا اعطيك الكوثر

ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

فیض ہے یا شہ تنیم نزاں تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

حل لغات

فیض، عربی لفظ ہے بمعنی پانی کا برتن وغیرہ سے یا نہر اور دریا میں سیلا ب سے ابلنا، مجازاً بمعنی بہت زیادہ عطا و فائدہ

وغیرہ۔

”یا شہ تسنیم“ حضور سرور العالم ﷺ کو پکارا گیا۔ جیسے ہم اہل سنت کا شعار ہے کہ
بیٹھے اٹھتے یا رسول اللہ کہا پھر مجھ کو کیا

جس پر دورہ حاضرہ میں خوب بخشش چل رہی ہیں چونکہ حدائق بخشش شریف میں ایسی مذاکرات ہیں اور ہمارے مسلک کا خصوصی اور امتیازی مسئلہ بھی ہے اسی لئے یہاں اس پر مختصر ابحث کرنا موزوں ہو گا۔ شہزادہ شاہ کا مخفف مضاف تسنیم مضاف الیہ۔ اس سے حضور سلطانِ کائنات ﷺ مراد ہیں اور تسنیم جنت میں ایک نہر کا نام ہے اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ زالا، اردو لفظ ہے بمعنی انوکھا اور عجیب و غریب، تحسس، عربی لفظ ہے بمعنی جستجو اور تلاش۔

شرح

اے بہشتی نہر تسنیم کے مالک آپ کی عطا بخشش بالکل انوکھی ہے کہ آپ کا سمندر بکراں خود پیاسوں کو تلاش کرتا پھرتا ہے حالانکہ ہونا تو یہ تھا کہ پیاسے تحسس و جستجو میں ہوتے لیکن یہاں معاملہ بر عکس ہے۔

تسنیم

تسنیم کے بہمہ و جوہ منجانب اللہ مالک و متصرف ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انا اعطيك الكوثر

کوثر سے احادیث و تفاسیر میں جنت کی نہر مرادی ہے جو قیامت میں صرف اور صرف ہمارے نبی پاک ﷺ کے زیر قبضہ ہو گی اور پیاسوں کو ہاں پر پہنچنے کا پتہ بتایا کہ

فاطلبینی عند الحوض۔ (مشکلۃ)

مجھے حوض (کھڑ) کے پاس ڈھونڈنا۔

اور حدیث مبارک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کوثر و تسنیم پر میں خود ہوں گا میرے حوض کی طرف سے جو کوئی آئے گا میں اسے پلاوں گا۔

فائدة

جب وہاں سے جسے جام ملے گا تو اس کے پینے سے ساری تلخی اور گھبراہٹ دور ہو جائے گی اور دل کو ایسا سکون نصیب ہو گا کہ پھر کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ حدیث شریف میں ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس ﷺ سے راوی "الکوثر نہر فی الجنة"

یعنی کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کی درازی ایک ماہ کی راہ ہے پانی اس کا دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور منٹک سے زیادہ خوشبودار ہے کوئے اس پر مثل ستاروں کے روشن اور عدوں میں ان سے زیادہ ہیں جو شخص اس سے ایک مرتبہ پئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے حوض کے چار رکن ہیں اول ہاتھ میں ابو بکر صدیق اور ثانی عمر فاروق کے اور ثالث عثمان ذی النورین کے رابع علی مرتضیٰ کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ پس جو کوئی ابو بکر و علی سے محبت اور عمر و عثمان سے بغض و عداوت رکھے گا اسے ابو بکر علی آپ کوثر سے سیراب نہ فرمائیں گے۔ کذ انشق في المواهِب مگر مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر قیامت کے دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہوں گے آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ابو بکر کی محبت نہ ہوگی اور جوان سے بغض و عداوت رکھتا ہوگا میں اسے قیامت کے دن آپ کوثر سے سیراب نہ کروں گا۔ الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آقا نے دو عالم علیہ کو اس شعر میں کوثر و تسنیم کا مالک کہنا احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے۔

اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا

اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

حل لغات

اغنیاء، غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار۔ باڑا، ہندی لفظ ہے بمعنی احاطہ، چار دیواری، دائرہ، میدان، حومی، مکان، خانقاہ اور انعام اس طرح تقسیم کرنا کہ محروم نہ ہے یہاں یہی آخری معنی مراد ہے۔

اصفیاء، صفحی کی جمع نیک اور عابد وزاہد اور خدا ترس و خدار سیدہ لوگ، پرہیز گار۔ رستہ، اردو لفظ ہے اور راستہ کا مخفف اردو میں ہ کی جگہ الف بولا اور کبھی لکھا جاتا ہے، ڈگر، راہ، طور و طریقہ، رستہ چلنا طریقہ و سیرت پر چلانا۔

شرح

اے عجیب کبریا شہ ہر دوسرے آپ کا دربار گہر بارائی عالم بخشش و سخاوت کا گھر اور حومی ہے جہاں سے غریب تو غریب مالدار اور امیر لوگ بھی پرورش پاتے ہیں اور انہیں جو کچھ ملا ہے یامل رہا ہے وہ سب کچھ آپ ہی کی بارگاہ کا عطا یہ ہے اور آپ کا راستہ وہ راستہ ہے جس پر نیک اور عابد وزاہد اور خدا ترس لوگ ماتھے کے بل چلتے ہیں یعنی انتہائی تعظیم اور عقیدت مندی کے ساتھ آپ کے طریقہ پر گامزن ہو کر سعادت مندی اور تقریب الٰی اللہ کی منزل پا لیتے ہیں۔

فائدة

اس شعر کا مصرعہ اولیٰ سابقہ بیان کا تتمہ ہے جسے امام اہل سنت فاضل بریلوی کے بھائی مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ

تعالیٰ علیہ نے یوں بیان فرمایا

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جسے میری سرکار سے نکلا نہ ملا ہو

دوسرے مصروع میں دربار پرسالت کے متعلق محبوبان خدا (صحابہ کرام، اہل بیت، اولیاء) کے ادب اور تعظیم و تکریم کی طرف اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ صحابہ کرام اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عادات کی تصریحات بتاتی ہیں کہ وہ حضرات کس طرح اپنے آقائے نام اطیفۃ اللہ کی تعظیم و تقدیر بجالاتے اور آپ کا ادب محفوظ رکھتے تھے۔

(۱) ماہ ذی قعده ۶ھ میں جب حضور حمدیہ میں تھے تو بدیل بن ورقاء خزاعی کے بعد عروہ بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نلاعے تھے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمتِ اقدس ہوئے وہ اپس جا کر قریش سے یوں کہنے لگا

یا قوم والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشى والله ان رأيت ملكا
قط يعظم اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمدًا والله ان تخنم نخامة الا وقعت في كف رجل
منهم فدللك بها وجهه وجلده اذا مرهم ابتدر وامرها اذا تو ضاء کادوا يقتلون على وضوئه
واذاتكلم خفضوا اصواتهم عنده وما يحدون عليه النظر تعظيمًا له وانه قد عرض عليكم خطة رشد
فاقبلوها۔ (بخاری، کتاب شروط)

اے میری قوم! اللہ کی قسم میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر و کسری و نجاشی کے ہاں گیا ہوں اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ کی کرتے ہیں اللہ کی قسم اس (محمد) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر لیا ہے جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو اس کی تقلیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آواز ڈھینی کر دیتے ہیں اور ازروں تھیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے پس تم اسے قبول کرلو۔

صحابہ کرام اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آداب کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب "بادب صحابہ" اور "الاصابہ فی عقائد الصحابة" میں عرض کر دی ہے اور اولیائے کرام کے آداب کا قصہ بھی طویل ہے بالخصوص درجیں۔ محبوبان خدا ﷺ کی حاضری کی تو پر کیف داستانیں ہیں۔ فقیر نے کتاب زائر مدینہ میں کچھ واقعات درج کئے ہیں یہاں اس دربار عالی کی حاضری کے

آداب کا ایک عربی قصیدہ حاضر ہے جس سے ان حضرات کے آداب کا پتہ چل جائیگا۔ شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح نقی الدین بن دقیق العید (التویفی المفرع ۱۴۰۲ھ فرماتے ہیں)

یاسائر انحو الحجاز مشهراً اجھد فدیک فی المسیر و فی السرّ و اذا سهرت اللیل فی طلب
اعلاف حذ ارث من حذع الکرے فالقصد حیث النور یشرق ساطعاً والطرف حیث ترى الشری
متعطر اراف بالمنازل والمناهل من لدن وادی قباء الی حمى ام القوى وتوك خثار النبی قضح بها
متشرقاً خديک فی عفر الشری و اذا رأیت مهابط الوحی التي نشرت علی الافق نوراً وری فاعلم
بانک ما رأیت شبیهاً مذکوت فی ماضی الزمان ولا تری.

اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے! میں تجھ پر فدا! التورات دن چلنے میں کوشش کرنا اور جب تو بزرگوں کی طلب میں رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے چنان پھر بچنا تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے اور جہاں خاک خوشبودار نظر آتی ہے تو ان منازل اور چشموم پڑھنے جانا جو وادی قباء کے قریب سے اُم القری (مکہ معظمہ) کے بیڑہ زارتک ہیں اور (نبی ﷺ) کے آثار کا قصد کرنا اور ان کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں اپنے ہر دور خسار کو روئے خاک پر رکھ دینا اور جب تو وحی کے اترنے کی گھبہوں کو دیکھنے جنہوں نے تمام دنیا پر نور پھیلایا ہے تو جان لینا کرتے نے اپنی گذشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔

ایک فارسی شعر میں ان حضرات کی حاضری کا خوب فیصلہ کیا گیا ہے۔

ادب گایست زیر آسمان از عرش نازک تر
که نفس گم کرده می آید جنید و بازیزید اینجا

(فوات الوفیات، ترجمہ ابن دقیق العید)

نوٹ

یاد رہے کہ ایسے حضرات کے مدینہ پاک کے آداب بھی حیرت انگیز ہیں۔ امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ عز و جل سے شرما تا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور اکرم ﷺ آرام فرمائیں اس قسم کے بے شمار واقعات فقیر کی کتاب ”بادب بانصیب“ میں بیان کئے گئے ہیں۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جائیں

خرو عرش پر اڑاتا ہے پھریا تیرا

حل لغات

فرش بمعنی بچھونا اور زمین مطلق عالم دنیا کے لوگ مراد ہیں۔ شوکت، عربی لفظ مجاز آہیت و بد بہ پر بولا جاتا ہے۔ علو، بضمین و تشدید واؤ بمعنی بلندی اور بالضم و بالكسر بھی اسی معنی میں آتا ہے اور فارسی (اوراردو) بضمین و تخفیف واؤ آتا ہے۔ (غیاث اللغات ۱۲) یہاں بالتحفیف پڑھا جائے گا بمعنی بلندی و رفتہ۔ خرو میں الف ندا یہ ہے اور خرو بالضم گذشتہ زمانے میں دو بادشاہوں کے نام ہیں لیکن اب مجاز اہر بادشاہ کو کہا جتا ہے۔ عرش بمعنی تخت، چھت لیکن یہاں وہ عرش اعظم مراد ہے جو تمام آسمانوں اور بہشت اور کرسی اور سدرۃ المنشی کے اوپر ہے۔ پھریا اردو لفظ ہے بمعنی جھنڈا اور علم اور جھنڈے کا کپڑا اور کم سوکھا ہوا اور کھلا ہوا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ آپ کی شان و عظمت بہت ہی بلند و بالا ہے آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ آپ کی عظمت کے جھنڈے عرش اعظم پر لہرا رہے ہیں زمین والے آپ کی شان و شوکت کو اچھی طرح سمجھنی میں سکتے۔ کاش وہ آپ کی بلند ترین شان و عظمت سے باخبر ہوتے جو عرش بلکہ لامکاں تک پھیلی ہوئی ہے۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ورفعنا لک ذکر ک

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ ۳۰، الشرح، آیت ۲)

احادیث مبارکہ

(۱) حدیث قدسی میں ہے

اینما ذکرت ذکرت معی

جہاں میرا ذکر ہو گا وہاں ساتھ تمہارا ذکر ہو گا۔

فائدة

رب تعالیٰ کا ذکر زمینوں میں بھی ہوتا ہے اور آسمانوں میں بھی فرش پر بھی ہوتا ہے اور عرش پر بھی تولازی طور پر حضور ﷺ کا ذکر مبارک بھی فرش و عرش پر ہوتا ہے بلکہ جنت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی کا بول بالا ہے۔ حدیث

پاک میں ہے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتے پر حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہوا ہے۔ بقول شاعر

منقش سبھی اسم احمد سے اختر

ہیں جنت کے برگ و شجر اللہ اللہ

مفصل مضمون فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد" کا مطالعہ کیجئے۔

(۲) حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے جس طرح ایک جھنڈا کعبہ معظیمہ پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک زمین و آسمان کے درمیان نصب فرمایا اسی طرح بحکم الہی آسمانوں کے اوپر بیت المعمور کے بالکل سیدھی میں بالکل کعبہ جیسی ایک عمارت ہے ایک جھنڈا اس عمارت پر بھی لہرا�ا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ آپ کو سر بلندی بلکہ کائنات کی سلطنت و با دشائیت عطا فرمائی ہے آپ یقیناً شہنشاہِ کوئی نہیں، نبی آخرالزماں، رحمتِ کون و مکان، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو اسی حیثیت سے جانتا اور پہچانتا ہے ہاں بعض ایمان سے محروم جن و انسان آپ کو اس حیثیت سے نہیں جانتے پہچانتے اس لئے کوئی نبوت کا مدعی نظر آتا ہے تو کوئی ہمسری کا دعویدار، کوئی سرے سے منکر رسالت ہے تو کوئی منکر سلطنت و اختیار۔ عصرِ حاضر میں بیسوں فرقے موجود ہیں جو نبی اور صفاتِ نبی کے انکار جیسے جرم کے مرتكب ہیں اور ایسے ناقابلِ معافی جرائم کے مرکبین صرف انسان و جنات ہی میں پائے جاتے ہیں اور کسی مخلوق میں نہیں۔ خود سرکار محبوب کبria ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

ما من شئی الا ویعلم نی انى رسول الله الا مردہ الجن والانس.

مجھے کائنات کی ہر چیز جانتی پہچانتی ہے سوائے سرکش جن اور انسان کے۔

پھریرا

اس میں حضور سلطان بحر بڑھی ﷺ کی اس رفت و عظمت کی طرف اشارہ ہے جسے خود سلطان الانبیاء ﷺ نے بیان فرمایا کہ دن رات میں میرا اللہ کے ساتھ ایک خاص وقت مقرر ہے جس میں میری اور رب کی ملاقات ہوتی ہے اور اس وقت پورے عالم میں کسی کو دم مارنے کی بھی مجال نہیں ہوتی۔

عرش پہ پھریرا

اس میں اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور سرورِ کائنات، سلطان الانبیاء ﷺ کی ہر دو

ہزار عالم کی سلطنت و حکومت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سلطنت کا مرکزی مقام ”عرشِ اعظم“ ہے اور اس پر آپ کے علم اور جہنڈا الہ را نے کا ذکر کا حادیث میں ہے مجملہ ان کے ایک عرض کر دوں۔ مولانا بزرخی اپنے مولود شریف میں لکھتے ہیں

نوری فی السموات والارض يحملها من انواره الذاتیه

یعنی زمین و آسمان میں خوشخبری سنائی گئی انوارِ ذاتیہ محمد ﷺ سے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حاملہ ہونے کی فنطفت بحملہ کل دابة القریش بفصاح لسان العربیہ و خرت الاسرة والامناہ علی الوجوه والافواہ پس بول اُٹھے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل کی خبر سن کر تمام چوپائے قریش کے عربی زبان میں بڑی فصاحت کے ساتھ اور اندھے ہو گئے تخت بادشاہوں کے اور گرپے بت مہکے بل اُٹھے۔

وبشرت وحوش المشارق والمغارب ودابها البحر يته

اور بشارت دی گئی مشرق اور مغرب کے وحشی جانوروں چندو پرندو اور دریائی جانوروں کو۔

وبشرت الجن بالهلال زمانہ و انهلک الکھانۃ و ربہت الرہبانية

اور بشارت دی جنوں نے آپ کے زمانہ کی بیدائش کے قریب ہونے کی اور ست ہو گئی کہانت اور مت گیا جو گیوں کا جو گی
پُنا

وأوقیت امانی المنام فقیل لها انک حملت سید العلمین و خیر البریة فسمیہ محمدًا اذا و ضعنه فانه

ستحمد بہا

اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی ان سے کہتا تھا کہ تیرے پیٹ میں سردار عالم اور بہتر ہے ساری خلق تھے سے اور جب یہ بیدا ہوں تو ان کا نام محمد ﷺ رکھنا اس لئے کہ انعام نیک ہے۔

پھر حکم ہوا جب میل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک علم بزر محمدی ﷺ لے کر دنیا میں جاؤ اور اس علم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور منادی کرو کہ آج کی رات نور محمدی ﷺ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشرف ہوئی ہیں اور اہل زمین خوش ہو اور فخر کرو کہ دونوں جہاں کے سردار حبیب اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ خوش اقسام اس امت کی کم محمد ﷺ سا پیغمبر پائے اور زہے تقدیر اس شخص کی کم محمد ﷺ پر ایمان لائے اور پڑھے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

حل لغات

خوان، فارسی لفظ ہے بمعنی دسترخوان کس کا ہے استفہام کے بعد جواب خود دیا کہ اے سلطانِ کائنات آپ کا ہی لقب ہے صاحبِ خانہ۔

شرح

اے دونوں عالم کے بادشاہ یہ پھلی ہوئے سارے آسمان اور ساری زمین آپ ہی کے بچھے ہوئے دو دسترخوان ہیں جس پر سارا عالم باعزت و عظمت مہمان کی حیثیت سے اپنا رزق کھارہا ہے یعنی سارے عالم کے آپ میزبان ہیں اور صاحبِ خانہ آپ کا ہی لقب ہے اس لئے کہ کائنات کو جو کچھ مل رہا ہے آپ کے دستِ اقدس کی عطا ہے۔

قرآن مجید

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَوْجَدَكُ عَائِلًا فَاغْنَى

اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ (پارہ ۳۰، سورہ الحجۃ، آیت ۸)

فائدة

صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ عائل (عیالداری) سے عام مراد ہے۔

(۲) وَمَا تَكُم الرَّسُولُ فِي خَذْوَهُ

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں وہ لو۔ (پارہ ۲۸، سورہ الحشر، آیت ۷)

فائدة

حضرت محمد شریف دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ مَاعَام ہے دنیا و آخرت وغیرہ کے امور۔

حدیث

(۱) حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کے خزانوں کی چاپیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔

(۲) ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو پھاڑ سونے کا بن کر میرے ساتھ چاکرے۔

(۳) ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے

وَإِنَّمَا إِنَّمَا قَاسِمُهُ اللَّهُ يَعْطِي

اللہ ہر چیز دیتا ہے اور میں ہر چیز کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

فائدة

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بظاہر خالی ہیں مگر حقیقت میں دنیا کی ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اسی حقیقت کی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البر کرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شعر میں کیا خوب اشارہ فرمایا ہے

مالکِ کوئین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فائدة

لفظ "انما" عربی زبان میں حصر کا فائدہ دیتا ہے اب یہ معنی ہوئے کہ حضور ﷺ کی قسم ہیں ان کے سوا اور کوئی قاسم نہیں ہے ہر نعمت کی تقسیم انہیں کے پردا ہے جس کو جو ملے گا انہیں کے درستے انہیں کے دیلے سے اور واسطہ سے ملے گا ان کے دیلے کے بغیر اگر خدا سے طلب کیا جائے تو ہرگز نہ ملے گا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ کرے عطا
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

یہ حدیث مختصر ہے لیکن معانی کے لحاظ سے نہایت جامع ہے۔ اس لئے کہ جیسے لفظ "یعطی" کا مفعول مقدر ہے ایسے ہی "قاسم" کا اور قاعدہ ہے جہاں فعل کا مفعول مقدر ہو وہاں عموم مراد ہوتا ہے اور جب قاسم کسی قید سے مقید نہیں ہے نہ اس میں زمانے کی قید ہے نہ وقت کی نہ ساعت کی قید ہے نہ مانگنے والے کی نہ عطیہ کی قید ہے نہ لینے والے کی۔ گویا مقصود اس حدیث یہ ہے کہ ہر چیز کا معطی خدا ہے اور میں اس ہر چیز کا قاسم ہوں

لَا وَرَبُّ الْعَرْشِ جَسْكُوْجُوْمَلَانَ سَمَّا
بُنْتَیْ ہے کوئین میں نعمت رسول اللہ کی

ابوالقاسم ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی کنیت مبارکہ بھی اسی معنی پر ہے کہ آپ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے تقسیم کننده ہیں۔ چنانچہ علماء محققین نے یہی معنی کیا ہے چنانچہ حضرت امام قسطلانی مoa ہب لدنیہ جلد اصحفہ ۱۵۰ میں لکھتے ہیں کہ کنیۃ ابوالقاسم یقسم الجنہ بین اہلها۔

اسی لئے ہے کہ آپ قاسم جنت ہیں اور آپ کی تقسیم نعمتِ عام ہے۔

خلق کی توبات ہی کیا ہے انبیاء علیہم السلام بھی آپ کے خواں یعنی کے محتاج ہیں۔ کل قیامت میں ہم سب آنکھوں

سے دیکھیں گے کہ ہر نبی علیہ السلام بھی یہاں تک خلیل اللہ علیہ السلام جیسے خلیل القدر پیغمبر بھی ہمارے آقا مولیٰ ﷺ کے در کریم کے سائل ہوں گے۔ امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغفی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

سب کا والدی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ گل کائنات آپ کی عیال ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہماری ثیہی کی شکایت کی

فقال رسول الله ﷺ العيلة تخافين عليهم وانا ولهم في الدنيا والآخرة.

حضور قدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان پر بتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں ان کا ولی کار ساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

نائب اعظم

حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ کے خلیفہ اکبر اور نائب اعظم ہیں۔ چنانچہ امام زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عبداللہ بن سلام (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ان اکرم خلیفہ اللہ علی اللہ ابو القاسم ﷺ . (خصائص اکبر جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

بیشک اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ حضور ابو القاسم ﷺ ہیں۔

خلیفہ کا معنی

خلیفہ خدا کا (نائب) اور اس کی قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ شہنشاہ نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم نابوں سے کراتے ہیں چونکہ حضور سرور عالم ﷺ کے خلیفہ اکبر ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور دولتوں کی تقسیم حضور اکرم ﷺ کے دربار درباء سے ہوتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی اور مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو وہاں نہیں تو وہاں نہیں

خلاصہ

حضور نبی پاک ﷺ کل کائنات کی تمام نعمتوں کے قسم یہ فتح و نصرت، علم و معرفت، رحمت و مغفرت، نعمت و برکت۔ غرضیکہ کار خانہ الہیہ کی باگ ڈور حضور ﷺ کے مقدس ہاتھ میں ہے۔

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح و شام
بندھے ہوئے ہیں رسول خدا کے ہاتھ میں

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

حل لغات

میں تو مالک ہی کہوں گا دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا ہو مالک کے حبیب پھر یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل میں فرمایا
کہ ”محبوب و محبت میں میرا تیرا نہیں ہوتا“

شرح

شعرہذا امام نعمت گویاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قادر الکلامی اور ان کی فصاحت و بلاغت اور فنِ شاعری کی امامت کی اعلیٰ دلیل ہے قرآن مجید کی بلاغت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی ہوتی ہے پھر وہ جملہ جو پہلے دلیل تھا اب وہ دعویٰ بھی بن جاتا ہے جس کے لئے اس کا دوسرا جملہ دلیل بن جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”الحمد لله“ یہ دعویٰ ہے اس کی دلیل رب العالمین ہے پھر یہی جملہ دعویٰ ہے اور اس کی دلیل آنے والا جملہ ہے۔ اخ یعنی اے رب العالمین کے پیارے میں تو آپ کو دونوں جہاں کا مالک و حاکم ہی مانتا ہوں اس لئے کہ مالکِ حقیقی و ذاتی خداوند قدوس جل شانہ کے آپ پیارے اور چہیتے محبوب ہیں اور محبت و محبوب کے درمیان بیگانگی اور غیر بیت نہیں ہوا کرتی بلکہ محبت اور دوست اپنی ساری چیزوں میں اپنے محبوب اور پیارے کو اجازت و اختیار دے دیا کرتا ہے جو پیار و محبت کا پورا پورا تقاضا ہے یعنی محبت محبوب سے کوئی شے چھپاتا نہیں بلکہ ہر شے کا اختیار دیتا ہے۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیسا مدلل بیان فرمایا کہ ایک مرصودہ میں دعویٰ دوسرے میں دلیل۔ ہم اسے قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں عرض کرتے ہیں۔

قرآن کریم

آیت کوثر کے علاوہ آیتِ ذیل اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
قل اللهم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۲۶)
یوں عرض کرائے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے۔

شان نزول

فتح مکہ کے وقت سید الانبیا ﷺ نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ فرمایا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفیٰ ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک وہ تو بڑے زبردست اور نہایت مضبوط ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزانہ العرفان)

فائدة

بغضله تعالیٰ آخر یہ وعدہ پورا ہو کر رہا اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ممالک کا مالک اپنے محبوب کریم ﷺ کو بنادیا لیکن منافقین اور یہودیوں نے اس وقت مانا نہاب مانتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کسری کے کنگن

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سراقد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے سراقد اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب کسری کے طلائی کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی دی ہوئی یہ غیب کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ ایران فتح ہوا تو مال غنیمت میں کسری کے کنگن بھی آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقد بن مالک کو بلا کران کے ہاتھوں میں وہ کنگن پہنائے۔ (ججۃ اللہ علی العالمین)

(۱) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا یقول قبض محمد علیؑ مفاتیح النصرة و مفاتیح الربح و مفاتیح النبوة بخ بخ قبض محمد علیؑ علیؑ الدنیا کلہا لم یسبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضۃ۔ (خاصیّات کبریٰ جلد اصفہ ۲۸)

کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرمایا ہے واد واد محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا کوئی مخلوق ایسی ندرتی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

(۲) حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
انی اعطيت مفاتیح خزانہ الارض او مفاتیح الارض.

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۵۸ و صفحہ ۵۷۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چاپیاں دیا گیا ہوں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا
اتیت خزانہ الارض فوضع فی یدی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے۔

(۴) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
اتیت بمقالید الدنيا علیٰ فرش ابلق جاء نی بہا جبریل علیہ قطیغة من سندس۔
(خصالص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، زرقانی علیٰ المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۲۶، ہراج المیر صفحہ ۲۳)

میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں جبریل امین علیہ السلام ان کو اپنے گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر
لیشی چادر پڑی ہوئی تھی۔

حضرور سرور عالم ﷺ نے فرمایا
اعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید عطا ء فرمائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
اویت مفاتیح کل شئی۔ (مسند احمد، طبرانی، خصالص کبریٰ جلد اصفہ ۱۹۵)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

حضرور پُر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا

اذ يَشْسُو الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيٍّ وَلَوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيٍّ۔ (دارمی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۷)

قیامت کے دن جب لوگ نا امید ہو جائیں گے کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور رحمت کا جہنڈا بھی میرے ہاتھ
میں ہو گا۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

گھر کی گواہی

حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گزارِ معرفت میں کہا
خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے

ہے ایسا مرتبہ کس کا سناو یار رسول اللہ ﷺ

ان کے تنقیج میں دیوبندیوں کے مولوی محمد قاسم نے قصیدہ قاسمیہ میں لکھا
خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار

غلطی کا ازالہ

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ پر عاشق و معشوق کا اطلاق ناجائز ہے اس لئے اس لفظ کے اطلاق کا غالبہ فتح عشق والوں کے لئے عام ہے اسی لئے جو لفظ عرفِ عام میں فتح اشیاء پر اطلاق ہوتا ہے وہ اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کے لئے ناجائز ہے لیکن افسوس کہ آج کل کے جاہل شعراء اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق اپنا فخر سمجھتے ہیں اور مذکورہ بالا عاشق و معشوق دونوں کے اشعار میں آجانا جھٹ نہیں یہ ان کا سہرو خطاط ہے اور نہ ہمارے لئے جھٹ۔

لطیفہ

دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات صاحب نے حضور سرور عالم ﷺ کو کہا ”خدا تیرا تو خدا کا حبیب“ یا ان لوگوں کو گوارا ہے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ”یعنی محبوب و محبت میں نہیں تیرا میرا“ یا ان لوگوں کو گوارا نہیں بلکہ شرک۔ اس کو کہتے ہیں تعصب۔

عقیدت

الحمد للہ ہم اہل سنت اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عقیدت سے بھر پور سرشار ہیں کہ آپ سے جس شے کو بھی نسبت ہو گئی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبوب ہے۔ ہمارے امام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے کہا

بس عطر محبوبی کبریا سے
عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

شریعت کی پاسداری اور رسول اللہ ﷺ پر جان نشاری

اپنی ایک نعمت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے کہا کہ
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے
اس سے کچھ ذہن اس وہم میں بتلا ہو سکتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ بس صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں آپ

نے عبدیت کے ساتھ شانِ محبوبیت کا اظہار فرمایا تاکہ کچاڑ ہن یہ بھی تو دیکھے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ محبوب عبد ہیں اور محبوب کا مرتبہ بھی بتا دیا کہ میں تو مالک کہوں گا۔

یعنی میں تو اے آقائے کون و مکاں ﷺ آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ہی کہوں گا کیونکہ آپ ﷺ مالک دو جہاں کے حبیب ہیں چونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محبت اور محبوب کے درمیان یہ سوال ہی ختم ہوتا ہے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے بلکہ جس شے کا محبت مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اس کا مالک بنادیتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حبیب کی ملکیت و ملوکیت کو ثابت کیا ہے اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا۔

قاسم نانوتوی پٹڑی سے اتر گیا

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے جسے سرفیل علمائے دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے

گرفت ہو گی ایک بندہ کہنے پر
جو ہو سکے بھی خدائی کا اک تری انکار

یعنی اگر حضور ﷺ کی خدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر آپ کو بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے بالفاظ اور گر۔ کوئی تیری خدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نہیں جاسکتا اور نہ گرفت ہو گی۔ یہ عقیدہ تو حیدور سالت سے کس قدر نا آشنا ہے صحیح عقیدہ وہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ دیکھنے نانوتوی صاحب ایک جانب تو حبیب خدا کی خدائی کا انکار ناممکن بتا رہے ہیں اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنارہ ہے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالانکہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کے باوجود یقیناً آپ خدا کے بندے ہیں۔

مالک کے حبیب

یہ وہ لقب ہے جس پر حضور سرورِ عالم ﷺ کو فخر ہے لیکن افسوس کہ دو رہاضرہ میں ایک برادری کو اس لقب میں تامل ہے لیکن ارشاداتِ رسول ﷺ کا کون منکر ہو سکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مدح فرمادی ہے ہیں کہ کوئی کہتا آدم صفحی اللہ ہیں کوئی کہتا امراہیم خلیل اللہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی گفتگو کے دوران حضور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا

الا وانا حبيب الله ولا فخر۔ (رواه ترمذی والدارمی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

خبردار! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ خرائیں کہہ رہا۔

فائدة

اس حدیث کی شرح ملائی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

وانا حبیب اللہ ای محبہ و محبوبہ

یعنی حبیب کا معنی محبت بھی ہے اور محبوب بھی۔

اس کے بعد حبیب و خلیل کے درمیان فرق میں طویل بحث لکھ کر فرمایا

والا ظہر فی الاستدلال علی ان مرتبیة فی درجة الکمال قول ذی الجلال والجمال قل ان کنتم

تحبون الله فاتبعونی یحبیکم اللہ۔ (مرقات جلد ۵، صفحہ ۳۶۹)

استدلال میں ظاہر تریہ ہے کہ محبوبیت درجہ کمال میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا قول ”قل ان کنتم تحبون الله الخ“ روش دلیل ہے۔

حبیب کے غلام بھی محبوب ہیں

آیتِ قرآنی نے مزید تصریح فرمائی کہ جو بھی حضور ﷺ کی غلامی میں آگیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اسی لئے ہم اہل سنت صحابہ کرام و اہل بیت اور جملہ اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو محبوبانِ خدامانتے ہیں۔

دوسرा حوالہ

شیخ محمد شین فی الہند حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں

الا وانا حبیب اللہ وانا وآگاہ باشید کہ من دوست و اشتہ خدام و گفتہ اند کہ حبیب
محب کہ بمقام محبوب بیت رسیدہ باشد و خلیل محب مطلق و اگرچہ انبیاء و رسول بلکہ مومنا
ن نیز ہمہ محب محبوب درگاہ الہی اندولیکن سخن در ینجادر اعلیٰ مرتبہ کمال ست و اخص
درجات آن وبعضاً از عرفاء علماء اور فرق میان حبیب و خلیل کلامی ست غریب کہ در شرح
ذکر کردہ شدہ است۔ (اشعة اللمعات جلد ۲ صفحہ ۲۷۶)

حضور ﷺ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حبیب وہ محبت ہوتا ہے جو مقامِ محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور خلیل محب مطلق کو کہتے ہیں اگرچہ تمام انبیاء و رسول بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محبت و محبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبہ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء و علماء کا حبیب و خلیل کے درمیان فرق کے

بارے میں عجیب و غریب کلام ہے جو مشکلۃ شریف کی (عربی) شرح "لغات" میں مذکور ہے۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پر چڑھے دیکھ کے تلوایرا

حل لغات

قدموں میں ہونا کسی کی صحبت و خدمت میں رہنا مراد ہے یہ نہایت تعظیم و تکریم کے وقت بولا جاتا ہے۔ غیر کا منہ دیکھنا، بیگانوں کی شکل و صورت دیکھنا اس سے غریوں سے استغنا عوala پرواہی مراد ہے۔ نظروں پر چڑھنا، پسند آجانا کسی کے ساتھ دل لگ جانا۔ تلواء، اردو لفظ ہے پنجاب اور ایڑی کی درمیانی جگہ۔

شرح

سلطانِ حسیناں اور سرتاجِ مدد حسیناں (علیہما السلام) جو حضرات آپ کی صحبت برکت اور خدمت باشرافت میں رہتے ہیں وہ غریوں کی صورت و شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ کامبارک تلواء تا حسین و جمیل اور پرکشش ہے کہ اس کی زیارت کے بعد کسی حسین و جمیل کا چہرہ بھی دیکھنا گوارا نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون کو کسی نے یوں ادا کیا ہے۔

تختِ سکندر پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بسترِ جن کا لگا ہوا ہے تیرے در کے سامنے

قرآن مجید

اللَّهُ تَعَالَى أَنْهَى مَحْبُوبَ كَرِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَأَوْصَافِ جَمِيلٍ وَإِخْلَاقٍ كَرِيمَهُ كَمَا كَأَبَارَے مِنْ فَرْمَاتَهُ
فَبِمَا رَحْمَةِ اللَّهِ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فِظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ
تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کامے محبوب تم ان کے لئے زم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو ضرور تمہاری گرد
سے پریشان ہو جاتے۔ (پارہ ۲۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹)

احادیث مبارکہ

ایسے وجد آفرین اور روح پرور واقعات کتب سیر میں بے شمار ہیں کہ حضور سرورِ کوئی نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ تباہ کو جو کوئی
ایک مرتبہ دیکھ لیتا یا آپ کی خدمت برکت میں تھوڑی دیر بیٹھ جانا اس کے دل میں ہمیشہ یہ تمنا انگڑائی لیتی کہ ان کی بارگاہ

بیکس پناہ میں ہمیشہ حاضر ہے اور جن لوگوں کو مکار مِ اخلاق کی چاشنی ل جاتی تکالیف و مصائب کے باوجود نہ ماں باپ کی شفقت یا درستی نہ دوست و آشنا کا تعلق ذہن میں جگہ لیتا بلکہ کسی بڑے سے بڑے باادشاہ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا ایسے کئی واقعات ہیں ابتو نہ نمونہ ایک عرض کئے دیتا ہوں۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ نہیں جا رہے تھے بونقیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فراق رو تے اور اشعار پڑھتے پھر اکرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انہوں نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یاد و فراق داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں خیریت سے ہوں تم غم اور صدمہ نہ کرو میں بڑے کریم لوگوں کی غلامی میں ہوں ان لوگوں نے جا کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر و خبران کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ کر بھیجے تھے اور پتہ بتایا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ اور پچاندیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی نیت سے مکرمہ پہنچے تحقیق کی پتہ چلایا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے پڑوسی تم خود قیدیوں کو رہا کرتے ہو، بھوکوں کو کھانا دیتے ہو، ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان کرو اور کرم فرماؤ اور فدیہ قبول کر لوا اور اس کو رہا کر دو بلکہ جوفدیہ ہواس سے زیادہ لے لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے عرض کیا کہ حضور ﷺ بس یہی عرض ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کو بلا لوا اور اس سے پوچھ لواگروہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہارا ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جرنہیں کر سکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اتحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منتظر ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلائے گئے آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے ماں باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہوان کے ساتھ جانا!

چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ میں آپ کے مقابلہ میں بھلاکس کو پسند کر سکتا ہوں۔ آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور پچھا کی جگہ بھی۔ ان دونوں باپ پچھانے کہا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہوا درباپ پچھا اور سب گھروالوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہاں میں نے ان میں (حضرت ﷺ کی طرف اشارہ کر کے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلہ میں میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ نے جب یہ جواب سناتو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر کو عزیز واقارب کو غلامی پر قربان کر دینا معمولی بات نہیں۔

بحرسائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جاتے کلیجا میرا چھینٹا تیرا

حل لغات

بحر بمعنی دریا اور سمندر۔ سائل اول اسم فاعل از سیلان بمعنی بہنا جاری ہونا اس سے سرو ر عالم ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے دوسرا سائل از سوال بمعنی منگتا۔ کلیجا بمعنی جگرا اور دل کلیجا بجھانے سے سیراب کرنا اسلامی دینا اور آرزو پورا کرنا مراد ہے۔ جب سخت پیاس لگی ہو تو کہتے ہیں کلیجے میں آگ لگی ہوئی ہے کوئی بجھائے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سخت ترین پیاس لگی ہوئی ہے کوئی پانی پلائے۔ چھینٹا بمعنی ہلکی ہلکی بارش پھوار۔

شرح

میں تو بہتے ہوئے سمندر کا منگتا ہوں کسی کنوئیں کا پیاس انہیں مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ چل کر پیاس بجھاؤں بلکہ وہ ایسے کریم ہیں کہ میری سخت ترین پیاس کو خود بجھائیں گے اور میری اتنی سخت پیاس کے لئے ان کا ایک چھینٹا ہی کافی ہے۔

قرآن مجید

ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبی ﷺ اخبارہ عالم کے لئے "بحرسائل" ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعائن کا لقب عطا فرمایا کہ

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رحمةً لِلْعَالَمِينَ.

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (پارہ ۷۱، سورہ الانبیاء، آیت ۷۱)

عالیمین عالم کی جمع ہے عالم ماسوی اللہ کو کہا جاتا ہے جہاں تک رب العالمین کی ربوبیت کا تعلق ہے وہاں تک رحمتے العالمین کی رحمت کا تعلق ہے۔ ہمارے آقا مولیٰ ﷺ وہ رسول ہیں کہ تمام عوالم یعنی جنات، انسان، ملائکہ، شیاطین، آسمان و زمین، ارواح انبياء و اولیاء و حوش و طیور حیوانات، جمادات، نباتات، معدنیات سب حضور کی رحمت سے مستفیض و مستفید ہوئے اور ہور ہے ہیں اور قیامت تک استفادہ اور استفاضہ کرتے رہیں گے۔

نکتہ

عالیمین کا ہر رفردو جو صانع پر علامت اور اس کے کسی خاص اسم و صفت کا مظہر ہو تو گویا آیہ مذکورہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شے ہمارے وجود پر علامت اور ہماری ذات و صفات کی مظہر ہے وہ تمہاری زحمت سے بھی مستفیض و بہرہ دو رہے۔

لطیفہ

حضور سرور عالم ﷺ کو عالمین کی رحمت مانا فرض ہے اس لئے کہ نص قطعی ہے اور رحمت مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ اس معنی پر آپ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے حاضروناظرا و ان تمام اشیاء پر ممن جانب اللہ متصرف اور سب کو جانتے بھی ہیں ورنہ رحمت للعلمینی کا کیا معنی۔ اہل سنت کے عقائد حاضروناظرا و مختارِ کل اور علم غیب کلی کا ثبوت اس آیت سے مدل و محقق ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”دلوں کا چین“، کام طالعہ کیجئے۔

خلاصة تقریر

حضور اکرم ﷺ ہر ذرہ کے لئے رحمت ہیں تو حیات النبی مانا پڑے گا ہر ذرہ آپ سے مستفیض ہو رہا ہے تو آپ کو مختار مانا لازم ہو گا ہر چیز کو فیض پہنچاتے ہیں تو علم غیب تسلیم کرنا پڑے گا ہر ذرہ کو فیض نصیب ہوتا ہے تو آپ کو حاضروناظر بھی مانا ہو گا اور کائنات کی رحمت ہیں تو نور بھی تسلیم کرنا ہو گا۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یا ان اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

حل لغات

چور، چوری کرنے والا اور مطلق مجرم کو بھی کہا جاتا ہے۔ یا ان ”یہاں“ کا مخفف ہے۔

شرح

اس سے دربارِ رسالت مراد ہے ”انوکھا“ ترالا اور سب سے الگ دنیا کا دستور ہے کہ مجرم و نافرمان جرم کے بعد حاکم سے پختا، منہ چراتا اور روپوش ہوتا رہتا ہے لیکن دربارِ رسالت کا عجوب رنگ ہے اور یہاں کے مجرم کا حال الگ تحمل ہے کہ جرم کے باوجود دامنِ عفو کی پناہ میں ہے اور کمبل پوش کی آغوش رحمت میں چھپا ہوا ہے۔

قرآن مجید

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤ ک فاستغفرا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدو اللہ تواباً رحیماً۔
اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کلوبہ قبول کرنے والا ہم بان پائیں۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۳)

واقعہ اعرابی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ ایک شخص روپڑہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضور ﷺ کو مدفن ہوئے صرف تین دن ہوئے تھے کہ اس شخص نے آکر فرط جوش میں اپنے بالوں پر روپڑہ انور کی مٹی مل کر کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے آپ کے فرمان کو سنائیں میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اذ ظلموا انفسهم جاؤ ک فاستغفر لله الى آخره۔ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اب میں آپ کے روپڑہ پر آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی بارگاہ کرم سے میری بخشش ہو جائے تو قبر انور سے آواز آئی کہ جاؤ تم بخشے گئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں و قد ظلمت و جنتك تستغفر لى فنودى من الغرقد غفر لك۔ (مدارک تحت آیت ہذَا و فاء الوفاء و خلاصہ) اور میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھ کو بخش دیں پس روپڑہ انور سے مذا آئی کہ تو بخشا گیا۔

توضیح

آیت اور واقعہ میں واضح ہے کہ مجرم جرام کے ارتکاب پر بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری دے اور حبیب کریم ﷺ کی مدد میں اگر دامنِ عفو میں مجرم کو پناہ دیں تو توبہ بھی قبول اور مغفرت بھی نصیب۔

حضور سرور عالم ﷺ کے سامنے ہزاروں ایسے جرام و اے آئے اور دامنِ رحمت میں چھپے تو رحمت باری تعالیٰ نے اسے کہہ دیا کہ

تیرے وہ بجدے بھی ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

لطیفہ

دور ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۰۲ھ ہندو پاک کے دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں نے آپ میں فیصل کر لیا کہ حر میں طمین میں علمائے اہل سنت کا داخلہ بند جائے چنانچہ انہی سالوں کے دوران بہت بڑے فضلاء اور علماء و مشائخ کو پریشان کیا۔ فقیر اولیٰ کے درپیچے آزاد ہوئے لیکن کچھ نہ کر سکے۔ الحمد للہ تعالیٰ طمینان سے جارہا ہوں اور خدا کرے آخری لمحات گنبد خضراء کے سایہ تلے ختم ہوں۔ وہ لوگ جب فقیر کے لئے گرفتار کرنے کا پروگرام بنانے نظر آتے تو فقیر والی گنبد خضراء ﷺ کے حضور یہی عرض کرتا اس تصور سے کہ وہابیوں، نجدیوں کی نظروں میں اگر فقیر جیسا بھی ہے لیکن ہے تو آپ کی پناہ میں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس مصرعہ کی برکت سے فقیر نجدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں کی شرارت سے تاحال محفوظ ہے حالانکہ اس دوران ہمارے اکابر و اصحاب رضا جاز اقدس کی حاضری پر پابندی لگادی گئی اور فقیر آزاد ہا اور آزاد ہے اس پر خود وہابی، دیوبندی، مودودی لوگ بھی حیران ہیں۔

واقعات مدینہ

مدینہ پاک اس دور میں عشق کا امتحان ہے بہت سے خوش قسمت اب بھی موجود ہیں کہ نجدیوں کی عشق پر سخت پابندی کے باوجود عشقِ رسول سے سرشار حضرات اپنی لگن میں مگر رہتے ہیں۔ اسی دور میں بے شمار عجیب و غریب واقعات سننے میں آئے ہیں ایک صاحب کے متعلق سنا ہے کہ بیس سال سے مدینہ پاک میں بلا اقامہ اقامت پذیر رہتے ایک دن پکڑے گئے نجدیوں نے پوچھا تیرا کفیل کون ہے؟ جواب دیا چلو میں تمہیں اپنا کفیل دکھاؤں جو نبھی گنبد خضری پر نظر پڑی کہا ”هذا کفیلی“ یہی میرے کفیل ہیں۔ نجدیوں نے اسے مجذون کہہ کر چھوڑ دیا۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگرتازے ہوں جانیں سیراب
پچ سورج وہ دل آراء ہے اجالا تیرا

حل لغات

آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پریشانیاں دور اور تسلی حاصل ہو۔ جگرتازے ہوں، دل باغ باغ ہو۔ جانیں سیراب، رو جیں مطمئن اور پسکون۔ پچ، خاص اصلی، دل آراء، دل سجانے والا۔ اجالا، اردو لفظ ہے بمعنی نور، روشنی اور صبح کا ترکا۔

شرح

اے حبیب کبری ﷺ آپ وہ اصلی نور اور روشنی ہیں کہ جس کا نور دل کو سرور بخشتا ہے جیسے آفتاب دنیا کے طلوع سے

دل کو سرور ملتا ہے اور ارواح پُرسکون ہوتے اس سے بڑھ کر آپ کے رُخ انور کی روشنی سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو جلاء اور ارواح کو سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں "سراجاً منیراً" کے محبوب لقب سے یاد فرمایا اور فرمایا

"الا بذکر الله تطمئن القلوب"

سن لواہ اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پارہ ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۲۸)

شفاء شریف میں ہے

بذكر الله اي بذكر محمد واصحابه

اور حضور سرورِ کوئین ﷺ کا اسم گرامی ذکر اللہ بھی ہے جیسا کہ دلائل الخیرات و دیگر کتب سیر و احادیث میں ہے۔

احادیث مبارکہ

اس بارے میں متعدد روایات موجود ہیں کہ (۱) حضور اکرم ﷺ کے نام نامی سے اہل ایمان کو سکون اور چین نصیب ہوتا ہے (۲) حضور نبی پاک ﷺ کا ہی سارا اجالا ہے۔ چین و قرار سر کارا بد قرار ﷺ۔ یہ ایک طویل مضمون ہے تفصیل فقیر کی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد" میں ہے۔ پہلے کے لئے فقیر کی کتاب "حضور نور" کا مطالعہ فرمائیں۔

دل عربٹ خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پله ہلاکا کہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

حل لغات

عربٹ، بے فائدہ، بیکار۔ خوف، پیش آنے والا واقعات سے ڈر۔ پتا، اردو لفظ ہے درخت کا پات۔ سا (اردو) جیسا طرح اڑ جاتا ہے، پرواز کرنے جاتا ہے، پریشان و پر اگندہ ہو جاتا ہے۔ پله، ترازو کا پله، پله سے مراد میزانِ عمل کا پله ہے جو بروز قیامت نیک و بد اعمال تو لئے کے لئے قائم ہو گا۔ ہلاک، کم، کم وزن۔ سہی، یعنی بالفرض ایسا ہی، ٹھیک۔ بھاری، وزن دار، بوجھل۔ بھروسہ بمعنی آسرا، اعتبار۔

شرح

لوگوں کا دل اعمال کے تو لے جانے کے خوف سے بے فائدہ پتوں کی طرح اڑ رہا ہے اور پریشان و پر اگندہ ہے۔

میزان عمل کا پلہ قیامت کے دن ہلاک بھی ہو جائے تو کوئی مصالقہ نہیں کیونکہ اے شفیع المذنبین و رحمت اللعینین ﷺ اپ کی شفاعت کا اعتقاد بہت ہی وزن دار ہے اس لئے کہ آپ بے سہاروں اور دلوں کے آسرا ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے
ولسوف یعطیک ربک ففترضی۔ (پارہ ۳۰، سورہ الحج، آیت ۵)

مفہرین فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا
لَا ارْضَى وَاحِدٌ مِّنْ امْتَى فِي النَّارِ
میری امت سے ایک بھی جہنم میں ہو گا تو میں راضی نہ ہو گا۔

اور فرمایا

عسی ان یبعثک ربک مقاماً مُحْموداً۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)
قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

فائدة

مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں پہلے اور پچھلے تمام لوگ حضور ﷺ کی حمد کریں گے یہی جمہور کا مذہب ہے۔
مکریں شفاعت چندگنتی کے ہیں ان کا انکار مسئلہ کی حقیقت کو مضر نہیں ہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ جمہور کے مذہب کو ہر
مسئلہ میں فوقیت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں ناز ہے کہ کل قیامت میں ہم اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی
میں انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہوں گے اور مکریں نہ صرف دیکھتے ہی رہ جائیں گے بلکہ اپنی بد قسمتی پر مatum کریں گے لیکن بے
سود۔ اس لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے انہیں خیر خواہانہ مشورہ دیا کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

انتباہ

مکریں شفاعت کا انکار اپنے قول میں سچ ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا
شفاعتی یوم القيمة حق لم یومن بھالم یکن اهلها۔ (ابن منیع)

میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہو گا یعنی وہ شفاعت سے محروم ہو گا۔

فائدة

یہ حدیث مبارک مسجد شریف ”باب ریاض الحسن“ (جنوبی) پر نمایاں طور پر ایسے مضبوط طور سے کندہ ہے کہ نجدی اسے مٹانی بس سکتے۔ امام احمد رضا حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ چودہ صحابہ کرام سے مردی ہے آخر میں لکھا کہ مسکرین اس متواتر حدیث کو دیکھئے اور اپنی جان پر رحم کرے اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حل لغات

ایک میں کیا (اردو) صرف مجھا کیلے کی کون سی بات ہے۔ عصیاں (عربی) نافرمانی۔ حقیقت (عربی) اصلیت، حیثیت۔ کتنی (اردو) کس قدر کیا حیثیت۔ مجھ سے (اردو) میرے جیسے۔ سو لاکھ (اردو) ایک کروڑ لیکن یہاں تعداد بتانا مقصود نہیں بلکہ مراد بے حد و حساب، لا تعداد افراد ہے۔ کافی (عربی) بس، پورا، کفایت کرنے والا۔ اشارہ (عربی) کناہ، ایماء۔

شرح

صرف مجھا کیلے کی کون سی بات ہے صرف مجھ گنہگار کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے مجھ جیسے لا تعداد بے شمار لوگوں کی بخشش و مغفرت کے لئے اسے آتا آپ کا صرف ایک اشارہ کافی ہے۔

قرآن مجید

آیاتِ شفاعت بالمحروم اور خود سرورِ دو عالم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ شفاعت اس دعویٰ کی دلیل کافی ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور سرورِ عالم ﷺ امت کو جو شفاعت کا مژده بھارنا یا ہے وہی ہمارے لئے سرمایہ نجات کافی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

کسی کو ناز ہو گا بس اطاعت کا عبادت کا
ہمیں تو ایک سہارا ہے محمد کی شفاعت کا (علیہ السلام)

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

حل لغات

مفت (فارسی) لفظ ہے بے محنت، بلا قیمت۔ پالا تھا (ہائے) اردو کلمہ افسوس۔ نکما (اردو) بیکار، ناکارہ۔

شرح

نکما کی نسبت تیرا کی طرف طلب و رحم و کرم اور اب معنی یوں ہوا کہ دونوں عالم کے تھجی ﷺ نے اللہ کی نعمتیں بلا محنت عطا فرمایا کر ہماری پروش فرمائی کام کا ج (یعنی خدا اور رسول کی کما حقہ فرمانبرداری کے) کبھی عادی نہ ہوئے اور کوئی عبادت نہ کی ہمیشہ نکے زندگی گزار دی اور اب مرنے کے بعد فرشتے تعییل حکم (یعنی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہیں) اپنی بے کار زندگی پر بھد افسوس کناں ہوں کیونکہ میرے پاس عمل صالح نہیں ہے۔ اے محبوب کرد گا ﷺ اپنے نکے اور ناکارے امتی پر رحم و کرم فرماتے ہوئے آخرت میں مد فرمائیے اس لئے کہ آپ نے دنیا میں بھی ہم پر کرم فرمایا تھا۔ اس شعر میں امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح اشارہ فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اپنے اعمال پر تو بھروسہ نہیں اپنے نبی ﷺ کی شفاعت پر امید ہیں وابستہ ہیں اور بس۔

قرآن مجید

قیامت میں حضور سرور عالم ﷺ کی شفاعت کا انکار سوائے معتزلہ و خوارج اور نجدیہ وہا بھی کے کسی کو نہیں۔ چند آیات قرآنی مندرجہ ذیل شفاعت کے اثبات میں کافی اور واقعی ہیں۔

يَوْمَئذٍ لَا تُنْفِعُ الشُّفَعَةُ الْأَمْنَ إِذْنُ لِهِ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لِهِ قُولًا۔ (پارہ ۲۶ سورہ طہ، آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

اس آیت میں کار آمد شفاعت کو دو شرطوں سے وابستہ فرمایا ہے۔

(۱) شفاعت کنندہ مقرر ہیں بارگاہ ایزدی میں سے ہو اور اسے اس (شفاعت) کی اجازت رحمٰن تعالیٰ کی طرف سے مل چکی ہو۔
شفاعت بجائے خود معمقول اور پسندیدہ نہ ہو اور جس کے حق میں وہ شفاعت کرنے اٹھا ہے وہ ایمان و اعمال صالحہ کی اتنی تعداد ضرور رکھتا ہو کہ شفاعت کا اہل اور مستحق ٹھہر سکے کیونکہ کافروں، مشرکوں، ہلکدوں، بے دینوں اور منافقوں کے حق میں کسی کی شفاعت قابل پذیرائی نہیں۔

وَكُمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تَغْنِي شَفَاعَتَهُمْ شَيْئاً إِلَّا مِنْ بَعْدِهِنَّ يَأْذِنُ اللَّهُ لَمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضِي .
(پارہ ۲۶، سورہ الجم، آیت ۲۶)

اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دیجس کے لئے چاہے اور
پسند فرمائے

مِنْ ذَالِذِي يَشْفَعُ عَنْهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ . (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے لیے سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ اذْنِهِ . (پارہ ۱۱، سورہ یوں، آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

انتباہ

جہاں شفاعت کی نظر ہے وہاں شفاعت کنندگان سے مراد ہے اور جن کے لئے شفاعت غیر مقبول ہے ان سے
بہت پرست مراد ہیں اس لئے کہ بت پرستوں کا عقیدہ تھا کہ ان کی ان کے بت (معبدِ باطله) شفاعت کریں گے۔ وہابی،
نجدی اس قسم کی آیات انکار شفاعت پر پیش کرتے ہیں اور بتوں کے بجائے انبیاء و اولیاء مراد لیتے ہیں لہذا عوام اہل سنت
ان کی اس خیانت اور بد دیانتی سے ہوشیار ہیں۔

تیرے مکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑ کیاں کھائیں کھاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

مکڑوں سے مراد یہاں رزق مراد ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے صدقے سے مخلوق کوں رہا ہے۔ غیر سے بیگانہ مراد
دے ہے۔ ٹھوکر، پاؤں کی ضرب یعنی کسی کولات مارنا۔ نہ ڈال یعنی حوالہ نہ کر یعنی غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال یعنی دوسروں کے قدموں
پہ نہ ڈال یعنی غیر کا بھائج نہ بنا۔ جھڑ کیاں جھڑ کی کی جمع ہے بمعنی ملامت، جھڑ کیاں کھانا ملامت سننا اور پکڑ کار سننا۔ کھاں، کس
جلگ۔ صدقہ سے یہاں خیرات بخشنش مراد ہے۔

شرح

اے حبیب خدا اور امت کے مؤں و عنوار آپ کے دیے ہوئے نوالوں سے ہم نے پورش پائی ہے۔ غیروں کی

ٹھوکروں پہ نہ ڈال ہم آپ کی خیرات چھوڑ کر غیروں کی ملامت ڈانٹ پھٹکا رہنا گوار نہیں کرتے اور ہم ہمیشہ آپ ہی کے در سے لگر ہنا چاہتے ہیں۔

فائدة

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں درحقیقت قرآن پاک کی بہت سی آئتوں اور متعدد احادیث مبارکہ کے مفہوم کو بڑے انوکھے اور زائل انداز میں بیان فرمایا ہے۔ متعدد روایات سے واضح ہے کہ دنیا میں جس کسی کو جونخت یا لکڑے مل رہے ہیں یہ سب حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے کیونکہ بقول شاعر ہمارا تو عقیدہ ہے

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں

دنیا تیری گلی میں عقلی تیری گلی میں

یعنی دین و دنیا کی ہرشے کے مالک و مختار سید الانبیاء علیہ السلام ہیں اور اگر دنیا میں کسی کو روٹی نصیب ہوتی ہے تو یہ بھی درِ مصطفیٰ کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور جو حضور ﷺ کے در پر پہنچتے ہیں ان کا پھر دنیا و آخرت میں ایک بلند ترین مقام ہوتا ہے۔ بقول شاعر

ان کے در پر پلنے والے اپنا آپ جواب

کوئی غریب نواز ہے کوئی داتا لگتا ہے

حوالہ جات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے وہی فرمایا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے فرمایا صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ابن قیم نے کہا کہ

ان کل خیر نالة امة في الدنيا والآخرة فانسانة على يده خلیفۃ الرحمۃ (مطالع المرات صفحہ ۳۲)

دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی حضور ﷺ کی امت کو آپ کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔

(۲) علامہ ابن حضرم کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الجواہر لمنظنم میں لکھتے ہیں

ہو خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزانی کرمہ و هوائد نعہ طوع یدیہ وارادہ یعطی من یشاء۔
نبی کریم ﷺ کے خلیفہ اعظم ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خون سب ان کے ہاتھوں کے مطمع ان کے ارادے کے زیر فرمان کر دیئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں ﷺ

خوار و بیمار خطا وار گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

حل لغات

خوار، فارسی میں واو نہیں پڑھا جاتا۔ ذلیل و رسو، بد کار، بُرے کام کرنے والا۔ خطدار، قصور وار۔ گہنگار، مجرم۔
رافع، بلند کرنے والا، عزت دینے والا۔ نافع، نفع دینے والا، شفاء بخش۔ شافع، شفاعت کرنے والا، سفارش کننده۔ لقب،
وہ نام جو اچھائی کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔ آقا، فارسی لفظ ہے مالک و حاکم کو کہا جاتا ہے۔

شرح

لف نشر مرتب ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بارگاہ حبیب کبریا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ میں عرض کی کہ اگر میں خوار ہوں تو اے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ آپ رافع عزت بخشے والے ہیں اگر میں بیمار ہوں تو آپ شفاء بخشے والے ہیں اگر میں خطدار ہوں اور گہنگار ہوں تو آپ شفیع المذنبین ہیں۔

رافع

حضور سرور العالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کا یہاً اسم مبارک آپ کے ان کمالات کا ترجمان ہے جو آپ نے دنیا والوں کو پستی سے نکال کر ایسا بلند فرمایا کہ جس پر نوری و ناری مخلوق ہر دنوں رشک کناں ہیں جو بھی آپ کے دامن کو لپٹا تھا تو سمندر بن گیا خاک تھا تو گوہ بن گیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے ایک تاجر تھے لیکن دامنِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کی برکت سے صدیق اکابر اور بعد الانبیاء افضل و برتر بنے، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے عرب کے صرف ایک دلیر انسان مشہور تھے لیکن حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے انہیں فاروق اعظم بنادیا، سیدنا عثمان صرف عرب کے ایک مالدار معروف تھے لیکن حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے انہیں ذوالنورین بنادیا، سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیر خدا بنادیا۔ ایسے ہی ہر صحابی کو وہ مرتبہ بخشنا کہ کوئی غوث، قطب، مجتهد، مفسر اور اعظم ان میں سے کسی ایک کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا بلکہ جسے بھی آپ سے کچھ نسبت ہو گئی اس کی ہمسری ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ آپ کی امت کے اولیاء جیسے اولیاء کہاں، آپ کے ملک جیسا ملک کہاں بلکہ آپ کی امت کو بھی وہ رفتہ ملی کہ اس میں شمولیت کی تمنا انبیاء علیہم السلام کو تھی اب بھی اسے رفتہ اور بلندی نصیب ہے جو آپ کا نام لیوا ہے آپ سے ہٹ کر لاکھوں سال عبادت کرے وہ نہ صرف خوار و ذلیل ہو گا بلکہ جہنم کا ایندھن اور ابو جہل کا ساتھی ہو گا۔

نافع

یہ اسم مبارک ہمارے آقا مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو ہی بجا ہے اس لئے کہ آپ کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں اور رحمت سے نفع ہی نفع ہوتا ہے باقی جتنا نافع ہیں وہ آپ کے طفیلی ہیں۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے درجنوں چیزوں کو قرآن مجید میں نافع بتایا ہے مثلاً پند و موعظت و ذکر فان الذکری تنفع المؤمنین۔

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (پارہ ۲۷، سورہ الذریت، آیت ۵۵)

(۲) کشتن۔

والفلکُ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ.

اور کشتنی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۶۳)

(۳) صدق۔

يَوْمَ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صَدْقَهُمْ.

ہے وہ دن جس میں پچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ (پارہ ۷، سورہ المائدۃ، آیت ۱۱۹)

احادیث مبارکہ

حضور سرور عالم ﷺ کا نفع اتنا عام ہے کہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ہر فرد آپ کے نفع کے بغیر نہیں سکتا کیونکہ آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا آپ کی رحمتہ للعالمین سے ہزارہ ہزار عالم بہرہ افراد زہور ہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میری تقدیر یہ بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے

محو واثبات کے دفتر پر کڑوڑا تیرا

حل لغات

بھلی کر دے، اچھی اور نیک کر دے۔ محو، بمعنی مٹانا اور اثبات، ثابت کرنا۔ دفتر، فارسی لفظ بمعنی حساب اور عدالت کے کاغذات کا مجموعہ یہاں پر لوح محفوظ مراد ہے۔ کڑوڑا اردو لفظ ہے بمعنی اختیار و قبضہ۔

شرح

اے بگوی بنانے والے آقا اگر میری قسمت میں دنیا یا آخرت کی کوئی برائی لکھی ہو تو برائے کرم اسے اچھائی اور نیکی سے تبدیل کر دیجئے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ بُرائی کو اچھائی سے تبدیل فرماسکتے ہیں اس لئے کہ خالق کائنات کی تقدیر یہ اور قسمتیں اور دیگر ہر چیز مکتوب ہے۔

قرآن مجید

يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْهُ هُوَ الْكَتَابُ۔ (پارہ ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۳۹)

اللَّهُ تَعَالَى جو چاہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آیت ہذا سے اہل سنت نے تقدیر ٹالنے کا استدلال فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محظوظ بندوں کی عرض پر تقدیر یہ تبدیل فرمادیتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں ہے

الدعا يبره القضاء۔ (مشکوٰۃ شریف)

دعا تقدیر یکوٹال دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محظوظ بندے کے لئے فرماتا ہے

لَئِنْ سَأَلْتَنِي لَا عَطَيْنِهِ وَلَا نَسْأَلْنِي لَا عِيْذَنِهِ۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ وغیرہ)

اگر مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور ضرور دوں گا اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور ضرور پناہ دوں گا۔

(۲) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

لَوْ أَقْسَمْتُ عَلَى اللَّهِ لَا بِرَهْ

کہاگر نیک بندے اللہ پر کسی بات کی قسم ڈالیں تو اللہ ضرور ہر حال میں پوری کر دیتا ہے۔

تقدیر کی قسمیں

تقدیر کی تین قسم ہیں (۱) مبرم (۲) معلق (۳) معلق شبیہ بالمبرم۔ مبرم کبھی نہیں ملتی اگر کوئی محظوظ خدا اس کے متعلق بارگاہ میں عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض یعنی نہ مانگنے کا حکم فرمادیتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط علیہ السلام سے عذاب ٹلنے کی عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَا إِبْرَاهِيمَ اعْرَضْ عَنْ هَذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ۔ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۶۷)

تقدیر معلق کے ٹلنے میں کسی کو اختلاف نہیں تقدیر معلق شبیہ بالمبرم میں وہابیہ و دیوبندیہ کا اختلاف ہے۔ ہم جب

کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم مل جاتی ہے تو اس سے یہی تقدیر مراد ہوتی ہے۔

(تفصیل فقیر نے صدائے نوح شرح مشنوی) میں لکھ دی ہے اور تقدیر مبرم کے ٹالنے کا دعویٰ اولیائے کرام کو ہے۔

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتبات شریف صفحہ ۲۱۷ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدال قادر جیلانی

قدس سرہ العزیز نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ

کسے رامجال نیست مبرم را تبدیل بدهد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجاہم تصرف می کنم

مردو ان ازین قول تعجب بسیار میکر دند واستبعاد می فرمودند۔

تمنائے مبرم میں کسی کو مجال نہیں ہے مگر مجھے حق حاصل ہے اگر چاہوں میں اس میں بھی تصرف کروں۔ اس بات سے بہت

تجب فرماتے تھے اور بعد ازاں ہم تصور فرماتے تھے۔

یہ بات بہت مدت تک اس فقیر (مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس

دولت سے مشرف فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اس فقیر پر (شیخ عبدال قادر جیلانی) کے قول کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ قضاۓ

معلق دو طرح پر ہے ایک وہ قضاۓ ہے جس کا معلق ہونا لوح محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور

دوسری وہ قضاۓ ہے جس کا معلق ہونا صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں قضاۓ مبرم کی صورت رکھتی ہے۔

پھر معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات بھی اسی قسم پر موقوف ہے جو قضاۓ مبرم کی صورت رکھتی ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

وعزة ربی ان السعداء والاشقياء ليعرضون على عينی في اللوح المحفوظ أنا غائب في بحار علم

الله و مشاهدته۔ (ہبۃ الاسرار صفحہ ۲۲ و قلائد الجواہر صفحہ ۲۶ و نہجۃ الخاطر الفاتح صفحہ ۸۵ و تفتح الخاطر صفحہ ۲۶)

مجھے اپنے رب جلیل کی عزت و عظمت کی قسم میرے سامنے نیک بخت اور بد بخت لوگ پیش کئے جاتے ہیں میری نظر لوح

محفوظ پر ہوتی ہے میں اللہ تعالیٰ کے علوم اور مشاہدات کے سمندروں میں تیرنے والا ہوں۔

اولیاء کاملین کے لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چه محفوظ است محفوظ از خطاء

بلکہ پیش از زادن تو سالھاء

دیدہ باشندت بچندیں حالھاء

لوح محفوظ اور تقدیریکی تفصیل فقیر کی کتاب "لوح محفوظ" میں ہے۔

تو جو چاہے تو ابھی میل میرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میرا تیرا

حل لغات

میل (با لفظ) اردو لفظ ہے بمعنی وہ مٹی وغیرہ جو بدن پر جنم جائے ہم میل کچیل کہا کرتے ہیں یہاں دل کی سیاہی اور جگبات مراد ہیں۔ دل میلانہ کرنا، اس سے دل کارخ اور حزن و ملال میں نہ ڈالنا اور بات نہ ڈالنا مراد ہے۔

شرح

اے اللہ تعالیٰ کے لا ذلیل محبوب اور امت کے عنخواۃ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ چاہیں تو میرے دل کارخ و حزن و ملال صاف ہو جائیگا کیونکہ آپ کی مرضی اور رادے کے متعلق خداوند قدوس ہر کام کر دیا کرتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ رنجیدہ خاطر کبھی نہیں کرتا ہے اور حزن و ملال سے میرا دل پاک صاف فرمادیجئے۔

قرآن مجید

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے مصرعہ ثانی آیت ذیل کے مطابق ہے تفاسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے تو یہ آیت اتری

قد نری تقلب وجھک فی السمااء فلنولینک قبلة ترضها فول وجھک شطر المسجد الحرام.

(پارہ ۲، سورہ بقرہ، آیت ۱۳۲)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور تم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

فائدة

آیت نے صاف بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبلہ تو بدلتا لیکن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل میلانہ کیا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيًّا إِلَّا أَذَا تَمْنَى الْقَوْمُ الشَّيْطَنَ فِي أَمْبِيَتِهِ.

(پارہ ۲۲، سورہ الحج، آیت ۵۲)

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے

میں لوگوں پر کچھا اپنی طرف سے ملا دیا۔

شان نزول

جب سورۃ نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی اور بہت آہستہ آہستہ آئتوں کے درمیان وقفہ فرماتے ہوئے جس سے سننے والے بھی غور کر سکیں اور یاد کرنے والوں کو یاد کرنے میں مدد بھی ملے۔ جب آپ نے آیت و مناۃ الثانية الاخری پڑھ کر حرب پستور وقفہ فرمایا تو شیطان نے مشرکین کے کان میں اس سے ملا کر دو گلمے ایسے کہہ دیئے جن سے بتوں کی تعریف لٹکتی تھی۔ جبرائیل امین نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حال عرض کیا اس سے حضور ﷺ کو رنج ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ (خزانۃ العرفان)

فائدة

آیت مذکورہ بالا میں امنیۃ بمعنی قراءۃ ہے جن بدجھتوں نے آرزو اور تمثیلیا ہے انہیں لغویات قرآنیہ سے ناقصیت ہے۔ المفردات و تفسیر روح المعانی و روح البیان وغیرہ جملہ مفسرین نے امنیۃ بمعنی قراءۃ لیا ہے مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر ”روح البیان“ ملاحظہ ہو۔

کس کا منہ تکلیفے کہاں جائیے کس سے کہیئے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

حل لغات

کس کا منہ تکلیفے (اردو) حسرت و مایوسی سے کس کی صورت دیکھی جائے۔

شرح

اے آقائے کائنات اور بندہ پرور نبی ﷺ آپ کو چھوڑ کر کس کی صورت دیکھی جائے اور اپنے مصائب و آلام کے بیان کریں اور کدھر جائیں اور جائیں تو سوائے یاس اور نامیدی کے کچھا حاصل نہ ہوگا آپ کا یہ نکما غلام آرزو رکھتا ہے کہ آپ ہی کے قدموں پر جان دے دے ورنہ نمک حرامی اور غداری ہوگی۔

قرآن مجید

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الخ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۳)

کے حکم پر ہم سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہیں نہیں جاسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ہر مراد کی

تحصیل کے لئے بارگاہ رسول ﷺ کے سوا کہیں نہیں گئے۔ چند نمونے حاضر ہیں۔

زمانہ طفولیت میں

(۱) ایک دفعہ ابوطالب نے حضور ﷺ کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی تو حضور ﷺ کی برکت سے فوراً قبول ہوئی تھی چنانچہ عرفیہ بن حباب صحابی اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں بتلاتھے۔ قریش نے کہا اے ابوطالب جنگل قحط زدہ ہو گیا اور ہمارے زن و فرزند قحط میں بتلا ہیں تو آ اور بارس کے لئے دعا کر۔ ابوطالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریکی ابر کا آتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہو گیا ہوا اور اس کے ارد گرد چھوٹے لڑکے تھے۔ پس ابوطالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی اس لڑکے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اتنا کرنے والے کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان میں بادل کا کوئی لکڑا نہ تھا اشارہ کرنا تھا کہ بادل چاروں طرف سے آنے لگے اور مینہ برسا اور بہت برسا۔ جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور شہری و بدوسی خوشحال ہو گئے اس بارے میں ابوطالب کہتا ہے

وابیض لیستسقی الغمام بوجهہ ثمال الیتمامی عصمة الارامل۔ (ابن عساکر)

اور گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلہ سے نزول باراں طلب کیا جاتا ہے اور جو قبیلوں کے مجاہدوں اور راغدوں اور درویشوں کے تگہبان ہیں۔

(۲) حضرت میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ایک رات رسول اللہ ﷺ وضوفرمار ہے تھے کہ آپ نے لمبیک کہا پھر لمبیک تین بار فرمایا اور میں نے آپ کو تین بار ”نصرت، نصرت، نصرت“ تیری مد کی گئی..... فرماتے سن حضور اکرم ﷺ وضوفرمکر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ میں نے سن کہ حضور کلام فرمار ہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کوئی فریاد کرنے والا مجھ سے نصرت طلب کرتا ہے تین روز کے بعد عمرو بن خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس سواروں کے ساتھ کہ معظمه سے مدینہ منورہ آیا جو کچھ گزر اس کی آپ کو خبر دی۔

فائدة

اس قسم کے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ”ندائے یار رسول ﷺ“ میں درج ہیں اہل ذوق اس کا مطالعہ فرمائیں۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

حل لغات

جماعت، گروہ اس سے اہل سنت و جماعت مراد ہے۔ پھر تا ہے، واپس لوٹتا ہے۔

شرح

ایک رسول عربی ﷺ آپ نے ہی ہمیں مذہب اسلام کی ہدایت فرمائی اور مسلک حق اہل سنت و جماعت سے آگاہی بخشی۔ آپ بڑے ہی کریم ہیں اور کریم کبھی اپنا عطیہ واپس نہیں لیتا یعنی ہمیں اسی مسلک حق اور مذہب اہل سنت پر ثابت قدم رکھئے۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حَفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَذْتُكُمْ مِّنْهَا.

اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔ (پارہ ۲۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳)

فائدة

فانقذ کم کی ضمیر کا مرتع بعض مفسرین نے حضور ﷺ کو بنایا ہے۔

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرا بہ ناب
کون لادے مجھے تلوؤں کا غسالہ تیرا

حل لغات

تلخ (فارسی) لفظ ہے کڑوا۔ ستم تلخ بمعنی بہت شدید مصیبت و آفت۔ زہرا بہ (فارسی) لفظ ہے اور مرکب ہے زہر اور آب سے زہریلا پانی اور اس کے ساتھ ہائے مختنقی گلی ہے ہائے مختنقی وہ کھلاتی ہے جو اپنے ما قبل حرف پر حرکت ظاہر کرے اور خود اس کو واضح طور پر نہ بولا جائے بخلاف ہائے ہوز کے اس لئے کوہ خود ظاہر کر کے پڑھی جاتی ہے۔ ناب (بمعنی خالص اصلی) زہرا بہ ناب بمعنی زہر آلو دپانی۔ کون لادے مجھے یعنی کوئی لا کر دے۔ تلوؤں تلواؤ کی جمع تشریح گزر چکی ہے۔ غسالہ (عربی) لفظ ہے دھوون یعنی وہ پانی جس سے منہ ہاتھ یا جسم دھویا گیا ہو۔

شرح

اے مصیبت زدوں کے کام آنے والے میں سنتا ہوں کہ موت ایک بہت بڑی مصیبت آفت ہے خالص زہر آلو د

پانی کا گھونٹ ہے جس کی مصیبت کو آرام میں اور زہریلا پن کو مٹھاں میں زمانہ کی کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتی۔ سوائے ایک چیز کے اور وہ ہے آپ کے تلوؤں اور پیروں کا غسالہ یعنی دھون میرے دل کی حرث یہ ہے کہ آپ کے تلوؤں کا دھون کوئی مجھے لا کر قبر میں دے دےتا کہ موت کی سختی اور تلخی دور ہو جائے۔

عقیدہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

موت کی سختی تو سب کو معلوم ہے لیکن جس خوش بخت کو رسول ﷺ کی نگاہ کرم نصیب ہو جائے اس کے لئے موت ”ریحانۃ الجنۃ“ (حدیث) ہے اسی لئے اسلاف اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موت کی گھڑی کے لئے حبیب ﷺ کے تبرکات ساتھ رکھنے کی وصیت فرماتے تھے اور عقیدہ یہی تھا کہ ان تبرکات کی برکت سے موت اور قبر اور حشر میں چین نصیب ہو گا۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ اُم سلیم (والدہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں چڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے جب آپ اٹھتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مباک سُک (ایک قسم کی خوبی ہے) میں ملا دیتیں۔ حضرت ثما مہ کا قول ہے کہ حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سُک میں سے کچھ میری حنوط (کافور و صندل جو مردے کے کفن پر اور جسم پر مل دیا جاتا ہے) میں ڈال دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (بخاری شریف، کتاب الاستمیدان)

حضرت ثابت بنانی کا بیان ہے کہ رسول ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (الاصابہ فی ذکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مزید واقعات فقیر کی کتاب ”البرکات فی التبرکات“ اور ”الاصابہ فی عقائد الصحابة“ میں پڑھتے ہیں۔

دور کیا جانے بدکار پہ کیسی گزری
تیرے ہی در پہ مرے پیکس و تنہا تیرا

حل لغات

کیا جانے، اردو محاورہ ہے جو والد اعلم کے مطابق بولا جاتا ہے یعنی خدا جانے۔ پہ، اردو لفظ ہے پر بمعنی علی ہے۔

کیسی گزری، کیسے بیتے کیا مصیبت آئے۔ در، فارسی لفظ ہے دروازہ، دربار۔ پیکس۔ بے یار و مددگار، تنہا اکیلا۔

شرح

اے شہنشاہ عالم ﷺ آپ سے دورہ کرنا معلوم کس طرح بیتے اور کیا کیا مصائب آئیں لہذا آپ کا بے یار و مددگار امتی (جس کا آپ کے سوا کوئی نہیں) آرزو کرتا ہے کہ آپ ہی کے دراقدس پر مر منے تاکہ مدینہ کے لئے چین و سکون نصیب ہو۔

مدینہ پاک میں مرنے کی آرزو

اس شعر میں امام اہل سنت مدینہ پاک میں موت کی آرزو کر رہے ہیں کیونکہ مدینہ ہی مسلمان کا اور اس کے اسلام و ایمان کا بجا و ماوی ہے۔

موت مدینے کی

(۱) مدینہ پاک میں مرنے کی ترغیب خود حضور سرور عالم ﷺ نے یوں دی
من مات بالمدینه كنت له شفیعاً ما يوم القيمة. (خلاصة الوفاء)
جو مدینہ پاک میں مرے گا تو قیامت میں میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۲) فرمایا حضور ﷺ نے

من استطاع ان يموت بالمدینة فليمتح بها فانى اشفع من يموت بها.
جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں مرے اس لئے کہ جو اس میں مرے گا میں اس کی خصوصی شفاعت کروں گا۔
ایک روایت میں ہے

فانى اشهد من يموت بها.
میں اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

(۳) فرمایا حضور ﷺ نے

من استطاع ان يموت بالمدینة فانه من يمت بها اشفع له و اشهد له.
جسے ممکن ہو وہ مدینہ پاک میں آ کر مرے کیونکہ جو یہاں مرتا ہے میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

درحقیقت مدینہ شریف میں موت کا آنا بڑے بلند ترین مقدار و نصیب کی بات ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست

تازہ بخشندہ خدائی بخشندہ

مدینہ شریف ایک ایسا مقدس مقام ہے جو اسلام کا مرکز و نبی اور بجاو مرجع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام ہمیشہ غریبوں میں رہا ہے اور قرب قیامت میں جب اپنے مرکز کو واپس لوئے گا تو غریبوں میں ہی سے واپس لوئے گا۔ اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ مرکز سے مراد مدینہ طیبہ ہے یہ شہروہ مبارک شہر ہے جس کے متعلق خود حضور ﷺ نے فرمایا

المدینۃ خیر من مکہ۔

مدینہ مکہ سے بہتر ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" میں پڑھئے۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حل لغات

تیرے صدقے یعنی آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اک ایک کا مخفف ہے۔ بوند بمعنی قطرہ۔ اچھوں، اچھا کی جمع، نیک لوگ۔ جام، پیالہ شرافاء کے پسینے کا گلاس۔ چھلکتا بمعنی لبالب بھرا ہوا، لمبریز۔

شرح

اے دو جگ کے داتا ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں مجھے تو اس روز آپ کی صرف ایک بوند کافی ہو گی قیامت کے دن جب کہ نیک لوگوں کو آپ کے دست مبارک سے بھرا ہوا ایک پیالہ ملے گا۔

قرآن پاک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

انا اعطيك الكوثر

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پارہ ۳۰، سورہ الکوثر، آیت ۱)

کوثر سے مراد بقول مفسرین یا تو حوض کوثر ہے یا خیر کثیر اور سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر کثیر ہی مراد ہے کیونکہ خیر کثیر میں حوض کوثر بھی آ جاتا ہے اور دیگر دین و دنیا کی تمام چیزیں بھی شامل

ہو جاتی ہیں بہر حال اس ترجمہ و تفسیر سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ حوضِ کوثر کے مالک و مختار ہیں۔

احادیث مبارکہ

متعدد احادیث شریفہ سے واضح ہے کہ جس کو حوضِ کوثر سے ایک پیالہ مل گیا وہ محشر میں پھر ہرگز پیاسانہ ہو گا۔ ایک حدیث پاک میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یا تو میں پلصراط کے مقام پر موجود ہو گا جہاں اپنی امت کو پار لگانے کے لئے رب کی بارگاہ میں مصروف بدعا ہو گا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد ﷺ

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر آپ وہاں موجود نہ ہوں تو پھر کہاں تلاش کریں فرمایا کہ پھر میں میزان کے پاس ہوں گا جہاں لوگوں کے اعمال تو لے جائیں گے یعنی وہاں پر میں اپنی امت کے اعمال تو لئے کی گویا انگرانی کروں گا۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کیا کہ اگر ہم آپ کو وہاں بھی نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ پھر میں حوضِ کوثر پر ہوں گا اور اپنی امت کو کوثر کے پیالے بھر کر پلاتا ہوں گا تو اس شعر میں اعلیٰ حضرت، عظیم البر کرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمادی ہے ہیں کہ یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ لوگوں کو بھر بھر کر جامِ کوثر پلائیں تو اس دن مجھے تو آپ کی جانب سے اگر ایک بوند بھی عطا ہو جائے تو وہی کافی ہو گی۔ مقصد یہ ہے کہ جب آپ مجھے ایک بوند عطا فرمائیں گے تو لازمی طور پر آپ کی توجہ میری جانب ہو جائے گی تو میرا بیڑا ہی پار ہو جائے گا کیونکہ جب آپ کی توجہ ہو گی تو گویا پھر رب کی توجہ بھی خود بخود میری جانب ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو صرف آپ کی رضا کا طلب گار ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

ولسوف يعطيك ربك ففترضي. (پارہ ۳۰، سورہ الحج، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی میں ہے

.....ارضا کیا محمد۔

اے محبوب ﷺ ساری دنیا تیری رضا چاہتی ہے اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

گویا حضور ﷺ کی رضا و خشنودی کا ذریعہ ہیں۔ اسی لئے تو ایک حدیث پاک میں آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا

من رانی فقدرای الحق

کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے رب کو دیکھا۔

ایک شعر میں کسی شاعر نے اسی حدیث پاک کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے
تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا کرلیا ہم نے نظارہ یا رسول اللہ

اسی ساری تشریح و تفصیل کی روشنی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ شعر کو ایک بار پھر پڑھیں تو حقیقت یہ ہے کہ روح و جد میں آجائے گی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ آپ کی شاعری قرآن و حدیث کا ترجمہ ہے اور آپ کا ایک ایک شuras کا مظہر اتم ہے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ”کلام الامام“ ہیں اور پھر فوراً ہی یہ تاثر ہن میں ابھرتا ہے کہ آپ ”امام الکلام“ ہیں۔ طبور تحدیث نعمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شعر میں خود ارشاد فرماتے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ازالہ وهم

حضور نبی پاک ﷺ مظہر اتم ہیں اس لئے آپ کا دیدار حق کا دیدار ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ عین ذات ہو گئے جیسا کہ بعض جہاں نے سمجھ رکھا ہے اور دیدار نبوی بھی ایک حقیقت ہے اس کا انکار بھی بعض جاہلوں کو تو ہے لیکن اہل حق کا حق مذہب یہی ہے کہ آپ کا دیدار ایک یقینی امر ہے۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر سمجھنے لگا
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھتنا تیرا

حل لغات

حرم، مکہ مکرمہ۔ طیبہ، مدینہ منورہ۔ بغداد (فارسی) لفظ ہے۔ با غ واو کا مخفف ہے انصاف کا با غ، عراق میں ایک

باغ تھا جہاں پر نو شیرواں کی کچھری لگتی تھی۔ جدھر سمجھنے نگاہ، جس طرف دیکھا جائے جہاں کہیں غور کیا جائے۔ جوت (اردو) لفظ ہے۔ نور، شعاع عکس پڑتی ہے واقع ہوتی ہے۔ نور ہے چھفتا یعنی ہر طرف نور ظاہر ہوتا ہے۔

شرح

اے نورِ مجسم، باعثِ جملہ عالم ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بغدادِ مقدس ان تمام جگہوں میں جہاں کہیں جس طرف نگاہ کی جائے آپ ہی کا نور پاک نظر آتا ہے آپ کے نور سے تمام جہاں بقیہ نور بنا ہوا ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے ان فیوض و برکات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی تشریف آوری سے کعبہ معظمه پر مدینہ طیبہ پھر بغداد پھرہاں سے جملہ عالم منور و تاباہ ہوا۔ سب کو معلوم ہے حضور نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے حرم (کعبہ معظمه مکہ معظمه) کی حالت کیا تھی اس کی مختصر تشریح عرض کی جاتی ہے۔

کعبہ کیا ہے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصل طینة ﷺ من سرة الارض بمکہ یعنی الكعبۃ.
نبی پاک ﷺ کا خیر مبارک زمین کی ناف یعنی کعبہ کی جگہ سے لیا گیا۔

لما خاطب اللہ السموات والارض بقوله ائتها طوعاً او كرهاً (الآلية) اجاب من الارض موضع الكعبۃ
ومن السماء ما يحاذيها فالمجيب من الرض درته ﷺ ومن الكعبۃ وحيث الارض
جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو ائتماء طوعاً او کرهاً (آؤ خود بخوبیا مجبوراً) کا خطاب فرمایا تو زمین کے اس خطے نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور آسمان کی اس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مقابل ہے یعنی کعبہ سے اسی خیر نے جواب دیا جہاں سے رسول اللہ ﷺ کا جسد تیار ہوا اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔

مدفن مدینہ کیوں

روايات مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مدفن مکہ معظمه ہو لیکن آپ کے خیر کو طوفان نوح علیہ السلام کی موج سے اس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے (کذا قال المحققین) اسی وجہ سے یہ شہر تمام شہروں سے افضل ہے جیسے مقام کعبہ تمام مقامات سے افضل ہے صرف اسی لئے کہ وہ جو ہر خیر کی پہلی قرارگاہ ہے۔

اس کی مزید تفصیل و تشریح اور سوال و جواب کے لئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" کا مطالعہ سمجھنے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفعت

جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حل لغات

سرکار (فارسی) شاہی دربار، عدالت۔ لاتا ہے (اردو) پیش کرتا ہے۔ رضا (عربی) شاعر مختص کا تخلص ہے جو نام مبارک کا ایک جز ہے کیونکہ آپ کا اسم گرامی احمد رضا ہے۔ شفیع (عربی) سفارش کرنے والے والا، بخشوانے والا۔ غوث (عربی) مددگار، فریادرس۔ لا ڈلا (اردو) پیارا ناز و نعمت میں پلا ہوا۔ بیٹا (اردو) فرزند.....

شرح

اے فرمائو اے عرب و عجم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے جناب کے شاہی دربار میں رضا ایک مقدس ذات گرامی صفات کو پیش کرتا ہے اور وہ سیدنا حضرت غوث الاعظم بغدادی علیہ الرحمۃ کی ہستی پاک ہے جو کہ آپ کے فرزند جلیل ہیں (اس لئے کہ غوثی پاک امام حسن اور امام حسین کی اولاد ہیں اور یہ دونوں حضور کی ذات میں سے ہیں اس لئے آپ نجیب الاطرفنین سید ہیں) اور وہ میرے مددگار اور فریادرس ہیں۔ اس شعر میں میرا غوث اور لا ڈلا بیٹا تیسرا میں عجیب و غریب تعریض کے ساتھ ساتھ نہایت لطیف انداز میں فریاد کی گئی ہے جس کی لطافت و خوبی کو اہل دانش ہی جان سکتے ہیں۔

وصل دوم در منقبت

آقائے اکرم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت ۲

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اوچے اوپھوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حل لغات

واہ، کلمہ تحسین ہے اس کی تشریع پہلے مصروع میں گزر چکی ہے۔ مرتبہ بمعنی درج، منزل۔ غوث (عربی) لفظ ہے مددگار غوث کے درجہ پر قائد المرام جو ولایت کا نہایت بلند درجہ ہے۔ جناب سیدنا شیخ محبی الدین عبدال قادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔ بالا بمعنی بلند۔ اوچے اوپھوں بالترتیب واحد و جمع ہے، عالی مرتبہ لوگ۔ قدم (عربی) پاؤں مبارک اعلیٰ بہت اوپھا۔

شرح

اے غوث الاعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اوپھا۔

ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء و اقطاب و ابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

تحقیق قدم

آنے والے شعر میں فقیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مبارک ”قدی هذا على رقبة الخ“، کی تحقیق عرض کرے گا یہاں صرف لفظ قدم کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ (قدم) مشہور لفظ ہے تو یہاں پر قدم سے کشفی حدیث معراج کی طرف اشارہ ہے کہ جب شہزاد عزیز حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاندھے پر سوار کر کے حضور ﷺ کو عرشِ معلیٰ تک پہنچایا تو اس وقت بظاہر (علم ارواح) میں اوپنچے اونچوں کے سروں سے آپ کا قدم بلند اور اونچا تھا اور اس میں اوپنچے اونچوں کی تو ہیں مطلوب نہیں بلکہ غوث اعظم کی رفعیت شان کا اظہار مقصود ہے یا قدم سے بلند قدری اور عظمت ولایت مراد ہے اور یہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ آپ کی عظمت اولیاء میں ایسے ہے جیسے انبیاء میں ہمارے نبی پاک ﷺ جیسے ایک شعر مشہور عام ہے۔

غ وہ اے ظہرمی اے اولیاء

چور مددم ﷺ ڈرمیار انبیاء علیہ السلام

انتباہ

اس وقت اولیاء حمّهم اللہ سے (صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مستثنی ہوں گے۔ اس لئے کہ عرف میں اولیاء کا اطلاق ان کے مساوا پر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ)

اور اس سے کبھی بھی اہل سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاطلاق مساوی مذکورین کے تمام اولیاء کرام سے افضل بلکہ سب پر آپ کا فیض بلکہ جب تک آپ کی مہربت نہ ہو کسی ولی اللہ کو ولایت نہیں نصیب ہوتی اس کی تحقیق ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

یاد رہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بزرگی نہ صرف ہم زمان یا اہل ارض کے لئے ہے بلکہ عالم اسلام کے جملہ اولیاء کرام پر ثابت ہے چنانچہ حضرت شیخ ابو الغنام مقدم البطائجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے پاس چار اشخاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا جب یہ حضرات اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ ان سے اپنے لئے دعا خیر کراؤ۔ میں مدرسہ کے صحن میں ان سے جاملاً اور اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا تم

بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک ایسے غوثِ عظیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جس کی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر فضل و کرم فرمائے گا۔ دیگر اولیاء کرام کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے تابع و فرمان ہیں۔ یہ کہہ کروہ چاروں بزرگ چلے گئے اور یکدم ناظروں سے غائب ہو گئے میں آپ کی خدمت میں متوجہ ہو کر واپس ہوا آپ نے قبل اس سے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ارشاد فرمایا کہ میری حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا میں نے پوچھا حضور یہ کون لوگ تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کوہ قاف کے رو ساتھے اور اب وہ اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے ہیں۔ (الجوہر صفحہ ۱۹)

اور قدمِ اعلیٰ کے مقام کا کیا کہنا اس کے متعلق آپ کے ہم زمانہ ایک ولی کامل حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر رہتا ہوں کہ جس روز آپ نے ”قدمیِ هذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ“ فرمایا تھا اس روز روئے زمین کے تمام اولیاء الرحمن نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوہیت کا تاج آپ کے سر پر کھا گیا اور آپ تصرفِ تام کا خلعت جو شریعت و حقیقت نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کے ہوئے ”قدمیِ هذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ“ فرمار ہے تھے۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلواتیرا

حل لغات

بھلا، کلہ تجہب بمعنی کیا خوب ہاں کوئی کیا جانے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیسا، یعنی کن و صفوں کا۔ اولیاء، ولی کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جن کو ولایت جیسا باند درجہ ملا ہو۔ ملتے ہیں (اردو) مس کرتے ہیں، رگڑتے ہیں۔ تلوایعنی پنجہ اور ایڑی کے درمیان والی جگہ۔

شرح

اے امام الاولیاء والاقطاب آپ کے مبارک سر کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس میں کون کون سے اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے امانت رکھے ہیں اور کتنا بلند و بالا اور عزت کمال والا ہے کیونکہ آپ کے پیروں تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ ولی لوگ آپ کے پیروں کے تلووں سے حصولِ سعادت کی خاطرا اپنی آنکھیں مس کرتے رہتے ہیں۔

رقابِ اولیاء تحت قدمِ غوثِ الوری کی تحقیق

اس شعر میں

قدمی ہذاہ علی رقبہ کل ولی اللہ
میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

کی طرف اشارہ ہے جب آپ کی ولایت و محبوبیت کا شہر ہوا تو بحکم حق تعالیٰ آپ نے بر سر منبر فرمایا

قدمی ہذاہ علی رقبہ کل ولی اللہ

اس وقت آپ کی مجلس میں پچاس اولیائے کاملین موجود تھے جس کی تفصیل آتی ہے۔ جب آپ نے مذکورہ بالا کلمہ فرمایا تو تمام اولیاء نے فوراً گردن جھکا دی اور جہاں جہاں جس شہر میں اولیاء اللہ تھے سب نے اپنی اپنی گردن جھکا دی اور رکھا ”امنا و صدقنا یا ابن رسول اللہ“ کہنے لگے۔

اے نورِ دیدہ مصطفیٰ بر تو شود جامن فدا
دارم تمنا ہر زمان مشتاق دیدار توام
تو دارم ہر سحر اے با دشاد نامور
نامت کنم ورد زبان مشتاق دیدار توام

اے نورِ دیدہ مصطفیٰ علیہ السلام آپ پر میری جان فدا ہر لحظہ تمنا رکھتا ہوں اور ہر آن تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ اے با دشاد نامور ہر سحر کو تمہیں یاد کرتا ہوں تیرے نام کا اور دکرتا ہوں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔

سوال

لفظ ولی اللہ تو صحابی پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ ولی الذین امنوا اودیگر آئیت قرآنیہ پر توحید قول مذکور چاہیے کہ آپ کا قدم اصحاب کرام کی گردنوں پر بھی ہو حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ کے مرتبہ کوئی پہنچ سکتا۔

جواب

متاخرین کے عرف و محاورہ میں ولی اللہ ماسوئی صحابی پر بولا جاتا ہے اور شرعی مسائل کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے۔

شبِ معراج روحِ غوثِ اعظم کی حاضری

شبِ معراج روحِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

غوثِ اعظم کے کاندھے پر

حضرت سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو دونوں کنڈھوں کے درمیان مہر نبوت کی طرح نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا جو شہرِ معراج اٹھایا۔

(تذکرہ اولیاء ہند صفحہ ۱۲ اوسلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار صفحہ ۵۵)

خود غوثاً عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

حضرت غوثاً عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

لما عرج بجدى ﷺ ليلة المرصاد وبلغ سدرة بقى جبريل الامين عليه السلام متخلفاً و قال
يامحمد لودلوت انملة لا حترقت فارسل الله تعالى روحى اليه فى ذالك المقام لا استفادتى من
سيد الانام عليه وعلى آلہ الصلوٰۃ والسلام فتشرفت به واستحصلت على النعمة العظمى والورثة
والخلافة الكبرى وحضرت واوجدت بمنزلة البراق حتى ركب على جدى رسول الله ﷺ وعناني
بيده حتى وصل فكان قاب قوسين او ادنى وقال لي ، يا ولدى وحدقة عينى قدمى هذه على رقبتك
وقدماك على رcab كل اولیاء الله تعالیٰ . (تفريح الخاطر)

جب میرے جداً مجد حضور سرور عالم ﷺ کو معراج ہوئی اور سدرۃ المنتهى پر پہنچے تو جبریل الامین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی اے محمد ﷺ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور ﷺ سے فاکدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمتہ عظیمی اور رواشت و خلافت کبریٰ سے بہر اندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نا رسول ﷺ نے میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتیٰ کہ مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ پر جا پہنچا اور مجھے ارشاد فرمایا

میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

حل لغات

کیا دبے، یعنی نقصان نہ اٹھے، شکست نہ کھائے۔ حمایت، طرفداری، نگہبانی۔ پنجہ (اردو) لفظ ہے، ہاتھ، چنگل دنیا: بمعنی مغلوب ہونا، ہار جانا، مرعوب ہونا۔ شیر مشہور درندہ جسے چنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ خطرے میں لاتا نہیں، یعنی پرواہ:

نہیں کرتا۔

شرح

اے قدرت و طاقت والے غوث جس شخص کے اوپر آپ کی حمایت و طرف داری کا ہاتھ ہو گا خواہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو کبھی کسی سے مروع و مغلوب نہ ہو گا۔ آپ کے درکا کتا شیر زکو خاطر میں نہیں لاتا نہایت بے پرواہی سے شیر سے ٹکر لے کر غالب آ جاتا ہے میری پشت پر بھی آپ کی حمایت کا ہاتھ ہے مجھے مخالفوں کی مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی مخالف میرے سامنے ہونے سے لرزتے ہیں اور اگر کبھی کوئی بد عقیدہ ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پاش پاش ہو جاتا ہے یا اس لئے ہے کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں۔

دو بخشیں

اس شعر میں دو بخشیں ہیں (۱) جسے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت حاصل ہو وہ جہان میں نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی بڑے سے بڑا جابر غلبہ پاسکتا ہے۔ (۲) غوثِ اعظم کا کتا شیر ظالم طاقت ور کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔
حمایت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحاںی رابطہ اور قلبی عقیدت مضبوط ہوتا آج بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت بطور کرامت موجود ہے کیونکہ بقول شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ آپ ان چاروں اولیاء میں ایک ہیں جواب بھی اپنے مزارات میں باذن اللہ تصرف فرماتے ہیں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرمائے ہیں۔ (اعۃ اللمعات شرح مشکلۃ)

مریدی لاتخفف الله ربی

عطانی رفعۃ نلت المثال

اے میرے مرید! تو مت ڈراللہ کریم میر ارب ہے اس نے مجھے رفت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔

اور فرمایا کہ

انا لکل من عشر به من اصحابی و مریدی و محبی انى یوم القيمة اخذ بیده.

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، ۷، اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۹، ۱۰۰، تفریح الخاطر صفحہ ۵۳)

قیامت کے دن تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا

اور فرمایا

وعزة الله وان يدى على مریدی کالسماء على الارض اذلم يكن مریدی جيداً فانا جيد.
مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ پنے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح زمین پر آسمان (کاسا یہ) ہے اگر
میرے مرید عالمی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مصالقہ نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میں تو عالمی مرتبہ ہوں۔

انتباہ

ہمارے اسلاف صالحین رحمهم اللہ علیہم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنع ہوئے۔ فقیر اویسی غفرلہ باوجود
رابطہ کی کی خوب متنع ہوا اور ہورہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہوتا رہے گا اور یوم آخرت میں اس سے بھی کہیں لاکھ گنا اور
زیادہ متنع ہوگا۔ (انشاء اللہ)

واقعات کی روشنی میں

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت کے واقعات گفتگی اور شمار سے باہر ہیں۔ فقیر نمونہ کے طور پر چند حوالے قلمبند
کرتا ہے۔

واقعہ

ایک سو دا گر جس کا نام ابو المظفر تھا حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا قافلہ تیار ہے میں ملک
شام کو جارہا ہوں سر دست سوا شر فیاں اپنے ساتھ لے جارہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس موجود ہے دعا بکھنے کے
کامیاب لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کر دو ورنہ زیر دست نقسان اٹھاؤ گے ڈاکوتہ ہارا سب مال لوٹ
لیں گے اور تم کو قتل بھی کر دیں گے۔ سو دا گر یہ خبر سن کر بڑا پریشان ہوا اور اسی پریشانی کے عالم میں واپس آ رہا تھا کہ راستہ
میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے پوچھا کیوں پریشان ہو سو دا گر نے سارا قصہ سنادیا۔ آپ نے فرمایا پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں تم شوق سے ملک شام کو جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقسان نہیں ہو گا اور تم بخوبیت اور کامیاب لوٹو
گے۔ چنانچہ سو دا گر ملک شام کو روانہ ہو گیا شام میں اسے بہت سافع ہوا اور وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لئے ملک حلب
میں پہنچا اور اتفاقاً وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا اسی فکر میں نیند نے غالبہ کیا اور سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ ڈاکوؤں نے اس
کے قافلے پر حملہ کر کے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کر ڈالا ہے۔ یہ دہشت ناک خواب دیکھ کر سو دا گر خواب سے
چوڑکا تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر اٹھا تو یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ پر رکھی تھی چنانچہ جھٹ وہاں گیا تو تھیلی
مل گئی اور خوشی خوشی بغداد واپس آیا اور اب سوچنے لگا کہ میں پہلے غوثِ اعظم کو ملوں یا شیخ حماد کو؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اتفاقاً بازار

میں حضرت شیخ حادیل گئے اور دیکھ کر فرمانے لگے پہلے جا کر غوثِ اعظم سے ملوک وہ محبوب ربانی ہیں انہوں نے تمہارے لئے ستر بار بارگاہِ الہی میں دعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر معلق بدالی ہے جس کی میں نے تجھے خبر دی تھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوثِ اعظم کی دعا سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ یہ سننے ہی سوداگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا جن کے روحانی تصرف سے وہ قتل و غارت سے بچ گیا تھا اسے دیکھتے ہی حضور غوثِ اعظم نے فرمایا واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔

غوث کا کتا

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جسے نسبت ہو جائے تو اس سے بڑے سے بڑا طاقتور گھبرا تا ہے مثلاً جانوروں میں بہت بڑی طاقت کا مالک شیر ہے یہاں تک اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کتے کے لئے وہ لومڑی بلکہ اس سے بھی کم۔

حکایت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمیشہ شیر کی سواری کرتے اور جہاں تشریف لے جاتے شیر کو گائے کی مہمانی پیش کی جاتی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے بھی حسب دستور ان کے شیر کے لئے گائے بھیجی آپ کا کتا بھی اس گائے کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیر نے جب غوثِ اعظم کی گائے پر حملہ تو کئے نے جست لگا کر شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ حضرت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی کہ میں نے جرأت کی کہ آپ کے لگنگ سے شیر کی مہمانی طلب کی آپ نے انہیں معاف فرمایا کہ چند روز اپنے پاس رکھا۔ (گلدستہ کرامات ملنخاص صفحہ ۵۸، ۵۹)

لطیفہ از شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ

حضور پیر پٹھان سیدنا شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے

سگ در بار میراں شو چخواہی قرب سلطانی

کہ بر پیراں شرف وار دسگ در گاہ جیلانی

اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”غوثِ جیلانی“ میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گائے

انیں القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہو کر کرامت دکھاتے پھرتے تھے۔ حضرت غوثِ اعظم پاک

کے پاس بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضرت غوث پاک کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے قریب درگاہ کے ایک گائے چرہ ہی تھی شیر جو اس کے قریب گیا فوراً گائے اس کو نکل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی جب حضرت کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہ درویش باہر آئے دیکھا وہاں شیر کا پتہ نہیں بہت محیر ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے کہیں نہ پایا پر یہاں ہو کر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا خانقاہ کے دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اس سے جا کر کہو حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں میرا شیر دے دے وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے گائے نے سنتے ہی فوراً شیر کو اگل دیا اور چلی گئی۔

(غوث اعظم از مولا نامہ خود دار ملتانی مختصر نبراس) (شرح شرح عقائد)

تجربہ شاہد

من حیث الکرامۃ ایسے واقعات بعد از قیاس نہیں لیکن اب یہ کرامت آزمائی جا سکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت توی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا طالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ فقیر کے اسلاف صالحین نے بھی اور فقیر نے بھی آزمایا آپ بھی آزمائیے۔

پیران پیر کی مدد

رنجیت سنگھ کے وقت (دہلی حکومت) کی بات ہے کہ ایک ہندو کا ایک بعد عقیدہ مسلمان ہمسایہ تھا بعد عقیدہ مسلمان ہندو کی عورت پر عاشق ہو گیا۔ ایک دن کاذکر ہے کہ ہندو اپنی عورت کو لے کر سرال جانے کے لئے تیار ہوا۔ بعد عقیدہ (ذکر) کو بھی خبر ہو گئی اس نے پیچھا کیا چنانچہ گھوڑا لے کر کسی جنگل میں جا کر انہیں تھیر لیا وہ لوگ (ہندو اور ہندوانی) پیدل تھے اس کے پاس سواری تھی ان دونوں کو مجبور کرنے لگا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ ہندو نے انکار کر دیا پھر کہنے لگا کہ عورت کو بٹھا دو۔ ہندو نے (اس کا بھی) انکار کر دیا اور کہا کہ خواہ مخواہ سفر کی مصیبت جھیل رہے ہو۔ ہندو کی عورت سے کہا عورت نے بھی انکار کر دیا زیادہ تکرار (جھٹ) کے بعد ہندو بولا کہ تمہارا کیا بھروسہ ہے کہیں عورت کو لے کر نکل نہ جاؤ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ بعد عقیدہ (ذکر) نے کہا جنگل میں کون ضمانت دے گا عورت نے کہا کہ جو تمہارا بڑا پیر گیا رہو یہ والا ہے اس کی ضمانت دے دو۔ بعد عقیدہ مسلمان نے منتظر کر لیا عورت اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ بعد عقیدہ (ذکر) نے اس کے خاوند کا سر تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کو دوڑایا عورت پیچھے دیکھے جا رہی تھی۔ بعد عقیدہ نے کہا کہ پیچھے کس کو دیکھتی ہے خاوند تو تمہارا کٹ کر مر گیا ہے۔ ہندو عورت نے کہا کہ میں بڑے پیر کو دیکھ رہی ہوں اس (بعد عقیدہ) نے کہا کہ اس بڑے پیر کو مرے ہوئے کئی صدیاں گزر۔

گئیں بھلا وہ کہاں آئے گا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو بر قعہ پوش نمودار ہوئے ایک نے بد عقیدہ کا سراڑایا اور پھر عورت گھوڑا اور بر قعہ پوش وہاں آئے جس جگہ ہندو کٹا پڑا تھا اس کا سر دھڑ سے مل کر ”قم باذن اللہ“ پڑھا اور وہ ہندو زندہ ہو گیا اور وہ دونوں بر قعہ پوش غائب ہو گئے اور میاں بیوی دونوں بسلامت گھر لوٹ آئے۔ بد عقیدہ کے وارثوں کے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے ہمارا آدمی بیدا کریں یا انہوں نے مارڈا ہے۔ دونوں میاں بیوی نے واقعہ (جگل کا) بیان کیا اور کہا کہ ان بر قعہ پوش میں سے ایک گل محمد نامی مجدوب کی شکل کا تھا گل محمد شاہ کو بلوایا اس نے ماجرہ بیان کیا۔ رنجیت سنگھ نے مجدوب اور میاں بیوی کو انعام دے کر چھوڑ دیا۔ (مقصد زندگی صفحہ ۱۹۶، ۱۹۸ مصنفہ خورشید بن یگم اہلیہ شیخ نصیر الدین صاحب نمبر ۸/۱۹ ماذل ٹاؤن بی بھاولپور مصدقہ (مشی الحق افغانی سابق) شیخ الفسیر جامعہ اسلامیہ بھاولپور پاکستان)

نوٹ

اس واقعہ کا تقدیم کننده دیوبندی فرقہ کا ایک معتمد مولوی ہے ویسے اصولی لحاظ سے ایسی کرامات کا انکار سوائے معززہ اور خوارج کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کرامت الاولیاء حق اسلام کا مسلم ضابطہ ہے۔ ہمارے دور کے بعض فرقے صرف اپنے مسلکی تعصب سے انکار کر جاتے ہیں ورنہ انہیں اصول کا انکار نہیں ہونا چاہیے۔

تو حسینی حسینی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجع جحرین ہے چشمہ تیرا

حل لغات

حسینی و حسینی، حضرت امام حسین و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خاندانِ اعلیٰ میں آپ نبیب الطرفین یعنی دونوں جانب سے شریف النسب تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت امام عالی مقام ابو محمد حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی جانب سے حضرت امام عالی مقام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ محی، حیات دینے والا، زندہ کرنے والا۔ الدین، اسلام۔ محی الدین، اسلام کا زندہ کرنے والا یہ آپ کا لقب ہے۔ خضر، مشہور.... جو راستہ بھول جانے والوں کو راستہ پر لا گا دیتے ہیں، مگر اہوں کو ہدایت دینے والا۔ مجع الجھرین، جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں، سنگم۔ چشمہ، پانی کی سوت، منج۔

شرح

اے غوث الشفیلین و مغیث اللوین آپ تو حضرت امامین ہماں میں سید الشہداء حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں جنہوں نے اپنے تازہ لہو سے شجرہ طیبہ اسلام کو پتھ کر سر بز و شاداب فرمایا اپنی زندگی مٹا کر اسلام کو بقاء عطا فرمائی اور ان دونوں حضرات کا خون آپ کے رگ و پے میں روای دواں ہے۔ پھر آپ مجی الدین دین کے زندہ کرنے والے کیوں نہ ہوں اس لئے کہ بھلکے ہوؤں کو ہدایت دینے والے آپ کا چشمہ فیض و کرم دو دریا وہ کاسکم ہے وہ دریائے فیضان و عرفان آپ کے اجداد و امداد حسین کریمین طبیین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

نجیب الطرفین

جس خوش بخت کی نسبت نبی حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے متصل ہوا سے نجیب الطرفین کہا جاتا ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نسب پاک کے لئے خود فرمایا

انا نجیب الطرفین

میں نجیب الطرفین ہوں۔

نسب نامہ پدری

شیخ مجی الدین، عبد القادر بن ابو صالح موسیٰ، بن عبد اللہ الجیلی، بن مجی از اہد، بن محمد، بن داؤد، بن موسی الجون، بن عبد اللہ (المحض)، بن حسن المحتشی، بن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

نسب نامہ مادری

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ کنیت ابوالخیر اور لقب امۃ الجبار ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ الصومی بن ابو جمال بن محمد، بن محمود، بن طاہر، بن ابو عطاء، بن عبد اللہ، بن ابو کمال، بن عیسیٰ، بن ابو علاء الدین، بن علی، بن موسی کاظم، بن حضرت امام جعفر صادق، بن امام محمد باقر، بن امام زین العابدین، بن امام حسین، بن امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

یہود و روافض

آپ کو یہود و روافض کے سواتمام فرقے نجیب الطرفین مانتے ہیں تفصیل و تحقیق اور یہود و روافض کی تردید فقیر نے اپنی کتاب ”املاۃ الاذی عن غوث الوری“ میں لکھ دی ہے۔

محی الدین

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیشمار القاب میں سے ایک لقب مجی الدین بھی ہے اس کی وجہ تسمیہ خود حضور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بتائی کہ آپ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب مجی الدین کیسے پڑ گیا آپ نے فرمایا اَهُمْ میں بردہنہ پا بگداد کی طرف آرہا تھا راستے میں مجھے ایک یہاں شخص نحیف البدن متغیر رنگ پڑا ملا۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر نام لے کر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا دینے کو کہا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ و صورت صحت مند نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر ڈر گیا اس نے مجھے پوچھا کیا مجھے پہنچانتے ہو میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا میں دین جیسے آپ دیکھ رہے تھے میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابل رحم حالت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے از سر نوزندگی بخشی۔

تحقیق اویسی غفرانہ

یہ کوئی کراماتی مقولہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عالم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے دین کا حال نہایت کمزور ہو چکا تھا پھر آپ کی ذاتِ ستودہ صفات سے جس طرح عروج کو پہنچا وہ تاریخ کے اوراق اللہ سے معلوم ہوا گا مختصر الفاظ میں فقیر پر قلم کرتا ہے۔

علم غیب نبوی علیٰ صاحبها الصلوٰۃ والسلام

حضور سرور عالم صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَاٰلِہٖہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ پانچوں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی اگر اس سے بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لئے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی۔ (فیض الباری ازانور کشمیری)

تصدیق از واقعات

چنانچہ اسی صدی میں امت پر یہ چکی چلی تاریخ کے اوراق چاہد ہیں کہ اسی دور میں اسلام پرزاں اور انحطاط عمومی شروع ہو چکا تھا اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنتوں کے اقتدار کا سلسلہ اندرس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا مگر اندر ورنی طور پر حالات نہایت خراب و ناگفتہ بہ تھے دنیا کے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافت بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی اور باقی ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا۔ شبلی نعمانی سید سلمان ندوی نے اپنی تاریخی کتابوں اور علامہ ابن جوزی نے "منظوم" میں اس وقت کے اسلامی ممالک کے جو حالات تحریر کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بد کاری، فسق و فجور، سیاسی ابتری اور اخلاقی انحطاط انہا کو پہنچ چکے تھے۔

اندلس

اندرس میں امیر عبدالرحمٰن اموی کی قائم کردہ حکومت کی مرکزی حیثیت ختم ہو چکی تھی یورپ کی عیسائی حکومتیں موقع کی تاک میں تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اپنی حکومت قائم کریں۔

بیت المقدس

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و جاز پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھے گویا مسیحی دنیا کی متعدد قوتیں اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھیں۔

مشرق وسطیٰ

مشرق وسطیٰ میں دولت عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جا رہا تھا اور سلجوقی و دیگر ماتحت سلاطین خانہ جنگیوں میں بنتا تھے جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کا خطبہ شروع ہو جاتا۔

افغانستان و ہند

افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی علاقے میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجہ اپنی سابقہ شکستوں اور ڈلتوں کا انتقام لینے کے لئے صلاح مشور کر رہے تھے۔

مصر میں سلطنت باطنیہ عبید یہ جیسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں دولت خیشہ کے نام سے پکارا ہے الحاد بے دینی کے نظریات پھیلارہی تھی اس کے ارباب اختیار نے جس قدر اسلامی اقدار کو نقصان پہنچایا وہ مشہور و معروف ہے۔

اخلاقی پستی

اس کے علاوہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت بھی گرچکی تھی۔ طبقہ امراء عیش و عشرت میں بنتا تھا۔ مشرق وسطیٰ کے ایک اوسمی درجے کے رئیس ابن مردان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس کی حرمت رائے میں صرف گانے بجائے والی لوڈیوں کی تعداد پانچ صد کے قریب تھی اور بقول امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرطبہ کے ایک امیر معتمد نامی کے ہاں ایسی آٹھ صد عورتیں تھیں ہسپانیہ کے نقاب پوش سلاطین کے دور میں اسلامی پرده بھی ختم ہو چکا تھا مگر دوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا تھا اور عورتیں کھلے منہ پھرتی تھیں۔ بد کاری و شراب نوشی عام تھی عوام کا ذکر ہی کیا امراء سلاطین اور علماء تک وجہت پرستی اور دینیوی عیش کا شکار تھے۔

مذہبی خلفشار

مذہبی اور روحانی صورت حال اس سے بھی بدتر تھی قرامطہ اور باطنیہ نیز اہل رفض و اعتراض و علمائے سوء کے فتنوں اور لا تعداد پیدا ہو جانے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک میں اودھم مچا کر کھا تھا۔ ہر روز بے شمار مشائخ علماء، امراء اور دیگر سر کردہ مسلمان فرقہ باطنیہ کی سازشوں اور خجرخون آشام کا شکا ہو رہے تھے۔ مشہور زمانہ سلجوقی وزیر نظام

الملک طوی اور اس کے بعد ۳۸۵ھ میں سلجوقی فرماز و املک شاہ بھی ان خدا نا ترس قاتلین کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر چکے تھے یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد و نظریات کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا اور علمائے اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بذریعہ دور ہوتے جا رہے تھے یہی وجہ ہے مسٹر گن و دیگر یورپیں مورخوں نے اس زمانے کو دنیاۓ اسلام کا ایک تاریک دور شمار کیا ہے۔

فائدة

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں اپنے زمانہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شیعہ و سنی اور حنبلی اور اشعری مذاہرات میں مصروف رہتے تھے۔ گالی گلوچ کشت و خون تک نوبت پہنچنا معمولی بات تھی اور کچھ نہ تو صدر نشینی پر ہی جھگڑا کھڑا ہو جاتا تھا معاشرہ کا یہی وہ ادبار تھا جسے حضور ﷺ نے مسلمانوں کے لئے خطرناک قرار دیا تھا۔

مصر

مصر کی حکومت باطنیہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے وقت میں زوال پذیر ہو کر بالآخر ۵۶۷ھ میں یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد پانچ سال کے اندر اندر صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرف متگئی اور اس کی جگہ سلطان نور الدین زنگی اور پھر سلطان صلاح الدین ایوبی بساط حکومت پر نمودار ہوئے جنہوں نے مرکزی خلافت سے تعلق جوڑ کر اپنی سلطنتوں کو وحدتِ اسلامی میں مسلک کرتے ہوئے عباسی خلیفہ کا نام خطبے میں پڑھوا نا شروع کیا اور پھر اپنے اپنے وقت میں یورپ کی متعدد صلیبی طاقت کو کئی لڑائیوں میں کمر توڑ لشکریں دے کر بیت المقدس کو آزاد کرالیا۔ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابن اثیر نے اپنی کتب تاریخ میں ان دیندار حکمرانوں کی تعریف میں نہایت شرح و بسط سے تحریر کیا ہے۔

ان ہی ایام میں غزنیوں کی تباہ شدہ سلطنت کی جگہ غوری خاندان نے ہندوستان میں ایک نئی اور وسیع تر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی جس میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریبی عزیز و فیض یافتہ حضرات خواجہ غریب نواز میمن الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہاتھ تھا۔ بعد میں آپ کے خلافاً عوشاگر دوں اور مشائخ چشت ابل بہشت اور مشائخ سہروردیہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، شاہ صدر الدین، ابو الفتح شاہ رکن عالم ملتانی، سید جلال الدین بخاری اوپھی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوپھی، جناب لعل شہباز قلندر سندھی وغیرہ بزرگان نے اس بر صغر میں دورو نزدیک اپنی انہک مسامی سے لوگوں کو دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا۔

گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے با واسطہ و بالواسطہ فیض یافتگان کی کوشش سے نہ صرف دین اسلام میں نئی زندگی نمودار ہوئی بلکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اس کی روحانی قوت دفاع اس حد تک بیدار

واستوار ہو گئی کہ جب ساتویں صدی کے آغاز میں یعنی ۶۱۵ھ میں تاتاریوں کی قیامت خیز یلغار سے نصف صدی یعنی ۶۵۶ھ تک اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ نجگئی تو ظاہری حالت کے تقاضوں اور عام توقعات کے بر عکس اسلام کا چراغ گل ہونے کے بجائے نہ صرف روشن رہا بلکہ صرف پچیس سال کے اندر اندر یعنی ۶۸۰ھ تک خود ان غارت گروں کو اپنا حلقة گوش بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا ہے

چرافے راکہ ایزد بر فروزد

کسے کوتف زند رشیش بسو زد

اور یہ معمر کشاہی لشکر یاد نیوی طاقت سے سرنیں ہوا بلکہ اسی سلطان الوجود قطب الوقت خلیفۃ اللہ فی الارض وارثہ کتاب و نائب رسول اللہ ﷺ الحصیر فی الوجود علی التحقیق مظہر اسماءٰ الہی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگیر کے رو حانی تصرف کا اعجاز تھا کہ دشمنانِ اسلام نے اسلام قبول کر کے اس کی وہ خدمات انجام دیں کہ باید و شاہد۔

تاتاری شہزادہ

تاتاریوں کے قبول اسلام کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ تاتاریوں کے غلبے کے بعد سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک خراسانی بزرگ اشارہ غنیمی ہلاکو خان کے میٹنگو دارخان کے پاس پہنچ تو وہ شکار سے واپس آ رہا تھا اور اپنے محل کے دروازے پر اس درویش کو دیکھ کر بانداز تمسخر و تھارت سے کہنے لگا کہ اے درویش تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب فرمایا کہ میں بھی اپنے مالک کا ستاہوں اگر میں اپنی جانشیری اور وفاداری سے اسے خوش کر پاؤں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرمائی برداری کرتا ہے اور آپ کے لئے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے تو گودارخان پر اس اندازِ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپ کو اپنا مہمان رکھ کر آپ کی تعلیم و تبلیغ کے زیر اثر در پرده اسلام قبول کر لیا مگر اسے اس خیال سے ظاہرنہ کیا کہ ناساز گاری حالات کے پیش نظر کہیں اپنی قوم کو ذہنی طور پر نیا نہ ہب قبول کرنے کے لئے تیار کر سکوں وہ درویش واپس وطن تشریف لے گئے مگر چونکہ وقت پورا ہو گیا تھا اس لئے قضاۓ الہی داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے بمصدق اُن "ہرچہ پر نتوانست پس تمام کند"، کچھ عرصے بعد ان کے صاحبزادے باپ کی جگہ حسپ و صیت گودارخان کے پاس پہنچ تو اس نے کہا کہ باقی سردارانِ قوم تو قریباً مائل ہو گئے ہیں مگر ایک سردار جس کے پیچھے جمعیت ہے آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گودارخان کے مشورے سے اسے بلایا اور تبلیغ فرمائی مگر اس نے کہا میں ایک سپاہی ہوں جس کی ساری عمر جنگ میں

گزری ہے میں صرف طاقت میں ایمان رکھتا ہوں اگر آپ میرے پہلوان کو شتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تگودارخان کے منع کرنے کے باوجود اس سردار کا چیلنج منظور کر لیا اور مقابلے کے لئے تاریخ و وقت کا تعین کر کے اجتماعی ناظرین کے خیال سے اعلانِ عام کر دیا۔ تگودارخان نے بہتیرا کہا کہ ایک تاتاری نوجوان پہلوان سے ایک سن رسیدہ کمزور جسم درویش کا مقابلہ نا انصافی اور قتل عمد کے مترادف ہے مگر مخالف سردار نے کہا کہ یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ اول تو اس لئے کہ اس درویش کے قتل سے اس قسم کے دوسرا دخل در معقولات کرنے والوں کو عبرت ہو گی اور دوم اس لئے کہ خانِ اعظم یعنی تگودارخان آئندہ اس قسم کے چلتے پھرتے لوگوں کی باتوں کو درخود را غتنا نہ سمجھا کریں گے۔

چنانچہ مقررہ دن ہزار ہاتھلوق کی موجودگی میں مقابلہ ہوا۔ حضرت نے جاتے ہی ایک طمانچہ اس زور کا اس تاتاری پہلوان کے منہ پر رسید کیا کہ اس کی کھوپڑی ثوٹ گئی اور لوگوں میں شورج گیا سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہو گیا ہے انہیں کیا معلوم کہ یہی قسم کا درویش کس کا پہلوان تھا

تری خاک میں ہے اگر شر رتو خیال فقر و غنا نہ کر

کے جہاں میں نان شعیر پر ہے مدرا قوتِ حیدری

چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف اس سردار نے حسب وعدہ میدان میں نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کو بوسدے کر اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا بلکہ اکثر حاضرین بھی اسلام لے آئے اور تگودارخان نے اپنے اسلام لانے کا اظہار کر کے اپنا نام احمد رکھا تاریخ میں اس کا نام یہی (۱۲۸۳ء) تحریر ہے اپنے دورِ اقتدار میں اس نے سلاطینِ مصر سے بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی لیکن تاتاری جرنیلوں نے بالعموم اس کے اسلام لانے کو پسند نہ کیا اور بغاوت کی۔ احمد باوجود مقابلہ کے کامیاب نہ ہو سکا اور شہید ہو گیا۔ مورخین نے اس واقعہ کو قدرت کی ایک عجیب ستم ظریفی قرار دیا ہے کہ باپ یعنی ہلاکو خان تو اسلام اور عرب تہذیب کو تباہ کرے اور بیٹا یعنی احمد (تگودارخان) اسی تہذیب اور اسلام کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔

اگر چہ اس واقعہ سے تاتاریوں میں اشاعتِ اسلام کی رفتار قدرے سست پڑ گئی مگر چونکہ دوسری طرف ہلاکو خان کا ایک پچاڑا بھائی برک (۱۲۶۱ء تا ۱۲۵۶ء) بھی حضرت شیخ شمس الدین باخوری کے دستِ حق پر اسلام قبول کر چکا تھا پھر احمد یعنی تگودارخان کے سبقتینگے کے بیٹے غزنِ محمود (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۳ء) نے بھی اسلام قبول کر لیا اس لئے وسط ایشیا کی تاتاری حکومت تاتاری اسلامی حکومت میں بدل گئی اس غزنِ محمود کے خلاف بھی اس کے جرنیلوں نے تبدیلِ مذہب کے باعث بغاوت کی

مگر وہ سب کو شکست دے کر غالب آنے میں کامیاب ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً تمام تاریقابل اسلام لے آئے۔

هر بناءٍ کہہ کے آبادان کنند

اول آن بنیاد راویران کنند

ایک وہ وقت تھا کہ تاریکفار کے ابتدائی حملے کے وقت سلطان علاء الدین محمد خوارزم شاہ نے بقول مشوریہ کہہ کر اپنا گھوڑا الوٹالیا تھا کہ اسے ملائکہ اور اولیاء اللہ کی ارواح چنگیزی لشکر کے سروں پر سایہ فیکن یہ کہتی نظر آتی ہیں

ایها الکفرا اقلعوا الفجرة.

اے کفرو! ان فاجروں کو قتل کرو۔

جس کے نتیجے میں لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کا خوب بہا اور ایک وقت یہ آیا کہ ایک تنہادریش نے اپنی قوت یہاں کامظاہرہ کر کے لا تعداد تاریوں کو حلقة بگوش اسلام کیا۔ گویا ہر دو صورتوں میں مشیت ایزدی حرب تقاضائے وقت واحوال اسی جگلی کی شان تدبیر کار فرمائھی۔ حق ہے

ازماست کے برماست

کسی کا فیض

اگر غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات کا چشمہ نہ چھوٹاتو آج نہ مسجدیں نہ مدارس ہوتے نہ اسلام ہوتا نہ مسلمان لیکن افسوس کہ اس محسن کے احسان کو فراموش کر کے ان کی ذات کو کیسے عجیب و غریب طریقہ سے اپنے فتوؤں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

ہندوپاکستان پر فیض کا اجراء

حضرت مولانا عبدالقدار بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفتح الخاطر فی مناقب اشیخ عبدالقدار کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں کہ

قال الشیخ نور الله حضید الفقیہ الشیخ حسن القطبی فی اللطائف القدریہ ان الشیخ الواصلین معین الحق والدین طلب العراق من الغوث الاعظم فقال له الغوث اعطيت العرق شهاب الدين عمر السهروردی واعطیتک الهند.

شیخ نور اللہ فقیہ شیخ حسن قطبی کے حفید اللطائف القدریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ الواصلین معین الحق والدین قدس سرہ نے حضور

غوثِ اعظم سے عراق مانگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو میں شہاب الدین عمر سہروردی کو دے چکا ہوں آپ کو ہندوستان عطا کرتا ہوں۔

زندہ کرامت

یہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ کرامت اور عینی مشاہدہ ہے کہ ہندو پاکستان میں جتنا عروج و تصرف سلسلہ چشتیہ کو حاصل ہے دوسرے سلاسلِ طیبہ کو بہت کم ہے۔

ایسے ہی عراق وغیرہ میں حضرت شہاب الدین سہروردی کے سلسلہ مبارکہ کا طویل جس طرح بول رہا ہے دوسرے سلاسل کو وہ مرتبہ حاصل نہیں ایسے ہی سلسلہ نقشبند پر بھی پیر ان پیر کا فیض ہوا۔ یہ لقب نقشبند بھی پیر ان پیر کے فیض کا پتہ دیتا ہے اور سلسلہ قادر یہ تو ہے ہی سر اپا فیض جو ملا جس کو ملا اس در سے ملا۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

بحرو شہرو قری سہل و حزن و دشت و چمن

کون سے چک پہ پہنچا نہیں دعویٰ تیرا

اس شعر کے تحت اس کی تفصیل آتی ہے۔ انشاء اللہ

اور اس حقیقت سے اسے انکار ہو گا جس نے ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کو نہ سمجھا اور آپ کا ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ فرمانا اور تمام اولیاء عالم کا آپ کے حضور میں گرد نہیں ختم کر دیا شعبدہ بازی نہیں بلکہ اس قدر حقیقت کے قریب ہے کہ ماننے کے سو اچارہ کارہی نہیں وہ عراق کے جنگلوں میں مجاہدات میں منہک اور یادِ خدا میں اس قدر مستغرق ہیں کہ کئی کئی بفتہ فاقہ سے گزر جاتے ہیں اور پھر ایک دن پیاس کی انہائی شدت میں پانی کے لئے اپنے رب سے عرض کرتے ہیں اس وقت بارش ہوتی ہے اور آپ پیاس بجھاتے ہیں یکخت زمین و آسمان کے درمیان ایک روشنی کی چادر پھیل جاتی ہے اور آواز آتی ہے کہ اے عبد القادر تمہاری عبادت و ریاست مقبول ہوئی تم آج سے مقبول بارگاہ ناز ہوئے اب تمہیں عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا گیا۔ تمہارے لئے یہ بیت ناک آواز کس قدر صرفت و شادمانی کا موجب اور مژده ہوتا مگر آپ وہ تھے جن کی ہر صفت مظہر صفاتِ خدا ہے وہ فرماتے ہیں

لَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

دور ہومر دو تو مجھے بہکانا چاہتا ہے۔ شیطان مایوس اور سراسیمگی کے عالم میں بھاگتا ہوا پکارتا ہے اے عبد القادر تم وہ پہلے شخص ہو جو اپنے علم و عرفان کی وجہ سے میرے اس حربے سے محفوظ رہے حالانکہ میں نے اس طرح سے ہزاروں

انسانوں کا سیتا ناس کر دیا ہے۔ شیطان کا یہ کہنا بظاہر معمولی بات تھی ہر شکست خور دہ یہی کچھ کہتا ہے مگر فاتح عام انسان نہیں تھا وہ غوثِ اعظم تھا جسے اس مقام کے لئے خود رب الارباب نے منتخب کیا تھا وہ فرماتا ہے کہ اویں تو مجھے پھر بہکانا چاہتا ہے امرے مرد دو دممحہ میں بچنے کی کب قوت ہے اور میرا علم و عرفان کب مجھے پھاسکتا ہے یہ تو میرے رب کا مجھ پر فضل ہے جو اس نے آج تک مجھے تیرے شر سے محفوظ رکھا۔

بہت کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے مگر کیا زیادہ طویل مضمون زیادہ موثر ہوتا ہے کیا کوئی ایسی بات رہ گئی جو محتاج وضاحت ہوا اگر نہیں تو حدیث مذکور پر ایک بار پھر غور کرو اور حضرت غوثِ اعظم کی گفتار و کردار کا اچھی طرح مطالعہ کرو اور جب تعصب کے پردے جو ہٹ دھری نے ڈال رکھے ہیں ہٹ جائیں تو آپ کو ایک ایسا نورِ بصیرت عطا ہو گا جس کی بے پناہ روشنی میں آپ اولیاء کرام کی بے پناہ روحانی قوتوں کو مشاہدہ کر سکیں گے۔ نکتہ چینی چھوڑ کر تعریف و تصیف کا مشغله اختیار کرو اس لئے کہ نکتہ چینی کے لئے ہدایت کی را ہیں مسدود کر دی جاتی ہیں نکتہ چینی کبھی سرفراز نہیں ہو سکتا۔

جیسے امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حال تھا کہ ابتداء میں اولیاء کرام کے مخالفین میں تھے ان کے خلاف بڑی تحریریں تصدیقیں لکھیں جو نبی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ تلطیف سے نوازے گئے تو پھر اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔

فَتَمِيزْ دَعَى دَعَى كَهْلَاتَا هُنَّ بَلَاتَا هُنَّ مجَّهَ
پَيَارَا اللَّهُ تَيْرَا چَاهَنَے والَا تَيْرَا

شرح

اے محبوب ربانی غوثِ صمدانی آپ کا پیار کرنے والا خداۓ محبوب آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ عهد و اقرار لے کر آپ کو کھلاتا ہے اور پاتا ہے۔ دراصل یہ شعر حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ

ياعبدال قادر بحقى عليك كل وبحقى عليك اشرب . الخ

کاے عبد القادر قسم ہے میرے اس حق کی جو تم پر ہے تم کھاؤ اور میرے اس حق کی جو تم پر ہے پیو۔

خواراک غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواراک نہایت سادہ ہوتی تھی جو کی روٹی سے عموماً افطار فرماتے تمام عمر ایک لقہ رام تو کیا مشتبہ نوالہ تک نہ کھایا۔

غوث الشفیلین علیہ الرحمۃ علوم دینیہ کے حصول اور ان کی تکمیل کے بعد ریاضت و مجاہدہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ تاریخ و سیر کی کتابوں کے مطالعے کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشیت ایزدی کے تحت ریاضت و مجاہدات میں جس قدر آپ نے محنت کی اور فرقہ و فاقہ و تحصیل علم میں جس قدر مشقت آپ نے برداشت فرمائی اس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ کاشانہ اقدس سے بوقت روایتی عظیم ماں کے عنایت فرمودہ وہ ۲۰ دینار تو چند ایام میں ہی چرخ ہو گئے۔ ایک طویل عرصہ تک یہ کیفیت رہی کہ قوتِ لایموت کے لئے دجلہ کے کنارے نکل جاتے اور گردی پڑی بہری ترکاری اٹھا کر شکم پُری کرتے۔ آپ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ شہر سے نکل کر ویرانوں اور جنگلوں میں جا کر زندگی بسر کی اور عبادت و ریاضت میں صرف رہے۔

امام شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی تایف لطیف "طبقاتِ الکبریٰ" میں خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی اس زمانے کے مجاہدوں اور ریاضتوں کا حال لکھتے ہیں "میں نے اپنی ابتدائی حالت میں بڑی کڑی مشقتیں جھیلیں اور کوئی خوفناک و خطرناک چیز نہ چھوڑی جس کامنہ چڑھا ہوں میرالباس اون کا جب تھا اور سر پختھر ساخر قہ، کانٹوں پر نگے پاؤں چلتا، سوکھی ساگ اور ندی کے کنارے خس کے پتوں پر گزر کرتا اور نفس کو برادر مجاہدے میں لگائے رکھا یہاں تک کہ اللہ عز و جل کی جانب سے حال نے میرا دروازہ ٹھکھا ٹیا وغیرہ۔"

صاحب فلائد الجواہر نے شیخ عبداللہ نجgar کی زبانی بیان کیا ہے کہ سرکار غوثِ اعظم نے اپنی زندگی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قدر میں مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پھاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔

شیخ ابوالسعود الحزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مجاہدہ اور ریاضت کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے نفس کے لئے نہ اپنایا ہوا اور اس پر فائم نہ رہا ہوں چنانچہ آپ نے کئی دن بغیر کھائے پئے اور بغیر سوئے مجاہدہ و ریاضت میں گزارے۔ ۲۵ برس تک عراق کے بیابان جنگلات میں تنہارہ کر عبادت کی۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ بغداد کے ایک ویرانے میں پرانا برج تھا آپ کی اس برج میں گیارہ برس تک شب و روز عبادت و روزہ کی وجہ سے اس کا نام برجِ عجمی پڑ گیا۔

نائبائی

ایک دن فاقوں سے میری حالت غیر ہو رہی تھی کہ میں نے غیب سے آواز سنی عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ رہوئی قرض لے کھاتا کہ علم حاصل کرنے میں نقص نہ آجائے اور تسلی سے علم حاصل کر سکے۔ آپ نے کہا کہ میں غریب ہوں مجھے کون قرض دے گا اگر قرض کسی نے دے بھی دیا تو ادا کہاں سے کروں گا جواب آیا تو اپنا کام کر ہم ادا کریں گے۔ اس پر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نانبائی کے پاس پہنچا اس سے کہا۔ بھائی اگر مناسب سمجھتے ہو تو مجھے اس شرط سے روٹی قرض دے دیا کرو کہ اگر کہیں سے کچھ مل گیا تو قرض ادا کر دوں گا اور مر گیا تو تم معاف کر دینا۔ نانبائی کوئی فقیر دوست تھا یہ سنتے ہی آنسو ڈبڈبا آئے بولا آپ ﷺ جو کچھ چاہو مجھ سے لے لیا کرو اور کچھ فکر نہ کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے ڈیڑھ روٹی روزانہ لینے لگے۔ مدت گزر گئی ایک دن خیال آیا ہے شرم کی بات ہے روٹی اس سے لے کر روز کحالیتا ہوں دینا اسے کچھ نہیں۔ اس وقت غیب سے آواز آئی فلاں مقام پر جا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک سونے کا مکڑا پڑا ہوا تھا اسے اٹھایا اور لا کر نانبائی کو دے دیا۔ (سیرۃ غوشیہ صفحہ ۱۲)

غوثؑ اعظم تعلیم کے دنوں میں سبق پڑھ کر شہر میں نہ رہتے جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتے اور وہ ہیں پڑے رہتے اور دریائے دجلہ کے کنارے اُگی ہوئی ہری بھری بوٹیوں کو کھاتے اور گھاس وغیرہ پر گزار کرتے۔

اپناہماں

چالیس دینار جو آپ ساتھ لائے تھے وہ تو آتے ہی غریبوں اور فقیروں میں خیرات کر دیئے خود پتوں اور گھاس پر گزار کرتے۔ ایک سال بعد والدہ صاحبہ نے کچھ اور روپیہ بھیجا وہ بھی درویشوں میں بانٹ دیئے خود پھر فاقہ پر فاقہ اٹھاتے پھر والدہ نے آٹھ دینار بھیجے ان کے پہنچنے کا یہ واقعہ ہے کہ آپ بھوک سے سخت کمزور سر چکر رہا تھا ایک مسجد میں گئے دیکھا ایک شخص بیٹھا ہوا گوشت اور روٹی کھارہا ہے خود فرماتے ہیں سخت بھوک سے میری یہ حالت تھی کہ وہ لقمہ اٹھا کر اپنے منہ کی طرف لے جاتا تو میرا منہ خود بخوبی بے اختیار کھل جاتا۔ میں نے اپنے آپ کو شرم دلانی کہ اتنا بے صبر ہو گیا ہے اس شخص نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا اور کہا آؤ بھائی کھانا کھاؤ۔

جی چاہا کہ شریک ہو جاؤں لیکن میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور کگیا مگر اس نے ضد کر کے مجھے ساتھ بٹھا ہی لیا اور کھانا کھلایا۔ گفتگو سے پتہ چلا کہ میں جیلان کا ہوں اور عبدالقدیر نام ہے تو اس پر رفت طاری ہوئی کہا آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لئے بھیجے تھے میں آپ کو تلاش کرتا رہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ملے میرا بھی خرچ ختم ہو گیا اب یہ گوشت روٹی تمہارے پیسوں سے خریدی کیونکہ مجھے بھی تین فاقہ ہو گئے اب اس کھانے کے اصل میں تم ہی مالک ہو اور باقی دینار آپ کے سامنے رکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی چند دینار اسے دیئے کہ تیرا خرچ ختم ہے۔ (قلائد الجواہر مصری صفحہ ۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بغداد میں ۲۰ دن گزر گئے کوئی چیز کھانے کونہ ملی میں پرانے محلوں کے کھنڈروں میں پھر رہا تھا کہ کوئی گری پڑی چیز کھانے کو ملے وہاں ستر درویش بیٹھے دیکھے اور وہ بھوکے تھے میں پھر شہر بغداد

کی طرف آیا ایک مرد مجھے ملائیں نے اسے نہ پہچانا وہ میرے وطن جیلان سے تھا مجھے ایک تھیلی پیسوں کی دی کہ تیری ماں نے یہ بھیجے ہیں میں نے وہ تھیلی لے کر تھوڑا سا اپنے لئے رکھا اور باقی پیسے ان فقیروں کو بانٹ دیئے۔ انہوں نے کہایہ کہاں سے؟ میں نے کہایہ میری نے بھیجے ہیں جو میں نے اپنے لئے حصہ رکھا بازار سے ان کی روٹی لی اور دوسرے بھوکوں کو آواز دی ان سے مل کر رکھانا کھایا۔ (فائدہ الجواہر صفحہ ۹)

الجوع الجوع

خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن سے چالیس دن تک میں نے روزہ رکھا ان دنوں میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا ہرگز طعام نہ کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلایا جائے گا۔ چالیس دن ایک شخص آیا میرے آگے طعام رکھ کر چلا گیا نفس نے سخت بھوک کی وجہ سے چاہا کر کھانے پر گرے میں نے کھا خدا قسم میں اللہ کے عہد کو نہ توڑوں گا میں نے اپنے اندر سے **الجوع الجوع** (بھوک بھوک) کی آواز سنی لیکن میں نے پرواہ نہ کی اتنے میں شیخ ابوسعید نے فرمایا ”باب از ج تک میرے ساتھ“، یہ کہہ کر چلے گئے میرے دل میں آیا یہاں سے نہ اٹھوں گا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچانک حضرت خضر علیہ السلام آئے مجھے کہ ابوسعید کے پاس جائیں اٹھ کر شیخ کے ہاں پہنچا حضرت شیخ دہلیزیر پر کھڑے انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے میرا کہنا کافی نہ ہوا بخفر کے کہنے سے آئے پھر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور رکھانا کھلایا میں سیر ہو گیا اسی وقت بیعت کیا اور خرقہ عطا فرمایا۔

آواز آئی

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو گیا غیب سے آواز آئی اے عبد القادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم نے تجھے سونے کے لئے پیدا کے لئے پیدا نہیں کیا۔

گائے بولی

فرمایا میں ابھی لڑکا تھا عرفہ کے دن جنگل کو گیا ایک گائے کو جنگل لئے جا رہا تھا اچانک گائے نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا۔ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کام کا تجھے حکم کیا گیا۔ میں یہ سن کر ڈر گیا وہ اپس آ کر گھر کی چھت پر چڑھ گیا تب حاجیوں کو میں نے عرفات میں کھڑے دیکھا اسی وقت اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خدا کے کام میں لاگاؤ اور اجازت دو کے لغداد میں جا کر علم حاصل کرو اور نیکوں کی زیارت کرو۔ (الانس)

ریاضات شاقد کا انعام

مذکورہ بالاریاضات شافہ پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہو انعام ملاؤ غوثِ پاک فرماتے ہیں کہ رب جلیل کی درگاہ سے ہر رات اور دن میں مجھ سے ستر بار

انا اخترتک ولتضع علی عینی

عینی میں نے پسند کیا تجھ کو اور تو پروش کیا جاتا ہے رو برو میرے۔

اور آپ فرماتے ہیں بخدا عز و جل کہ نہ کھایا اور کہا اور نہ کیا میں نے کسی چیز کو جب تک کہ مجھے اس کا مجانب اللامر نہ ہوا ہو۔

غوثِ اعظم کا آہ و نالہ ببارگاہ حق تعالیٰ

ماہ ربیع الثانی ۱۴۵۲ھ کی ایک رات مبارک تھی جب کہ غوثِ الشقین سیدنا شیخ عبدالقار جیلانی قدس سرہ کے مقدس دل پر خدا تعالیٰ کے رحمت خاص کا نزول ہوا محبت و شفیقتگی کا ایک سمندر موج زن ہو گیا جوش و حمیت کا ایک عجیب عالم طاری ہوا اور اس کیف و سرور کے عالم میں جب کہ آنکھوں کے آنسو اور دل کے نالے رحمت خداوندی سے والہانہ عشق کر رہے تھے حضرت نے یہ وجد آفریں اشعار لکھے جو ادو ترجمے کے ساتھ پیش کئے جا رہے ہیں۔

اشعار

اے خوش آن روزے کہ در دل مهر یارے داشتم

وہ خوش نصیب دن تھا جبکہ میں اپنے محبوب کی محبت رکھتا تھا

سینہ پرسوز و چشم اشکبارے داشتم

میرے پاس پرسوز سینہ تھا اور چشم اشکبار تھی

یاد باد آن کہ فارغ بودم از باع و بہار

میں اس ساعت کو یاد کرتا ہوں جبکہ میں باع و بہار سے بے نیاز تھا

درکنار از اشک گلگوں لالہ زارے داشتم

اپنے آنسوؤں کی برکت سے میں اپنی آنکھیں میں ایک لالہ زار رکھتا ہوں

باز رو گردانی از من چونکہ آئم سوئے تو

آپ مجھ سے من پھیر لیتے ہیں جبکہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں

آخر اے پیمان شکن! باتو قرارے داشتم
 اے پیمان شکن دوست آخر میرے اور آپ کے درمیان کوئی عہد و محبت تو تھا
 نا ملید م کر دی از خود اے خوش روزے کہ من
 آپ نے مجھے اپنی ذاتِ گرامی سے مایوس کر دیا حالانکہ میں آپ کو
 آرزوئے بوس و امید کنارے داشتم
 انہائی شوق و آرزو کے ساتھ اپنے سامنے دیکھنے کا آرزو مند تھا
 شکر گرن لالہ بردن شد از دلم یک بار گئی!
 شکر ہے کمیرے دل سے نالہ یک دم باہر آگیا
 گرہم از خوف و خطر خاطر غبارے داشتم
 (یقین سمجھے) کہ خوف و ہراس کی وجہ سے میرے دل میں ایک تکرار اور بوجھ تھا

انعام رباني

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ خداوندی میں عجز و نیاز کیا تو بوعده حق
 من تواضع لله فقد رفع الله در جاته
 جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر سرتسلیم خم کرتا ہے تو اللہ اس کے درجات بلند کرتا ہے۔
 کے مطابق آپ کو مرتبہ نصیب ہوا کہ آج منہتی اولیاء آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے نظر آتے ہیں۔
 محبوبِ خدا ابن حسن آلِ حسینا گویم زکمال توجہ غوث اثقلینا
 تالله لقد آثرک اللہ علینا سر در قدمت جملہ نہادند و گفتند
 میں آپ کا کمال کیا عرض کروں اے غوثِ اثقلین آپ محبوبِ خدا اور ابن حسن و آل حسین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 آپ کے قدم پر تمام اولیاء نے سر کھکھ عرض کی بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر بر گزیدہ بنایا۔
 حضرت سلطانِ الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں مناقب خواہاں ہیں
 مختارِ نبی مختار خدا یا غوثِ معظم نورِ ہدی
 حیران زجلالت ارض و سما سلطانِ دو عالم قطب علی
 دادی تو یدینِ محمد ﷺ جان گرداد مسیح بہ مردار روان

همہ عالم محبی الدین گشتہ فدا

برحسن جمالت گویان

(۱) اے غوثِ محظوم نورِ حمدی نبی مختارِ خدا

(۲) سلطانِ دو عالم قطب بلند قدر آپ کی جلالت قدر سے زمین و آسمان حیران ہیں۔

(۳) اگر مسیح علیہ السلام نے مردوں کو روح بخشی اور آپ نے دین محمدی ﷺ کو جان بخشی۔

(۴) جملہ جہاں آپ کو حبی الدین مانتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے۔

مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا

جس نے دیکھا مری جاں جلوہ زیبا تیرا

حل لغات

تن بے سایہ، بغیر چھاؤں کا جسم یعنی وہ جسم جس کی پر چھائیں نہ ہو۔ سایہ، بمعنی ٹھوڑے مجاز اعادات و اطوار اور نمونہ و اولاد۔ میری جان، اے میری روح اے میرے محبوب یہاں حرفِ ندا پوشیدہ ہے۔ جلوہ (عربی) لفظ ہے نمودار ہونا، ظاہر ہو کر دکھانا۔ زیبا بمعنی خوبصورت مناسب

شرح

اے پیارے مصطفیٰ ﷺ کے لاڈے آپ کا جلوہ زیبا جن لوگوں نے دیکھا انہوں نے جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسم بے سایہ کا سایہ دیکھا کیونکہ آپ کے اندر اپنے جدا مجدد ﷺ کی ٹھوڑے عادات و اطوار بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اس کی شاہدِ عدل ہے۔

غوثِ اعظم فنا فی الرسول

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم کو ولایتِ محمد یہ سے فائے اتم و فناء فی الرسول کا پورا پورا حصہ حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں یہ بھی ہے کہ جسم شریف میں بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر کمھی نہیں بیٹھتی تھی لہذا آپ کبھی جوش میں فرماتے تھے۔

یا اللہ هذَا جُوْدُ جَدِّي مُحَمَّدٌ ﷺ لَا وَجُودُ عَبْدِ الْقَادِرِ.

مظہر شانِ خدائی ہو گئی

محوذاتِ مصطفیٰ ہو گئی

دور سب رنگِ خدائی ہو گئی

مل گئے ذاتِ رسول اللہ میں

سیر العارفین میں مخدوم اشرف جہانیاں جہاں گشت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی اکٹھا سو سو غلام خرید کرتے اور اسی وقت بیعت سے شرف فرمایا کر آزاد کر دیتے اور برکت فیضان عالیٰ کوئی زر خرید آپ کا ولایت سے خالی نہیں رہا باوجود ایسے کامل و اکمل ہونے کے حضرت غوث پاک نہایت قیچ شریعت تھے اور بڑی ریاضت کرنے والے بڑی نماز پڑھنے والے روزے رکھنے والے تھے نہایت قلیل کھانے والے اور بالکل کم سونے والے تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ہمیشہ باوضور ہتھے تھے۔ تمام عمر آپ نے پشت قبلہ ہو کر اجلاس نہیں فرمایا خوشبو کو نہایت مرغوب رکھتے تھے جسم شریف اور لباس لطیف اور مدرسہ اور خانقاہ شریف ہر وقت معطر رہتا تھا اور آپ اکثر اس طرح زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔

هزار بار بشویم زبان بمشک و گلاب

سوافرض کہ ہر روز دو ہزار رکعتیں نفل کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے بعد ہر فرض کے ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور بعد از تہجد ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے اور اشراق و چاشت و اوایم و تہجد و سنت قبل عشاء و سنت قبل عصر و نوافل داخل المسجد دور کعت اور دور کعت تجییۃ الوضو کوئی آپ سے فرد گذاشت نہیں ہوتی تھی۔ چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی اور چالیس برس تک شب کو آپ نے پیٹھ نہیں لگائی۔ ایک رسمی سے بال بامدھ کر شب بیداری کرتے تھے اور نماز میں قیام ایسا طولانی ہوتا تھا کہ پائے مبارک و رم کر جاتے تھے اور کثرت اشغال سے یہاں تک نوبت پہنچائی تھی کہ سات سات روز تک لب مبارک آب و غذاء سے آشنا ہے ہوتے تھے غذائے روحی ذکر اللہ تھا صرف دو شنبے کو دو چار لئے رزق حلال سے نوش فرماتے تھے شعر بوباس جس میں چھونہ گئی اشراك کی۔ بیشک وہ ذات خاص ہے اس غوث پاک کی آپ کا احاطہ وجہ حلال سے تھی بعض مرید آپ کے اس میں کھیتی کرتے تھے وقت مغرب کے تین روٹی پا کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہا کرتے تھے پہلے ایک روٹی اللہ کی راہ میں دیتے پھر ایک روٹی حاضرین کو تقسیم فرماتے اور ایک روٹی سے آپ روزہ افطار فرماتے تھے اور از قسم نفرہ و طلا کو کبھی اپنے دست مبارک سے نہیں چھو بالباس بہت قیمتی پہنچتے تھے مگر اس میں کچھ کپڑا کم ہوتا تھا تو جوڑ کمکل کا لگاتے تھے اور نہایت قیمتی کپڑا ایک روز پہن کر کسی غریب کو اللہ دیتے تھے اور شب کو گھر میں کچھ نہیں رکھتے تھے سب خیرات کر دیتے تھے کل کے واسطے فکر نہ فرماتے تھے۔ غرض بالکل تارکِ دنیا و عارف باللہ تھے۔ مدام حق کے حضور ما سوائے اللہ سے دور اور دنیا سے نفور رہتے تھے اخیر عمر میں تو ترقی مدارج کی گایتی کی یہ معراج ہوئی کہ فنا فی الرسول کا مرتبہ بدرجہ اتم آپ کی ذات برکات میں ہو یہا تھا حتیٰ پا خانہ زمین نگل جاتی مگس کی مجال نہ تھی کہ بدن مبارک پر بیٹھے سکے اور یہ بھی کہ پسینہ مبارک کی خوشبو مشک و عنبر کی خوشبو کو گرد کرتی۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالجبار نے امور متذکرہ کے معائنے سے..... تجھ کیا کہ اسفار اسلامیہ میں ان امور کو خاصۃ الرسول لکھا ہے اور حضرت والد صاحب

قدس سرہ گوبزرگ ترین مقاماتِ عالیہ طے کرچکے ہیں لیکن یہ تو چھ ہے کہ آپ رسول و نبی نہیں پھر خصوصیاتِ رسول کا غیر رسول میں پایا جانا حیرت انگیز ہے آخرہ نہ سکے۔ موقعہ پا کر با ادب التماس کی کہ

ان النبی المختار کان اذا قضی حاجۃ تتبع الارض ما برمته ویفوح عرقہ کالعطر ولا یقع علیه

الذباب وهذه خاصة النبی و نرى هذه الخاصة من حضرتكم.

یعنی سرویر عالم جب قضاۓ حاجت کرتے تو زمین فضلات کو نگل جاتی اور حضور کا پیغام معطر تھا مکھی آپ کے بدنه مبارک پر
نہ پیٹھتی اور یہ خصوصیاتِ نبی ہیں

اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تمام امور جناب والد میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت غوث صدائی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ
اے میرے پیارے فرزند

ان عبدالقادر فاینا وباقیا فی ذات جده ﷺ تالله هذہ وجود جدی لا وجود عبدالقادر.

یعنی عبدالقادر کا وجود فتاہو کراپنے جدا مجدد ﷺ کی ذات پاک کے وجود سے باقی ہے پھر اس کی تائید میں حلفیہ فرمایا کہ خدا کی
قسم یہ میرا وجود میرے جدا قدس کا وجود ہے نہ کہ عبدالقادر کا وجود ہے۔

صاحبزادے نے انکشاف نام کے لئے عرض کی کہ حضور! اگر معاملہ ایسا ہے اور ضرور ہے تو پھر یہ بھی ہوتا کہ نبی کی
طرح آپ پر بدلي کا سایہ ہوا کرتا کیونکہ اس کا بھی کوئی مانع نہیں

فقال الغوث ترکته عمداً ولا يظنو اني نبی.

حضرت غوث العظیم نے فرمایا ہاں بات تو ٹھیک ہے لیکن میں نے اس امر کو عدم اترک کیا ہوا ہے کہ لوگ مجھے نبی ہی نہ کہنے
لگ جائیں۔

نمونہ عشق رسول ﷺ

جس قدر عشق و محبت اطاعت سرویر عالم تھا۔ وہ خود اس کا مقتضی تھا کہ آپ میں تمام وہ انوار جلوہ گر ہوں جو حضور میں
تھے میاں لوہا بھی اگر آگ کی مجالست کرے تو آخر ہرنگ نار ہو کر خصوصیاتِ نار پیدا کر لیتا ہے چہ جائے کہ نور علی نور۔
مزے کی یک رنگی تو بھی ہے علی المراتب۔ باہنسہ خشیت یہ تھی کہ جب حضرت غوث صدائی مدینہ عالیہ میں بحمد عنصری
ہوئے تو روزہ منورہ پر با ادب یا شاعر نیاز یہ کہے

ذنو بی کموج البحر بل هی کا کمشیل الحال الشم بل هی اکبر
ولکن اعند الکریم اذاع اخ فمن البعوض بل هی اصغر

یعنی میرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زائد اور بلند پہاڑ سے بھی بڑے ہیں لیکن اگر حیم و کریم معاف کر دے تو پشم کے پر سے بھی خود تر ہیں

اور پھر حجرہ شریفہ کے قریب ہو کر یوں مناجات کی

فِي حَالَةِ الْمَعْدِ رُوحٌ إِرْسَاقٌ بَلِ الْأَرْضِ عَنْنَى وَهِيَ نَائِبُكَ
وَهَذِهِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْحٌ ضَفَاعٌ لِرَبِّيْتِيْمِينَكَ كَمْ تَحْظَى بِهِمَا شَفَاعَتِيْ
فَاظْهَرْتِ يَدِيْهِ فَصَافَهُمَا وَقَبَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا عَلَيْ رَاسِهِ.

یعنی ہمیشہ تو میری روح نیا بیٹہ زمین بوسی کیا کرتی ہے اب کی دفعہ بعد جد عصری حاضر خدمت ہوا ہوں۔ از راہ کرم گستربی دست کرم پھیلائے کہ مرحمت خسر و ان دونال شاہانہ حاصل کروں پس بھر داس مقولہ کے حضور سرور عالم ﷺ کے دونوں دست کرم ظاہر ہوئے۔ حضرت غوث صد افی نے دونوں ہاتھ پھیلائے کر مصافحہ کیا اور چوما اور سر پر رکھا۔

علامہ عبدالجلیل نے اس واقعہ کا نہایت صحیح ترجمہ لفظی لفظی نظم میں زیب قلم کیا ہے اور وہ یہ ہے

روز کے غوثِ اعظم مادر مدینہ شد
می گفت نزد مرقد سلطانِ انبیاء
یا سید البشر چوبدم من بملک خویش
روحی فرستمت کہ بود نائی زما
ادی رسیدہ بوسر دے زجا نهم
براض مرقدت کہ بود بہتر از سماء
ایں نوبت است آنکہ رسیدم بدیں جسد
برحضرتِ شریف توابے شاه اصفیاء
خواہم دی دو دست مبارک کہ بوسس
گیرم نصیب خویش از الطاف وازعطاء
برعرض اور رسول خدا ﷺ ہر دو دست خویش
کرده دراز سونے شہنشاہ اولیاء
بوسید دیافت گوہر نعمت ازاں دوکف

زان روز شد برہ ہد امر جع ہداء
عبدالجلیل بندہ محتاج فیض اوست

امید دار اطف ز آغاز و انتها

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر سے بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر کمھی نہیں بیٹھتی تھی اور کبھی جوش میں آ کر فرماتے

هذا وجود جدی محمد ﷺ لا وجود عبد القادر
بخاری میرے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود ہے۔

عشق رسول اللہ ﷺ کی ایک بین دلیل

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عشق رسول ﷺ کی بین دلیل آپ کا مبارک سلسلہ ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوثِ الاعظم سے سلسلہ فیض روحانی قادریہ جاری ہوا۔ طریقت و تصوف میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی تعلیمات، مقدمہ قرآن و شریعت کے عین مطابق ہیں۔ کوئی بھی سیدنا مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی کو خلوص محبت سے چاہتا ہے تو اسے فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحاںی نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور غوث الشقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ سچائی اور صداقت کی ایک بہترین مثال ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ قادریہ کے اہم ترین اصولوں میں امر و نواہی کی پابندی بے حد ضروری ہے۔ پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علومِ ظاہری اور راہ طریقت و سلوک میں بڑی مشقت برداشت فرمائی، مصیبتوں جھیلیں اور ہر اس کٹھن اور دشوار ترین منزل سے گزر گئے جسے عام آدمی اپنے تصور تک میں نہیں لاسکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی اس عبادت و ریاضت مجاہد اور صدقِ عظیم کو قبول فرمایا کہ شریعت و طریقت کے اس بلند و بالا منصب و مرتبہ پر فائز فرمادیا جو صرف اور صرف آل رسول ہی کے شایان شان تھا لیکن افسوس ہے ان داشتگانِ غوشیت مآب سے جو اپنے آقا کے طریقہ کے خلاف شریعت مطہرہ کی پابندی نہیں کرتے اللہ ہم سب کو شرع پاک کا پابند بنائے۔ آمین

شریعت کی پاسداری

آپ کی عاداتِ کریمہ میں تھا کہ اگر کوئی شریعت کی پاسداری نہ کرتا تو اس پر غصب ناک ہو جاتے چنانچہ ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ ابو بکر حمامی کو ایک بار حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیری زیادتوں کی مجھے شکایت کی گئی ہے مگر وہ ان باتوں سے نہ رکاو تو آپ نے اس کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے ابو بکر بغداد سے نکل جا۔ فوراً اس کا حال سلب

ہو گیا اور وہ بغداد سے نکل بھا گا پھر جب واپس بغداد شریف میں داخل ہوتا تو منہ کے بل گر جاتا اگر اسے کوئی اٹھا کر لانا چاہتا تو دونوں گر جاتے آخر اس کی والدہ روتی آئی اور اس کی محبت اور اپنے عجز کو بیان کیا تو آپ نے یہ اجازت دی کہ وہ زمین کے نیچے نیچے آ کر تیرے گھر کے کوئی میں تجھ سے بات کر سکتا ہے چنانچہ وہ اسی طرح ہر ہفتہ میں ایک بار کرتا رہا۔ ایک دن شیخ مظفر کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مظفر کوئی آرزو کر عرض کی ابو بکر کا حال واپس مل جائے تو فرمان ہوا یہ تیرے لئے میرے ولی عبدال قادر کے پاس ہے اسے میرا پیغام دینا کہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ وہ بیدار ہوا تو حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے خود ہی فرمایا وہ پیغام پہنچاؤ جب وہ عرض کر چکے تو آپ نے ابو بکر حمام کو توبہ کرائی اور سینے لگا کروہ تمام حال اسے پھر عطا فرمادیا۔

ابن زہراء کو مبارک عروسِ قدرت
 قادری پائیں تصدق میرے دولہا تیرا

حل لغات

زہرہ بمعنی خوبصورت حضرت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک اس لئے کہ وہ بڑی خوبصورت تھی۔ ابن زہرا سے مراد حضرت فاطمۃ الزہرا کے فرزند ارجمند حضرت شیخ سیدنا محبی الدین عبدال قادر جیلانی غوث صد اُنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد ہیں۔ عروس بمعنی دولہا دولہن یعنی قدرت طاقت کی دولہن کی مبارکبادی گئی۔ اس لئے کہ دولہن ہمیشہ ماتحت اور فرمانبردار رہتی ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا افضل ہے کہ آپ کو دنیا اور آخرت میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی گئی اور آپ شبانہ روز تصرف فرماتے ہیں۔ قادری یعنی سیدنا شیخ عبدال قادر مجحوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت رکھنے والا ان کے سلسلہ بیعت میں داخل شخص اور ان کے طریقہ پر چلنے والے لوگ۔ تیرا بمعنی آپ کا صدقہ۔ میرے دولہا یعنی میرے قابل احترام میرے سردار۔

شرح

اے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت و طاقت کی دولہن مبارک ہو اے میرے سردار قابل احترام آپ ہی کا صدقہ قادری لوگ پاتے ہیں یعنی جو آپ کے در ہو جاتے ہیں وہ بھی قدرت و اختیار کا صدقہ پا جاتے ہیں۔

قادری مریدوں کے تصرفات کا نمونہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کا ہر ہر شعر ہزاروں مضمایں کا حسین و جیل مرقع ہے اور ہر شعر کی شرح کے لئے ایک صحیم کتاب چاہیے لیکن کیا کروں تجھ دامن ہوں اسی لئے اختصار کرتا ہوا محض نمونوں پر اکتفاء کئے جا رہا ہوں۔
شعر مذکور میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے تصرفات کی توحیدی نہیں آپ کے ایک دافی قادری کو بھی اتنا بلند پایہ مرتبہ نصیب ہے کہ ایک تصرف سے جہاں آباد ہو سکتا ہے چنانچہ نقیر اولیٰ غفرانہ بڑے خروناز سے کہہ سکتا ہے کہ صلاح الدین ایوبی فاتح بیت المقدس میرے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قادری غلام تھا جس کے تصرفِ ظاہری سے عیسائیت آج تک لرزہ بر انداز ہے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور صلاح الدین ایوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ احمد الرفاعی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند مریدین کو ساتھ لے کر دستانی علاقہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ آپ کی دعوتِ دین پر ان کا ایک الٹ پادری سامنے آیا وہ کچھ عرصہ بغداد اور مصر میں بھی رہ چکا تھا اس نے مسلمان علماء سے بعض حدیثیں بھی سنی ہوئی تھیں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے نبی ﷺ کی حدیث ہے جس میں فرمایا ہے کہ میری امت کے علمائے ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل ہوں گے۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم کو اس میں کیا شک ہے اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور خدا نے ان کو مجھزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مردے کو جلا دیتے تھے۔ اب حدیث کی رو سے آپ اپنے حضور پاک ﷺ کی امت کے علماء میں سے ہیں لہذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل کر کے دکھائیں۔ آپ نے فرمایا باشہہ ہمارے نبی کے علمائے ربانی یعنی اولیاء اللہ کی یہی شان ہے چنانچہ وہ پاس ہی کے ایک قبرستان میں لے گیا اور اس نے ایک بہت پرانی سی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مردہ کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں آپ اس کی قبر کے قریب آگئے اور آپ نے اس کی قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا حکمِ الہی سے کھڑا ہو جا اور اس شخص کو بتا جو یہ چاہتا ہے۔ فوراً وہ قبر شق ہوئی اور مردہ باہر کھڑا ہو گیا آپ نے با آواز بلند السلام علیکم کہا اور کہنے لگا کہ قیامت آگئی۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بنا پر ایسا کیا گیا اس کو بتا تو کس دور کا آدمی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوا اور انہی کا پیروختا پھر آپ نے فرمایا کہ تم واپس قبر میں چلے جاؤ تم کو قیامت تک وہیں رہنا ہے وہ قبر میں واپس چلا گیا۔ حکمِ الہی قبر بند ہو گئی۔ آپ کی کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اس کی ساری گردوں میں حلقوں میں اسلام ہو گئی جس نے بعد کے دور میں بڑے فاتحانہ اسلامی کارنا میں انجام دیئے۔ بیت المقدس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایونی اسی کردتوں کا فرد تھا اس کا بابا پ اسی دور میں

مسلمان ہو کر آپ سے بیعت ہوا تھا جو بعد میں شام کے زنگی سلاطین کا بہت بڑا فوجی افسر ہوا۔ اسی نے ایک بار بعد ادھار پر ہو کر اپنے دس سالہ بیٹھے صلاح الدین ایوبی کو آپ کی خدمت باہر کرت میں پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ یا حضرت اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں اور دعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے چنانچہ آپ نے اس بچہ (صلاح الدین ایوبی) کے سر پر دست مبارک رکھا اور دعا فرمائی اور کہا کہ انشاء اللہ یہ تاریخِ عالم کی ایک نامور شخصیت ہو گا اور خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلامی فتح کرائے گا چنانچہ تاریخِ عالم نے دیکھا کہ صلاح الدین ایوبی جو سلطان نور الدین زنگی کے بعد سلطان بنایا گیا کس عظیم پیانہ کا فاتح تھا یہت المقدس اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر اس کی مجاہد انہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ صلیب میں سارے یورپ کو ہرا دیا اور یہ سب فیضِ غوثِ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کرامت اور دعاؤں کا تھا کہ تاریخِ عالم کا اس فتحِ مبنی کے بعد سارا نقشہ بدل گیا اور ملتِ اسلامیہ کو بڑی سر بلندی حاصل ہوئی۔

(نوائے وقت روز نامہ لاہور)

عرضِ اویسی غفرانہ

فقیرِ اویسی غفرانہ نے مثال کے طور پر ایک دنیوی لیکن دین کے عاشق سلطان کی کہانی عرض کر دی ورنہ آپ کے مرید یعنی روحانی قادریوں کے تصرفات کا عرض کروں تو دفتر بھر جائیں گے۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

حل لغات

ابوالقاسم بمعنی قاسم کے باپ، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت آپ کے تین صاحبزادے، طیب طاہر، قاسم اور ابراہیم اور چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ اور فاطمۃ الزہراء تھیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے، والد، مختار بمعنی اختیار دیا ہوا خدا کی خدائی میں خود مختار۔ بابا، باپ دادا کو کہا جاتا ہے۔

شرح

اے ولایت و قطبیت کے تقسیم کرنے والے آپ تو سیدنا و سید الکوئین ابوالقاسم محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں۔ پھر آپ کی صفت قاسم کیوں نہ ہوا اور آپ کے جدا مجدد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اختیار و قدرت بخشتا ہے اور آپ جب کہ ان

کے فرزند ارجمند ہیں تو آپ اسم بامگی قادر کیوں نہ ہوں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ولایت کی تقسیم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہے اب اس کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ولایت کی ڈور غوث اعظم کے ہاتھ میں

حضور علامہ مولانا قاضی شاء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور مظہر جانجہان نقبشندی خلیفہ شاہ غلام علی مجددی نقشبندی کے خلیفہ اپنی کتاب **السیف المسلط** صفحہ ۵۲۸، ۵۲۷ میں لکھتے ہیں۔

بعض اکابر اولیاء اللہ بکشف صحیح کہ یکے از اسباب علم است امام از معنی دیگر حاضر گشته و آن آن است کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الہی بر اولیاء اللہ نازل می شد و ازان شخص قسمت شد بوبہر یک از اولیاء عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد بادمیر سد خدا و ہیچ کس را از اولیاء اللہ بے توسط او فیض نمی رسید کسے از مردان خدا بے وسیله رد درجہ ولایت نمی یا بدقاطب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بے محتاج می باشد صاحب و این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد بالاصالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور علیہ السلام بروح پاک آنحضرت می رسید و بعدہ بوجود عنصری تا وقت رحلت او از اصحاب و تابعین ہمہ را این دولت توسط اور سید و بعد رحلت او این منصب بحسن مجتبی و بعد از یہ شہید کربلا پسٹر بامام زین العابدین پسر محمد باقر بعذازان جعفر صادق پسر بامام موسی کاظم پسر بعلی رضا پسر محمد تقی بعدازان محمد نقی پسر بحسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہم آن منصب معلی مفوض گشته و بعدوفات عسکری تا وقت ظہور سید الشرفاء غوث الثقلین محبوب سبحانی پیدا شد ندایں منصب مبارک بے متعلق شدہ یا ظہور محمد مهدی این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد۔

بعض اکابر اولیاء امت کو کشف صریح کے ذریعہ امام کا ایک اور معنی منکشف ہوا ہے کشف بھی علم کے اسباب سے ایک ہے وہ معنی یہ ہے کہ اولیاء اللہ پر حق تعالیٰ کی جناب سے جو فیوض و برکات نازل ہوتی ہیں سب سے پہلے ایک شخص پر نازل ہوتی ہیں اس خوش نصیب کی وساطت سے دوسرے اولیاء عصر اپنی اپنی استعداد و مرتبہ کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس کی وساطت وسیلہ کے بغیر کوئی شخص بھی درجہ ولایت نہیں پا سکتا۔ اقطاب، ابدال، نجباء، نقباء اور اولیاء خدا کی جمیع اقسام اس

کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس عالی منصب انسان کو امام کہتے ہیں اور قطب الارشاد بالا صالت بھی انہیں کہا جاتا ہے۔

آدم علیہ السلام کے ظہور سے یہ عالی مرتبہ علی مرتضیٰ کی روح کے لئے مقرر ہو چکا تھا آپ کی نشانہ عنصری سے پہلے اُمّ سابقہ کو آپ کی روح مبارک کے توسط سے ہی درجہ ولایت ملتا تھا اور وجودِ عنصری کے بعد اور تا وقت وفات صحابہ و تابعین سب کو یہ دولت انہیں کے توسط سے ملی۔ آپ کی رحلت کے بعد یہ عالی منصب حسن مجتبی کے پردوہ واپسِ حسین شہید کر بلکہ ہاں آپ کے بعد امام زین العابدین پھر امام باقر پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقیٰ پھر علی نقی پھر حسن عسکری اس منصب جلیل پر فائز ہوئے عسکری کی وفات کے بعد سید الشرفاء غوث الشقلین مجی الدین عبد القادر الجیلی کے ظہور تک یہ منصب حسن عسکری کی روح سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الشقلین پیدا ہوئے تو منصب مبارکہ ان سے متعلق ہو گیا اور امام مہدی کے ظہور تک آپ کی روح سے متعلق رہے گا۔

آپ فرماتے ہیں

قدمی هذه على رقبة كل ولی الله

اور ترجم سے یہ بیت پڑھا

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا على رفق البلا وتغرب

جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے یہ منصب ان کے پردوہ جائیگا اور آپ کے زمانہ تک ان سے متعلق رہے گا۔

(السیف المسلط اردو، مطبوعہ ملتان، صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸)

معروض اویسی

جیسے قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جنہیں وہی دیوبندی تیہیق وقت اور نقشبندی حضرات محقق برحق مانتے ہیں) نے لکھا ہے یعنیہ اس طرح حضور مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ النورانی تسلیم کرتے ہیں وہ بھی (بلاکم و کاست) یونہی لکھتے ہیں اور یہی حقیقت ہے جب ہمارے اکابر و مشائخ نجیمیں یہی سبق دیتے ہیں تو پھر ہمیں ضد کیوں اور قدم سے مراد بھی ظاہری قدم نہ کسی افضیلت سے کی اور وہ بھی ان کے لئے جن کے لئے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنده فضیلت کا حق رکھتے ہیں اس سے انکار کر کے بتائیے کون سی دین اور تصوف کی خدمت ہو گی یا محرومی کا طوق گلے میں ڈالنے کا شوق ہے ہاں کوئی بد قسمی اور محرومی کا طوق اپنے گلے کا ہار بنا چاہتا ہے تو ہمارا کیا زور ہے ان سے پہلے وہاں یوں دیوبندیوں نے یہ ہار گلے میں ڈالا تو ان

کا حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

انکار و ہابی و توضیح اویسی

حضرت علامہ قاضی شاء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاتمۃ کتاب میں لفظ امام کی تحقیق کرتے ہوئے ایک معنی وہی لکھا جو ہمارا مدعہ ہے اسے اہل سنت تمام نے برسو چشم مان لیا لیکن وہاں یوں غیر مقلدوں نے اس کا انکار کیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس میں ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔ امام کے چند معانی ہیں (۱) رواضخ کا مختزع معنی جس کا کوئی ثبوت نہیں اس کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ (۲) غلیفہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس معنی کے اعتبار سے امام کا اطلاق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد مهدی کے سوا رسولوں پر کرنا دروغ اور افتراء ہے۔ (۳) پیشوائے ملت اس معنی کے اعتبار سے اکثر اکابرین امت پر لفظ امام کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ امام شافعی اسی طرح ائمہ اہل بیت پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے کیونکہ اکابرین امت ظاہر و باطن میں ان کی طرف مراجعت کرتے رہے بالخصوص امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد جو تھا معنی وہی لکھا جو ہم نے اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے لیکن اس کا صرف وہاں یوں نے کیا۔

وہابی غیر مقلد نے کہا

لفظ امام جو اہل سنت کا مدعہ ہے اس پر وہابی کتاب کے حاشیہ پر کاششان لگا کر لکھتا ہے کہ امام عربی زبان کا لفظ ہے عرب عرباء نے اس لفظ کو جن معنی میں استعمال کیا ہے انہی میں سے کوئی ایک معنی موقع محل کے اعتبار سے ہو سکتا ہے یا پھر رسول اللہ ﷺ نے قدیم معنی سے کسی لفظ کو بدل کر نیا معنی دیا ہو کشف کے ذریعہ جس صاحب نے امام کا ایک معنی نیا ڈھونڈا ہے تو قاضی صاحب کی اپنی ذہنی پیداوار ہے اصل حقیقت سے اس کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں خود امام کا ایک معنی ایجاد کر لیتا اور اسے اپنے محاورات میں استعمال کرنا تھیک ہو سکتا ہے مگر اسے شریعت کی ایک اساس اور بنیاد بنا دالا اور یہ کہنا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک امام ہے جس کے توسط سے کل اولیاء اللہ مقام ولایت حاصل کرتے ہیں بے دلیل اور غیر ورزی بات ہے۔ مقام ولایت حق تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسے اصطلاح شرع میں اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کا نام دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الايه۔ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱)

اللہ کی محبت حاصل کرنا جو کہ مقام ولایت ہی ہے اتباع رسول سے متعلق ہے نہ کہ کسی اور امام کی نظر عنایت پر موقوف۔ قاضی صاحب کا یہ فرمانا کہ کشف بھی علم کے اسباب میں سے ایک ہے تب صحیح ہے کہ کشف بھی ہو چونکہ امام کا یہ

مخترع معنی کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جمیع اقسام اولیاء مقام و لایت حاصل کرنے کے لئے روح علی کے محتاج ہیں صریح نصوص قرآن و احادیث کے خلاف ہے الہذا یہ کسی صاحب کا کشف کشف رحمانی نہیں کوئی اور کشف ہے۔
امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هولا یخرق سترا ولا یجاوز حد او لا یخطئ ابداً۔ (مدارج السالکین جلد اصحفہ ۲۸)

یعنی الہام صحیح وہ ہے خارق سترا ہو، حد سے تجاوز نہ کرے اور کبھی خطاء نہ کرے۔

لا یجاوز حد ا کی وضاحت کرتے ہیں

لا یقع علی خلاف الحدود الشرعیہ فهو شیطانی لا رحمانی۔ (ایضاً)

یعنی وہ الہام و کشف حدود شرعیہ کے خلاف نہ واقع ہو تو وہ کشف شیطانی ہو گا رحمانی نہیں۔

حقائق بھی مبینہ کشف کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے

وَكُلُّ مِن الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَكَنُوا لِأَمْصَارِ أَخْرَعَةِ النَّاسِ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ وَالَّذِينَ وَأَكْثَرُ الْمُسْلِمِينَ بِالْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ لَمْ يَأْخُذُوا عَنْ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ شَيْئًا وَاهْلُ الْمَدِينَةِ لَمْ سَكُونَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ إِلَّا

كَمَا يَحْتَاجُونَ إِلَى نَظَرِهِ (إِلَى أَنْ قَالَ) وَالْعِبَادُ وَالْزَّهَادُ مِنْ أَهْلِ هَذَا الْبَلَادِ اَخْدُوا الَّذِينَ عَمِنْ شَاهَدُوا

دَهْ مِن الصَّحَابَةِ فَكِيفَ يَجُوزُ أَنْ يَقُولَ إِنَّ طَرِيقَ أَهْلِ الزَّهَدِ وَالتَّصْرِيفِ مُتَصلٌ بِهِ دُونَ غَيْرِهِ

انهیں۔ (منہاج السنن جلد ۲، صفحہ ۱۵۷)

یعنی بعض جمیع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو کہ مختلف اطراف میں متواتر ہوئے لوگوں نے ایمان و دین حاصل کیا

شرق و مغرب کے مسلمانوں کی اکثریت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ بھی نہیں لیا۔ اہل مدینہ بھی حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج نہ تھے مگر اتنا جتنا ان کے ہم مرتبہ دوسرے صحابہ کرام کے ان علاقوں کے عباد اور زہاد نے اخذ

دین ان صحابہ کرام سے کیا جوانہ نہیں ملے تو یہ کہنا کہاں جائز ہے کہ اہل زہد و تصور کا طریق علی سے ہی متصل ہے کسی اور سے

نہیں۔

امام صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا

إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ مُحَمَّدًا أَهَادِيَا فَقَالَ وَإِنَّكَ لَتَهَدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطُ اللَّهِ فَكِيفَ يَجْعَلُ

الْهَادِيَ مِنْ لَمْ يُوصَفْ بِذَلِكَ.

یعنی اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی راہنمائی کے لئے محمد ﷺ کو ہی متعین فرمایا ہے۔

قرآن میں ہے

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ (پارہ ۲۵، سورہ الشوریٰ، آیت ۵۲)

تو اس کوہادی (مقام ولایت) کیوں کہا جا رہا ہے جس کی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی۔ نیز فرمایا

کُلُّ مَنْ اهْتَدَى مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِيهِ اهْتِدَىٰ وَهَذَا كَذَبٌ بَيْنَ فَانِهِ قَدْ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْقُ كَثِيرٍ

وَاهْتَدُوا بِهِ دَخْلًا إِلَيْهِ الْجَنَّةَ وَلَمْ يَسْمَعُوا مِنْ عَلَىٰ كَلْمَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (منہاج النّبی جلد ۲ صفحہ ۳۹)

یہ کہنا کہ امت محمد ﷺ سے جس نے بھی ہدایت پائی (مقام ولایت) وہ حضر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پائی یہ جھوٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک خلق کثیر نے ہدایت حاصل کی اور جنت میں داخل ہو گئے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کلمہ بھی نہ سننا۔

دلیل؟ اس کے عکس قرآن پاک میں رسول ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا

ترجمہ

جب ہم نے موی کی طرف امر کیا آپ موجود حاضر نہ تھے (ال ان قال) اہل مدین میں بھی آپ مقیم نہ تھے مگر ہم نے رسول بھیجے طور کی جانب میں آپ نہیں تھے ہم نے ندا کی لیکن آپ کے رب کی رحمت ہے تاکہ آپ ایک قوم کو ڈرا کیں جن کے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا۔ (القصص ۲۲، ۲۳)

اس طرح ایک دوسرے مقام پر ہے

یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپ کو وجہ کی جب وہ قلمیں ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے آپ وہاں نہیں تھے۔ (آل عمران ۲۲) چہ جا یکہ یہ کہا جائے کہ روح علی پہلے سے موجود تھی اور انہی کے توسط سے ام ساقہ کو مقام ولایت مل رہا ہے۔ پھر سابق انبیاء اور رسول علیہم السلام تو روح علی کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے تشریف لائے کہ تمہیں ادھر سے مقام ولایت ملے گا حالانکہ یہ بات صریح البطلان ہے۔

انتباہ از اویسی

دیکھانا ظریں کہ وہابی کیسے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور وہی کہہ رہا ہے جو اولیاء کے ازلی دشمن ابن تیمیہ و ابن قیم نے کہا اور دلائل وہی دیئے جو عالمِ ارواح کے انکار کے ہیں اور وہ لوگ تو نہ صرف روحانیت کے منکر ہیں بلکہ عالمِ ارواح اور دیگر فوضاً و برکات کے بھی قائل نہیں۔ اس کوئی وہابیوں کے اصول اپناتا ہے تو ہم اسے کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس قول اور شعر کی نسبت شیخ عبدال قادر کی طرف ثابت نہیں و یہ بھی یہ مقولہ بالکل غلط ہے کیا شیخ عبدال قادر جیلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدم صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی گردنوں پر بھی ہے وہ بھی تو اولیاء تھے اور کیا ان کا سورج ڈوب گیا ہے؟

تبصرہ اویسی

حضور سرور عالم ﷺ نے سچ فرمایا کہ

وہم سفها الاحلام
وہ پر لے درجے کے غبی ہوں گے

اسی لئے میں کہا کرتا ہوں

الروهابیة قوم لا يعقلون.

بھلا یہ بھی کوئی اعتراض ہیں مثلاً ان کے اسی آخری اعتراض کو دیکھ لیجئے کہ صحابہ پر بھی ثابت کر رہے ہیں حالانکہ عرفِ عام میں صحابہ ولی کے اطلاق میں داخل ہی نہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ”ان یتامی فی العلم“ کوتا حال معلوم نہیں ہوا کہ عرفِ عام کو شرح پاک میں بہت بڑی فوقيت حاصل ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کو گوشت کھاؤں گا مجھلی کھائی تو خانث نہ ہو گا اس لئے کہ عرفِ عام میں لحم (گوشت) کا اطلاق مجھلی پر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اسے ”لحما طربا“ کہا گیا ہے ایسے ان کے دیگر اعتراضات کا حال ہے۔

نبوی مینہ ، علوی فصل ، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حل لغات

نبوی یعنی نبی کریم ﷺ سے فرزند نسبت رکھنے والا۔ مینہ بمعنی بارش۔ علوی یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ فصل عربی لفظ ہے موسم، موسم بہار۔ بتولی بمعنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزندی نسبت رکھنے والا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب تبول ہے جس کے معنی ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف لوٹ جانا۔ گلشن (فارسی) باغ چمنستان۔ حسنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ حسینی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرزندی نسبت رکھنے والا۔ مہکنا بمعنی خوشبو دینا، بستا۔

اے حبیب خدا ﷺ کے لاڈے آپ ﷺ کی سخاوت و رحم و کرم کی بارش ہیں اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موسم بہار ہیں اور حضرت فاطمۃ بتوں رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چمنستان ہیں اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھول ہیں اور آپ اس پھول کی پھیلی ہوئی خوبیوں ہیں لہذا آپ بیک وقت سراپا جو دسخاوت کی بارش پیغم ہیں جو اپنے ناجان ﷺ سے آپ کو وراثت میں ملی ہے اور کرم و بخشش کے موسم بہار ہیں جو آپ نے دادا جان امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی ہے اور آپ چمنستان عنایت و سعادت ہیں جو اپنی دادی جان حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آتی ہے اور آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چمنستان فیضان عرفان کے پھول ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان و عرفان کی بو باس آپ کو وراثت میں آتی ہے۔

وارث پنجتن پاک

اس شعر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پختجن پاک کی وراثت کا ذکر ہے اسی لئے آپ مادرزاد ولی تھے چنانچہ سیرۃ غوث اعظم میں ہے کہ دورانِ حمل درشکم مادر بہت سے اولیاء اللہ نے آپ کے والد ماجد ابو صالح کو خبر دی تھی کہ ابو صالح تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا وہ سب اولیاء اللہ کا سردار ہو گا۔ سلسلہ پدری حضرت غوث پاک کا مشتمی ہوتا ہے حضرت حسن مجتبی تک اور سلسلہ مادری پہنچتا ہے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر بلائے۔ اسی لئے آپ کو حسینی و حسینی کہتے ہیں۔ حضرت غوث کی والدہ ماجده ام الحیر فاطمہ بنت سید عبد اللہ الصومی ہیں جو کہ پیشوائے عارفات و سید الزادت تھیں آپ کی ساٹھ برس کی عمر ہوئی تب حضرت غوث پاک پیدا ہوئے۔ وقت یاں اور نامیدی میں محبوب بمحانی کا آپ سے پیدا ہونا بھی از جملہ کرامات ہے۔ حضرت غوث پاک شکم مادر میں ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جب آپ کی ماں کو پھینک آتی اور **الحمد لله** کہتیں تو آپ ان کو پیٹ میں سے جواب دیتے تھے ”**يرحمك الله**“ پورے نو مہینے میں آپ پیدا ہوئے۔

سب نے آپ کی پہلی کرامت یہ دیکھی کہ ذکر اللہ کے ساتھ زبان آپ کی جاری تھی اور دونوں ہوند ہلتے اور اللہ اللہ فرمادی ہے تھے اسی واسطے تاریخی آپ کا نام عاشق ہے خدا کی محبت کے ساتھ آپ کا دل جوش مارتا۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء مثلا شرپ فضیلت نہیں رکھتے لیکن ان کے بعد باقی تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں خواہ وہ کسی بھی درجہ کا ہو تو بعد ازاں تابعین و تبع تابعین اور آپ کی اولاد دیگر سے اہل بیت علی الاطلاق افضل ہیں ایسے ہی جب ان کے نائب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گدی نشین ہوئے تو ان کے لئے وہی حیثیت ہوگی۔ (فافہم)

اور آپ کو حسن یوسفی علیہ السلام و اخلاقی محدث و صدقی صدیق و عدل فاروقی و حیائے عثمانی و شجاعتی حدیثی سب کچھ درگاہِ الہی سے عطا کیا ہوا تھا اور رونے مبارک آپ کا ایسا تابان و درخشان دلیل تھا کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا تھا اس کو تاب نظر نہیں ہوتی تھی۔ آپ کیم رمضان شریف روز دوشنبہ وقت صحیح صادق پیدا ہوئے۔ شریف لاتے ہی روزہ رکھ لیا اور دن بھر دودھ نہیں فرمایا جب مغرب کی اذان مسجدوں میں ہونے لگی اور سب آدمی اپنے اپنے روزے افطار کرنے لگے اس وقت آپ نے بھی روزہ افطار کیا اور دودھ پینے لگے آپ کی والدہ فرماتی ہیں تمام ماہ رمضان میں میرے بیٹے عبد القادر نے روزہ رکھا ہے دن بھر دودھ نہیں پینے تھے شام کے وقت سب روزہ داروں کے ساتھ افطار کرتے تھے۔

جب آپ پانچ برس کے ہوئے ایک عالم صاحب کے پاس لے جا کر بسم اللہ کرامی آپ کتاب لے کر عالم صاحب کے سامنے بیٹھے انہوں نے فرمایا میاں صاحبزادے بسم پڑھو "بسم اللہ الرحمن الرحيم" آپ نے بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھی پھر الم سے لے کر اٹھا رہ پارہ تک پڑھ کر سنادیئے۔

عالم صاحب نے کہا اور پڑھئے فرمایا بس مجھ کو اسی قدر ریاد ہے۔ عالم صاحب نے کہا اس قدر کیوں ہے فرمایا میری والدہ صاحبہ کو اسی قدر ریاد تھا جب میں ان کے پیٹ میں تھا وہ پڑھا کرتی تھیں میں نے وہ یاد کرنے۔ سبحان اللہ کیا کھلی ہوئی کرامت ہے کہ پیدا ہوئے تو اٹھا رہ پارے کے حافظہ ہو کر آئے اسے مادرزادوں کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں لڑکپن میں لڑکوں کے ہمراہ کھیلنے کا رادہ کرتا تو ایک آواز غیب سے آتی کہ اے عبد القادر کیا ارادہ کرتا ہے ہم نے تجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اور جب سونے کا وقت ہوتا تو آواز آتی اے عبد القادر ہم نے تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہم نے تجھ کو اپنے واسطے پیدا کیا ہے ہم سے غافل نہ ہو ہماری طرف آتی را یار و فادار میں ہوں۔

سوئے من آکر ترا یار و فادار ثم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیدا ہونے کے بعد جمیع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دولت و لادیت انہی کے توسط سے ملی بلکہ غلط اور بلا ولیل و ہوئی ہے جب کما و پر امام ابن تیمیہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں سے کسی نے اس کا اظہار نہیں کیا ہے یہ خود حضرت علی نے کبھی اس کا یادوں کیا۔ شیعی اور راضی صوفیاء کی کوششوں سے عقیدہ سنی صوفیوں میں آیا اصل حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایمان وہدایت کے جملہ مراتب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمائیں برادری میں حاصل کئے جیسا کہ خود مؤلف بار بار یہ دلائل اس کو ثابت کرتے رہے ہیں۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے

الذین امنوا هاجروا و جهدوا فی سبیلِ سماوالہم و انفسہم اعظم درجة عندالله واولک هم الیثئرون ریبم
برحمة منه رضوان وجنت الآیۃ (التوبۃ ۲۱، ۲۰) اس آیت میں اعلیٰ ترین مقام و لادیت یعنی اللہ کے ہاں عظیم و رجہ پر فائز المرام ہونا، اس کی رحمت و رضا حاصل کرنا اور بہشت کا مالک بن جانا ایمان، بھرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا رہا راست نتیجہ اردا یا ہے نہ کہ بتوسط علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر چہاری بمن آری خریدار منم

جب آپ مکتب میں جاتے آواز آتی "افسحو الولی اللہ" یعنی جگہ دوست و ملک اللہ کے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھ کو فرشتے اٹھا کر حضرت بی بی عائشہ کے پاس لے گئے آپ نے مجھ کو دودھ پالیا پھر حضرت رسول پاک ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ عبد القادر تیرا میٹا ہے۔

فائدة

ایک روز خاص گیلان وطن شریف میں آواز آتی اے عبد القادر ہم نے ججھ کو درجہ عاشقیت و معشووقیت دونوں عطا فرمائے۔ جب غوث پاک کی عمر دس برس کی ہوئی تمام علوم طاہری سے فارغ ہوئے عالم فاضل قاری واعظ ہوئے اور کرامات کی آپ کی روز بروز ترقی ہونے لگی۔

بچپن میں کرامات

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بچپن سے ہی ظہور پذیر ہونے لگیں اور زمانہ طفویت میں ہی بڑے ظالم جابر ڈاکوؤں کو راست پر لگادیا جیسا کہ آپ کی بچپن کی کرامات ذیل مشہور ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ محترمہ سے بسلسلہ تعلیم ترک وطن کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو قافلہ کے ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے۔ جب راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا اور ہر ایک کی جامعہ تلاشی لی گئی اور حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری پر پوچھا گیا تمہارے پاس نقدی ہے آپ نے جواب دیا جی ہاں میری قمیص میں اندر کی جانب چالیس دینار سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکوؤں کو بڑا تعجب ہوا جامعہ تلاشی پر واقعی چالیس دینار برآمد ہوئے۔ آپ کی اس راست گوئی سے ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا اور کہا کہ یہ دینار ایسی جگہ تھے اگر تم نہ بتاتے تو ہمیں ہرگز نہ ملتے تم نے یہ کیوں بتایا؟ حضرت نے جواب دیا میری والدہ نے کہا تھا کہ ہمیشہ سچ بولنا جب ڈاکوؤں کے سردار نے یہ الفاظ سنے تو فوراً تو بتا بہوئے پھر حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے ہدایت خلق خدا ہوئی۔

نبوی ظل ، علوی برج تبولی منزل

حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا

حل لغات

ظل، سایہ۔ بُرج محل، قلعہ، وہ جگہ جہاں مسافر آرام وغیرہ کے لئے اترتے ہیں۔ مکان، اجالا، روشنی، نور۔

شرح

اے غیاث الکوئین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا سایہ نبوی سایہ ہے اور آپ کی منزل تبوی اور فاطمی منزل ہے اور آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاند ہیں اور اس مبارک چاند میں نور اور روشنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور اسی طرح آپ کا نور ہدایت حسینی نور ہدایت ہے۔

فائدة

اس شعر میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ نسب کی برکتیں اور خوبیاں جس طرح اچھوتے انداز میں بیان کی گئی وہ بنے نظیرہ بے مثال ہیں۔

خاندان عالیشان

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت خاندانی تھی آپ کا خاندان نہ صرف والدین یا دادا نانا ولایت کا حامل تھا بلکہ حسین کریمین طبیعیں طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک تمام کے تمام اولیائے کاملین میں سے تھے۔ نمونہ کے طور پر چند بزرگوں کی کرامات پر قلم کرتا ہوں مزید تفصیل فقیر کی کتاب "املاۃ الاذی" میں ملاحظہ ہوں۔

غوثِ اعظم کے نانانے کرامت دیکھی

بھیرہ اخضر کے دامن میں آبا دا ایک خانقاہ میں ایک نجیف و نزار بڑھیا ایک سرپوش بچہ کو گود میں لئے زار و قطار دروری ہے اس کی چیکیاں بندھی ہوئی ہیں اور پلکوں کی کیاری سے آنسو پکر رہے ہیں ایک معصوم و خوب رو بچہ حیرت کی تصویر بننے اس عورت کے قریب آیا اور بڑی متانت سے اس کے رونے کا سبب دریافت کرنے لگا۔ دکھی عورت کی کربناک سکاری الفاظ کی صورت میں ڈھلی۔ بیٹھے میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے مرhom شوہر کی واحد نشانی اور میری زیست کا گل سرمایہ یہی ایک بچہ تھا جس کے پیار ہونے پر میں اسے اس خانقاہ میں لا رہی تھی کہ یہ راستے میں انتقال کر گیا میں نے اپنی پوری قوت مجتمع کر ڈالی اور بڑی امیدوں سے یہاں تک آئی لیکن اس خانقاہ کا مرد کامل مجھے تقدیر کے ہنور میں پھنسا چھوڑ کر اور صبر کی تلقین کر کے چلا گیا ہے۔ عورت کے ملتجیانہ لہجہ کے فسوس سے پیارے بچہ کا دل پکھل گیا بالکل سادہ اور پیارے لہجے میں کہنے لگا اماں تجھے غلطی فہمی ہوئی ہے تیرا بچہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے لودیکھوڑہ حرکت کر رہا ہے۔

دکھیاری ماں نے بیتابی سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو بچہ بچھوڑ کر رہا تھا عورت کے بے قرار دل سے طمانیت کی

آخر ان بزرگوں کا نام قرآن پاک اور سنت رسول میں کہاں آیا ہے جس سے یہ تعلیم ہوا اگر کوئی دوسرے بزرگوں کو اس مقصد کے لئے متعین کر کے پیش کر دے آپ اس کا کیا کریں گے۔

تیز آواز بلند ہوئی جسے سن کر خانقاہ کا سعمر درویش اپنے جھرے سے باہر نکل آیا۔ مرد حق نے ایک نظر زندہ متحرک بچے پر ڈالی اور پھر لاٹھی اٹھا کے اس بچے کی طرف لپکا کہ جس کے معصوم بچپنے نے تقدیر خداوندی کے سرستہ راز کو سر عام کھول دیا تھا۔ بچہ بزرگ و قبر آسودہ دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگا بزرگ پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور بچہ آگے آگے ناکارہ پھر قبرستان کی طرف مڑا اور بلند آواز سے کہنے لگا قبرستان کے دفینوں! میری مدد کرو۔ تیزی سے لپکتے ہوئے بزرگ اچانک ٹھک کر کے کیونکہ قبرستان کے تین صدم درے اپنی قبروں سے اٹھ کر اس بچے کی ڈھال بن چکے تھے اور بچہ چہرے پر ملکوتی وجہت لئے دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ درویش حق آگاہ نے بڑی حسرت سے بچہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بیٹے ہم تیرے مرتبہ کوئی بچہ سکتے اس لئے تیری مرضی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں۔

نبوی خور علوی کوہ بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلہ تیرا

حل لغات

خور، خورشید کا مخفف، آفتاب۔ معدن، سونے چاندی کی کان۔ لعل، ایک قیمتی سرخ پتھر تجلا، چمک جلوہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم! آپ تو نبی کریم ﷺ کے آفتاب ہدایت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عزم رانی کے بلند پہاڑ ہیں اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کان اور خزانہ ہیں اور حسینی ہیرے جو اہر ہیں اور آپ کا جلوہ مبارک حسینی جلوہ ہے یعنی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پختن پاک کے کمالات کا نمونہ ہیں۔ نبوی کمالات آپ میں ایسے روشن و تاباہ ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب چنانچہ خود فرمایا

انا نائب رسول الله ﷺ ووارثه في الأرض۔ (بیہقی الاسرار صفحہ ۲۲)

یعنی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں اور زمین میں آپ کا وارث ہوں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت با سعادت کے سال دنیا بھر میں سب لڑکے ہی پیدا ہوئے اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شہر جیلان میں آپ کی کرامت یہ ہوئی کہ اس سال جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب سے فرزند پیدا ہوئے۔

فائدة

یہ شعر ارضیات پر مبنی ہے۔ (معارف رضا ۱۳۲۱ھ، صفحہ ۱۵۰)

حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت با سعادت سے سارا جہاں منور ہوا جب حضرت غوث پاک پیدا ہوئے تو آپ کے چہرے کی چمک سے سارا گھر چمکنے لگا اور اس وقت کے سب اولیاء اللہ مبارک باد دینے لگے اور کثرت سے آپ کی کرامات کا ظہور ہوا۔ یہ حبیب خدا ﷺ کی نیابت کی نشانی ہے کہ وہاں معجزات کی شریہ کا صدور ہوا اور یہاں کرامات کی شریہ کا ظہور ہوا۔

چنانچہ مناقب غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ وقت ولادت شریف قدرت غیب سے عجیب و غریب کرامات اس پاک ذات سے وقوع میں آئیں کہ زبان قادر ہے مقصود صرف یہی تھا کہ تربیت خلق اللہ ہوا اور دشمنی بندگانِ مدنظر تھی ورنہ اولیائے کرام کے نزدیک خوارق عادت کی کچھ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحرمی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامت گویا ایک گراں ہار ہے جس میں جواہرات بیکراں یکے بعد دیگرے پڑئے ہوئے ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

اے یوسف مصروف بر مائی

در حسن تواز همه جدائی

اے رونق بزم اصطفائی

اے شمع حریم مصطفائی

بھروسہ شهر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حل لغات

بھروسہ، سمندر اور خشکی۔ شهر و قری، شهر اور گاؤں۔ بستی سہل و حزن، حزن کی جمع زمزیں اور سخت پھاڑ۔ دشت و چمن، جنگل اور باغ کس قسم کے چک (سنسکرت) حصہ میں کا پہنچتا نہیں دعویٰ یعنی والی و ارث نہیں ہوتا، تصرف کا حق نہیں ہوتا۔

شرح

سمندر ہو کہ خشکی شهر ہو کہ بستی زم زم ز میں ہو کہ محنت دشوار گزار پھاڑیاں جنگل ہو کہ چمن ز میں کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر آپ کا حق تصرف نہ ہوا اور آپ اس کے والی و ارث نہ ہوں بلکہ پوری روئے ز میں آپ کے تحت قدرت اللہ نے فرمادی ہے آپ تصرف کرتے ہیں۔

قرآن مجید

ان الارض يرثها عبادى الصالحون۔ (پارہ ۱، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۵)

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ

فاعلموا انما الارض لله ورسوله۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

جان لوکر زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

فائدة

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ساری زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اس کی عطاے سے ساری زمین کا مالک اس کا رسول بھی ہے (علیہ السلام) اور یہ بات ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی چیز میں تصرف و اختیار حاصل ہوتا ہے پس ہمارے حضور ﷺ روئے زمین کے مالک و مختار ہیں اور زمین پر حضور ﷺ کی حکومت بھی ہے۔

واقعہ هجرت رسول

حضور ﷺ نے مکہ معظمه سے جب ہجرت فرمائی اور غار سے باہر تشریف لا کر بجانب مدینہ روانہ ہوئے تو سراقد نے آپ کا تعاقب کیا اور آپ کے قریب پہنچ کر حضور ﷺ سے کہنا لگا کہ

من يمنعك مني اليوم

تجھے آج مجھ سے کون بچائیگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا

يمنعني الجبار الواحد القهار

مجھے میرا جبار و قہار خدا بچائے گا

استنے میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

جعلت الارض مطیعة لك فامرها ما شئت.

ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا آپ اسے جو جا ہیں حکم دیں۔

حضور ﷺ کا حکم سننا تھا کہ اسی وقت

أخذت ارجل جواده الى الركب.

زمین نے سراقد کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھنٹوں تک ڈھنس گیا۔

سراقد نے جو یہ ماجرا دیکھا تو اس نے گھوڑے کو واپس لگائی مگر گھوڑا مل نہ سکا آخر مجبور ہو کر سراقد پکڑا ٹھا

یا محمد الامان

اے محمد مجھے امان دیجئے

اور پھر منت کرنے لگا اور وعدہ کیا کہ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کا پتہ نہ بتاؤں گا تو حضور ﷺ نے زمین کو حکم فرمایا

یا ارض اطلقہ فاطلقت جوادہ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اے زمین! چھوڑ دے اے

تو زمین نے سراقد کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ شعر کا مفہوم یہ ہوا کہ
عالم کائنات میں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام روشن ہے چنانچہ تھفہ قادر یہ میں حضور محبوب سماںی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ

حضرت شیخ محی الدین عبدالقدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروائیل مرا صاحب رامی فرمود کہ
اولیاء عراق مراتسلیم کردہ اند بعد از دتے فرمود کہ این ازمان جمیع زمین شرق و غرب
و بربحر سهل و جبل مراتسلیم کردہ اند وہیچ ولی از اولیاء نمائند در انومت مگر آنکہ بر شیخ
آمد د تسليم کرد اور ابہ قطبیت۔

فائدة

مذکورہ آیت و احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ کی عطا سے ساری زمین کے مالک و حاکم ہیں اور
آپ کا حکم زمین پر بھی چلتا ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے بھی لکھا ہے
وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ”یا محمد الامان“ کا وظیفہ دشمن کو بھی پڑھنا پڑا۔ اس قسم کی روایات بکثرت ہیں نیز شعر میں
تصرف کے علاوہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ظاہری فیض کی طرف اشارہ ہے جو آپ کی ذات سے اہل زمین کو
نصیب ہوا۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جملہ عالم پر

جبیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ زمان وسطی میں مرکزی حکومت کی کمزوری کا آخری زمانہ مذہبی انتشار کا زمانہ بھی تھا:

لیکن سیاسی انتظام اسلامی کی اشاعت کے ساتھ حالات سدھر گئے۔ اس اصلاح حالت میں ایک نئے صوفیانہ سلسلے سے بھی مدطلی جس نے شمالی ہندوستان بالخصوص پنجاب اور سندھ میں بڑا اقتدار حاصل کیا اور جس کا اثر آج کسی دوسرے خانوادے کے اثر سے کم نہیں۔ یہ سلسلہ پیرانِ پیر غوث العظیم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سره سے شروع ہوا اور اس سے قبل جملہ سلاسل یا ختم ہو چکے یا معمولی طور پر چل رہے تھے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر غوث العظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے ہر سلسلہ نئی زندگی پا کرنے نام پائے مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور یہ سلاسل حضور غوث العظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے جاری ہوئے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں

قادریہ

حضور غوث العظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اتنا ہم گیر ہے کہ جہاں بھی اسلام کا نام ہو گا وہاں سلسلہ قادریہ کا بفضلہ تعالیٰ فیض عام ہو گا اور خوش بخت ہے وہ انسان جو سلسلہ قادریہ سے نسبت رکھتا ہے۔ جامعہ نظامیہ بغداد کے واکس چانسلر اور شیخ سعدی کے استاذ اور محدثین کے سرتاج حضرت محدث ابن الجوزی قدس سره نے فرمایا

لامرید شیخ اسعد من مرید الغوث.

حضور غوث العظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر سعادت منداور کوئی نہ ہو گا۔

اس طرح کے اقوال متعدد مشائخ کبار جیسے مسافر بن عدی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہیں الحمد للہ یہنا کارہ اویسی غفرلہ بھی سلسلہ قادریہ میں داخل ہے۔ سیدنا مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی قدس سره نے سلسلہ قادریہ رضویہ میں داخل فرمائیں اس سلسلہ عالیہ میں دوسرے مسلمانوں کو شامل کرنے کی اجازت بخشی اگرچہ فقیر کو سلسلہ اویسیہ سیدنا محکم الدین سیرانی حنفی اویسی قدس سره کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ مجی الدین اویسی حنفی قدس سره کے توسط سے پہلے شرف حاصل تھا لیکن قسمت کی یاوری سے بندہ کو سلسلہ قادریہ میں بھی داخل مل گیا۔ (الحمد للہ علی ذکر)

سلسلہ قادریہ کی فضیلت

شیخ ابو مسعود عبد اللہ شیخ محمد الاولی، شیخ عمر البزر ارضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کرتے ہیں

ضمن الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمريديه الی یوم القيامة ان لا يموت احد

منهم الا على توبۃ. (ہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹، قلائد الجواہر صفحہ ۱۶، اخبار الاخیار صفحہ ۶۵)

ہمارے شیخ مجی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توہہ کے بغیر نہیں مرے گا۔

اسی لئے ہم بڑے خروناز سے کہتے ہیں

قادریم نعرہ یا غوثِ اعظم می زنم

دم شیخ احمد رضا خان قطب عالم مے زنم

اور خود حضور غوث الشقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

لو انکشافت عورۃ لمريدی بالمغرب وانا بالشرق لسترتها.

(اخبار الاخیار صفحہ ۲۵، بجیۃ الاسرار صفحہ ۹۹، سفیہۃ الاولیاء صفحہ ۶۹، تخفیہ قادریہ صفحہ ۳۸، تفتح الخاطر صفحہ ۵۳)

اگر میر امریدی مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کی ستر پوشی کروں گا۔

امیر دشمن غوثِ اعظم قطب ربانی حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی

بدہ دست یقین اے دل بدست شاہ جیلانی کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

شیخ ابو الفتح السردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ علی بن الہبیتی علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے نا

لا مریدین بشیخہم اسبعد من مریدی الشیخ عبد القادر رحمة الله تعالى عليه.

کسی مرید کا شیخ اور مرشد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الباری کے مریدین کے شیخ سے زیادہ فضل نہیں ہو سکتا۔

مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ

نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے شیخ مرتضیٰ مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الشقلین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے خرقہ اجازت کا تبرک حاصل کے بعد میرے باطن میں نسبت شریفہ قادریہ کی برکات کا

احساس ہونے لگا اور سینہ اس نسبت کے انوار سے پُر ہو گیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ قادری نسبت میں انوار کی چمک بہت

ہے۔ (مقالات مظہری صفحہ ۳۸)

شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ

شیخ المحمد شین، امام الحفظین والمدققین عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں مشائخ سے منقول ہے کہ ایک

مرتبہ انہوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر ایک شخص جس نے آپ سے بیعت تو نہیں کی مگر آپ

کا ارادت مند تھا اور اپنی نسبت آپ سے کرتا ہے تو کیا وہ آپ کے مریدین میں شمار ہو گا اور ان کی فضیلتوں میں شمار ہو گا کہ

نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا

هر کہ انتساب کرد بمن و خود را باز بست بنام من قبول کند اور احق سبحانہ و تعالیٰ و رحمت

کند بروئے و توبہ بخشد اور اگرچہ بفضل خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحاب مراد اهل مذهب و تابع ان طریق مراد ہر کہ محب من بود در بهشت در آرد۔ (اخبار الاخیار)

یعنی جس شخص نے اپنے آپ کو میری طرف منسوب کیا اور میرے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہو گی حق تعالیٰ جل جلالہ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اگرچہ اس شخص کا یہ طریقہ مکروہ ہے ایسا شخص میرے اصحاب اور میرے مریدین میں سے ہے اور میرے پروردگار عز و جل نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے تمام اصحاب اہل مذهب میرے طریقہ پر چلنے والوں اور میرے محبوبوں کو بہشت میں جگہ دے گا۔

اسی لئے ہمیں امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے روزانہ سلسہ قادریہ پڑھنے کی تلقین فرماتے ہوئے شعر ذیل کاورد بتایا کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
 قادر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

بصورت دیگر

اس شعر میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد گرامی کی طرف اشارہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ اولیاء عراق مراتسلیم کر دہ اند بعد از مدتی فرمود کہ ایں زمان جمیع زمین مشرق و مغرب و بر و بحر و سهل و جبل مراتسلیم کر دہ اندو ہیچ ولی از اولیاء نماند و در انوقت مگر آنکہ بر شیخ آمد و تسلیم کرد اور بہ قطبیت۔

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۲۵، قلائد الجوہر صفحہ ۱۵، ہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰، تحفہ قادریہ ۳۸)

مجھے اولیاء عراق نے مان لیا بعد از مدت فرمایا کہ بـ شرق و مغرب اور بـ حر و بـ رز میں اور جبل کے تمام لوگوں نے مانا بلکہ کوئی ایسا ولی نہیں جس نے مجھے قطب تسلیم نہ کیا ہو۔

فائدة

تجربہ شاہد ہے کہ جس اسلامی ملک میں جاؤ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موجود پاؤ گے بلکہ قدرت نے ایسا نظام بنایا ہے کہ جوں جوں انکار بڑھتا چلا رہا ہے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شہرت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فقیر اولیٰ غفرلہ نے بلوچستان اور سندھ کے ایسے دیہاتوں میں جا کر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار و عقیدت دیکھی جہاں ان میں دینی اسلامی شعور سے لاشعوری کا احساس ہوتا ہے۔

نائیجیر یا کا قادری

فقیر مدینہ طیبہ میں اصحاب صفة کے مقام پر موصولة وسلام تھا کہ نائیجیر یا کا ایک نوجوان عربی میں بولا "انت با کستانی" میں نے کہا "نعم" پھر اس نے کہا "من مرشد ک" تیر مرشد کون ہے؟ میں نے کہا "السید عبدالقدار الجیلانی" یہ نام سنتے ہی لپٹ گیا اور ہاتھ چومنے لگا اور کہا "ہومرشدی و مرشدنا بل مرشد الشقلین" رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ہمارا بھی مرشد ہے بلکہ شقلین کا پیر و مرشد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاعنہا و من جمیع المسلمين)

حسن نیت ہو خطاء پھر بھی کرتا ہی نہیں

آزمایا ہے یگانہ ہے دو گانہ تیرا

حل لغات

حسن نیت بمعنی اچھی نیت۔ خطاء بمعنی لغوش۔ یگانہ بمعنی یکتا، بے مثل دو گانہ دور کعت والی نماز۔

شرح

اے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی نیت سے اگر کوئی آپ کا دو گانہ یعنی نمازِ غوشہ یعنی صلوٰۃ الاسرار ادا کرے یہ آزمودہ ہے جس مقصد کے لئے ادا کیا جائے اس کی تمجیل کے لئے بنظیر و بے مثال ہے کبھی نامراہی کا سامنا ہوتا ہی نہیں۔ یہ نماز امام ابو الحسن نور الدین علی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہم نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے نمازِ غوشہ کی ترکیب بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۳۲ و اخبار الاخیار میں یوں ہے بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دور کعت نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد شریف کے بعد ہر کعت میں قل هو اللہ شریف (اے) پڑھے اور سلام کے بعد اللہ کی شاء کرے پھر اباد درود شریف پڑھے اس کے بعد اباد یہ کہے۔

یا رسول الله یا نبی الله اغشی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات.

پھر عراق کی جانب اقدم چلے اور ہر قدم پر یہ کہے

یا غوث الشقلین و یا کریم الطرفین اغشی و امددنی فی قضاء حاجاتی یا قاضی الحاجات

پھر حضور کے توسل سے اللہ عز وجل سے دعا کرے۔

تجربہ اسلاف صالحین

صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوشہ قضاۓ حاجت کے لئے تریاق اور اکسیر و بنظیر ہے ہمارے مشائخ کرام اور اسلاف عظام اپنے اپنے دور میں آزماتے چلے آئے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلنے ان کے فیض و کرم سے آزمایا اور خوب آزمایا بہت

سے دکھ درد کے ماروں کا عمل کرایا سو فیصد تیز بہدف پایا۔ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان با ہوقدس سرہ کے ارشاد مطابق فقیر ان دکھ کے ماروں کے ساتھ خود بھی جب صلوٰۃ الاسرار پر عمل کیا تو وظیفہ قادر یہ بھی ساتھ شامل رکھا۔

وظیفہ قادریہ

تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ طیبہ قلب پر ضرب لگا کر درمیان میں ایک سو بار
”یاشیخ عبدال قادر شیئا للہ حاضر شو“

ارشاد سلطان با ہوقدس سرہ

سلطان العارفین حضرت سلطان با ہوقدس سرہ نے فرمایا وظیفہ مذکورہ کے ورد پر حضرت غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوگی ورنہ کام ضرور ہو جائیگا۔ فقیر اولیٰ غفرلائے عمل میں لاتا ہے زیارت غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو زہ نصیب لیکن بفضلہ تعالیٰ اکثر و بیشتر کام ضرور ہو گیا۔

ازالہ وهم

بعض لوگ اس نمازِ غوثؑ کو شرک سمجھتے ہیں ان کے اوہاں کا قلع قع مطلوب ہو تو امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ”انہار الانوار“ یا فقیر کے رسالہ ”صلوٰۃ غوثؑ کا ثبوت“ کا مطالعہ سمجھئے۔

گیارہویں شریف

ایسے ہی حضور غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف قضاۓ حاجات کے لئے مجب ہے عدم جواز والوں کے پاس سوائے بدعت کی رٹ لگانے کے کچھ نہیں ورنہ اسلاف صالحین حرحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس کے جواز و برکات کے قائل بھی تھے اور عامل بھی تھے چند جواںے حاضر ہیں۔

برکات الرسول فی الهند

حضرت علامہ محقق عبدالحق محمد شدہ بلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۱۵۲ھ فرماتے ہیں ہم نے اپنے سردار امام وعارف کامل شیخ عبدالواہب قادری متقی قدس سرہ کو حضرت غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یومِ عرس (گیارہویں شریف) کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں مشہور و متعارف ہے۔ (ما ثبت بالسنة صفحہ ۲۳۲)

ایضاً

یہی شیخ محقق فرماتے ہیں کہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ گروہ اولیاء میں مرتبہ بلند و پاپیہ ارجمند رکھتے

تحت۔ ربع الآخر کی دس تاریخ (گیارہویں شب) حضرت غوث الشفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے۔

(اخبار الاخیر صفحہ ۲۲۲)

ابن ملاجیون

ملامحمد اپنی کتاب ”وجیز الصراط“ کے صفحہ ۸۳ پر فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الشفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرمادیا ہے۔

تیرے جد کی ہے بارہویں غوثِ اعظم
ملی تجوہ کو ہے گیارہویں غوثِ اعظم

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (جنہیں علامہ المحدث و دیوبندی اپنے اکابر میں شمار کرتے اور اپنی سند حدیث ان تک ملاتے ہیں) انہوں نے اپنی کتاب ”كلمات طیبات“ فارسی صفحہ ۸۷ میں نقل کیا کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقة باندھ کر مراقبہ میں ہیں۔ پھر یہ سب حضرات حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے چل دیئے۔ جب علی المرتضی تشریف لائے تو ان کے ہمراہ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے چنانچہ یہ سب حضرات ایک نورانی مجرہ میں تشریف لے گئے پوچھنے پر ان میں سے ایک بزرگ نے بتایا کہ آج حضرت غوث الشفیع کا عرس (گیارہویں شریف) ہے اس میں شرکت فرمائے ہیں۔ ایک نامور علمی و روحانی شخصیت کے حوالہ سے ایسی عظیم روحانی سند اور ایسے عظیم بزرگوں کی سرپرستی بیان فرمائے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرس غوث الشفیع و گیارہویں شریف کے جواز و ثبوت پر کیسی مہر تحقیق و تقدیق ثبت فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بدیں الفاظ گیارہویں شریف کا تاریخی ثبوت و مقبولیت بیان کی ہے کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وقت و اکابر میں شہر جمع ہوتے۔ نمازِ عصر سے مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے، قصائد و منقبت پڑھتے، ذکرِ جہر کرتے پھر طعام شیرینی وغیرہ جو نیاز تیار کی ہوتی وہ تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔ (ملفوظات عزیزی فارسی صفحہ ۶۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پیشوائے علماء دیوبند نے فرمایا حضرت غوثِ پاک کی گیارہویں، دسویں، بیسویں، چھلومنیں،

ششمہ، برسی (عرس) وغیرہ اور ایصالِ ثواب کے دوسرے طریقے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں کہ یہ سب چیزیں اصولی طور پر منع نہیں اور ان میں کوئی حرج و مضاکفہ نہیں جہاں تک عوام کے غلو کا تعلق ہے اس کی اصلاح کرنی چاہیے اصل عمل کو منع کرنے کی ضرورت ہے اگر عوام کسی بات میں غلو (غلطی) کریں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ اہل فہم کا عمل غلط ہو گیا۔

عرس

مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے اب یہ تاریخ وفات کا دن کیوں ہے اس میں کچھ راز پوشیدہ ہیں۔ جن کے اظہار کے لئے ضرورت اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوتِ قرآن اور تقسیمِ طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ ہر سال اپنے پیر و مرشد کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں پھر کھانا کھلا دیا جاتا ہے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو مولود شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔ (فیصلہافت مسئلہ ملکہ)

مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب "التحقیق الافخم فی عرس غوث اعظم"

گیارہویں شریف دراصل حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہے اور ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن و حدیث سے اظہر من الشتمس ہے ایصالِ ثواب کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ایصالِ ثواب کے مخالفین بھی مترف ہیں ہاں انہیں ضد ہے تو لفظ گیارہویں سے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اہل اسلام کے مقتدی ہیں اسی لئے بطور ادب اولیائے کرام سے آپ کے ایصالِ ثواب اور گیارہویں ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الشتمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین کا عرس مبارک گیارہویں شریف ہر مہینے میں مقرر فرمادیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے امام شیخ عبدالواہب قادری متقی قدس سرہ کو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم عرس (گیارہویں شریف) کی پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔ (ما ثبت بالنتهی صفحہ)

(۱۲۷)

عرضِ احوال کی پیاسوں میں کہاں تا ب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستہ تیرا

حل لغات

عرضِ احوال، اپنے حالات پیش کرنا۔ پیاسوں، پیاسا کی جمع، ہونے لب اور خواہ شمند حضرات۔ آنکھیں تکتی ہیں یعنی:

امید و ابستہ ہے۔ رستہ، راستہ کا مخفف ہے۔

شرح

اے چشمہ سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے آرزومندوں میں طاقت نہیں کہ آپ کے سامنے اپنے حالات اور مانی الصیر عرض کر سکیں لیکن اے بخشش و کرم کے بادل آرزومندوں کی آنکھیں آپ کی راہ دیکھ رہی ہیں اور نہایت والہانہ عقیدت مندی کے ساتھ آپ سے حاجت روائی کی امید یہ ابستہ کئے بیٹھے ہیں کیونکہ بارہا ہر صدی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے آس لگانے والوں کی مدد فرمائی۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

کشتی پار لگادی

ایک مرتبہ کچھ لوگ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں سفر کر رہے تھے کہ دریا میں طغیانی آنے سے کشتی بچکوئے کھانے لگی اور قریب تھا کہ ڈوب جائے۔ اس کشتی میں آپ کے ایک مرید بھی تھے انہوں نے یہ دیکھ کر نعرہ لگا کر آپ کو پکارا چنانچہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً تشریف فرمائی اور آپ نے کشتی کو کنارے لگایا۔

غوث اعظم المدد

شیخ محمد عبد اللہ محمد بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں میرے ایک دوست نے خبر دی کہ مجھ پر حال وارد ہوا اس قدر غلبہ ہوا کہ میں بیقرار جنگل کو نکل گیا مجھ پر امر مشکل ہو گیا۔ مجھے کسی شیخ کی امداد کی ضرورت پڑی غیب سے آواز آئی کہ اس وقت شیخ عبدالقدار جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں جو ایسی مشکلات کو حل کرتے ہیں زمانہ میں ان جیسا کوئی نہیں میں نے اسی وقت پیارے دشیگر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کی۔ دیکھا تو اسی وقت آپ تشریف لائے اور حال درست کر دیا اور میری مشکل حل کر دی۔ (ہجۃ الاسرار صفحہ ۳۳۶)

از الہ وهم

کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ آج ہمارا کام کیوں نہیں بنتا اس کا ازالہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ پہلے لوگ دل کے صاف تھے، عقائد میں بھی صاف، اعمال میں تھی اس لئے ان کی ہربات رسائی رکھتی تھی ہمارے دل چونکہ بُرا یوں سے سیاہ ہو چکے ہیں اسی لئے رسائی نہیں ہوتی اگر کچھ ہوتا ہے تو دیرے اگر آج بھی ان حضرات کی طرح کسی کا دل صاف ہو تو رسائی میں دری نہیں جیسے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے دور میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرب معنوی کی وجہ سے بارہا فیض پایا اور مشکل حل کرائی۔ یا یہ ہے جیسے بارگاہ حق کے مقبول کے کام جلدی ہو جاتے ہیں اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ حال کہ جب میں کہتا ہوں یا رب میرا حال دیکھ جواب ملتا ہے کہ تو اپنا نامہ اعمال دیکھ۔

لے گیا رہویں والے کا نام

ایک مسلمان راجہ رنجیت سنگھ کا ملازم تھا اور خاندانِ قادریہ میں مرید تھا۔ وہ ہر سال غوش پاک کی گیارہویں شریف کیا کرتے تھا ایک سال اس شخص کو بکری نہ ملی تو اس نے ناچار ہو کر جو گائے اس کے گھر میں پلی ہوئی تھی اسے ذبح کر دیا۔ اس کے ہمایے میں ایک برہمن رہتا تھا بہت غصے میں آیا اور کہا ابھی راجہ صاحب کو خبر کرتا ہوں تو نے گوسار ہتھیار کیا ہے دیکھ تیرا کیا حال ہوتا ہے؟ اس مسلمان نے برہمن کی بہت خوشامد کی اور ہاتھ پاؤں جوڑے مگر وہ ہرگز راضی نہیں ہوا۔ جب اس مسلمان کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور گرفتار کروایا گا کچھ لائج دے کر اس برہمن کو اپنے گھر میں بلا یا اور اس کی گردان پر ہاتھ تلوار کا ایسا جایا کہ سرتن سے جدا ہو گیا جب آٹھی رات ہوئی تو اس کی لاش کو ایک کپڑے میں باندھ کر وہ مسلمان دریا میں چینکنے کو چلا۔ شہر پناہ کے دروازے پر سپاہیوں نے پوچھا تو کون ہے قائل نے کہا میں دھوپی ہوں دریا پر کپڑے دھونے جاتا ہوں۔ سپاہیوں نے جو گھڑی دیکھی تو آدمی کی لاش معلوم ہوئی فوراً اس مسلمان کو گرفتار کر لیا اور صبح کو راجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں اس پر مقدمہ پیش ہوا۔ اظہار کے وقت راجہ صاحب نے کہا چج بات ہم کو پسند ہے جو کچھ ہوا ہے تو چج کہہ دے۔ قائل نے قصہ گیارہویں شریف اور ذبح کرنا اپنی گائے کا اور مجبور ابرہمن کا قتل کرنا اور لے جانا اس کی لاش کو دریا میں چینکنے کے لئے اور گرفتار ہونا سب اس نے چج بیان کر دیا۔ راجہ نے یہ سن کر کہا واقعی تو نے واقعہ چج بیان کیا الہذا تیرا قصور معاف ہے اور یہ تیرا برہمن ہمایہ بے رحم اسی قابل تھا کہ تجھ پر کچھ رحم نہ کیا۔

(گیارہویں شریف ۱۲)

قربان جاؤں

کیا اپنے غلاموں پر نوازش ہے کیا اپنے متعلقین کا خیال فرماتے ہیں میرے پیر ان پیر دیگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

منصور کی دستگیری

خوارق الاخبار میں شیخ ابو القاسم سامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی لغزش میں دیگیری کرتا اگر میں ہوتا تو بیشک ان کی دیگیری کرتا اسے لغزش سے باز رکھتا اور میرے مریدوں سے جس کو ایسی لغزش پیش آتی ہے اس کی دیگیری کرتا ہوں اور قیامت تک کرتا رہوں گا۔

فائده

نقد سودا ہے ادھار نہیں آج بھی اگر کوئی غوثی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنارابطہ مضبوط کر لے پھر قدرت کے کر شمے دیکھے۔

لچپاں غوث اعظم

جناب قاضی وجیہ الدین قادری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ برہانپور میں ہمارے گھر کے قریب ایک ہندوکھتری رہتا تھا اور آپ کا عرس شریف کر کے عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر درودیشون کو کھلاتا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم کے لوگ اپنے دستور کے موافق اس کو مر گھٹ میں لے گئے۔ گھٹی اور آگ میں جلا یا ہر چند جلاتے تھے اس کا ایک بال بھی نہیں جلتا تھا مایوس ہو کر دریا میں بہانے کا ارادہ کیا دریا کے مگر پچھہ ہی کھائیں گے۔ اس عرصے میں حضرت غوث پاک کے ایک خلیفہ کو عالمِ باطن میں حکم ہوا کہ فلاں ہندو ہمارے فلاں فرزند کے پاس مسلمان ہوا اور کلمہ محمدی پڑھ کر ہمارے سلسلے میں داخل ہوا اور اس کا نام سعد اللہ ہے وہ مر گیا ہے چاہیے کہ اس کو مر گھٹ سے لا کر غسل دو اور جنازہ کی نماز پڑھا کر دفن کر دو۔ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہمارا مرید بالیمان مرے گا اور دونوں جگہ دنیا و دین میں اس پر آگ اثر نہ کرے گی۔

فائدة

ذیل میں چند مستند حوالہ جات عرض ہیں جن سے مذکورہ بالادعوی غوثیہ کی تائید و توثیق ہو۔ تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ

بجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ مصر میں ہے

واحر سہ من کل شرو فتنہ

انا لمريدى حافظ ما يخافه

یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنے سے۔

اغیشک فی الاشیاء طراؤ بهمتی

تosal بنافی کل هول و شدة

مجھ سے تو سل کرو ہول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

اغثہ اذا ما سار فی ای بلدة

مریدی اذا ما کان شرقاً و مغرباً

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو شرق میں یا مغرب میں۔

(تمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۲۳۱)

عزوم قاتل عند القتالی

مریدی لاتخفف واش فانی

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نذر کر بیشک میں مستقل عزم والا، سخت گیر اور لرائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

عطانی رفعۃ نلت المناںی

مریدی لاتخفف الله ربی

میرے مرید خوف نہ کر اللہ میر ارب ہے مجھے وہ رفتہ ملی ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔

فاحمیک فی الدنیا و یوم القيامة
مریدی تمسک بی و کن بی و اثناً

لیعنی اے میرے مرید میر ادمیں مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ میں ہے

ولو انکشفت عورۃ مریدی بالشرق وانا بالغرب استرتها.

اگر میر امرید شرق میں کہیں بے پرده ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پرده پوشی کرتا ہوں۔

موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آبرس جا کہ نہادھو لے یہ پیاسا تیرا

حل لغات

تہیں، تہہ کی جمع ایک کے اوپر دوسرا جما ہوا۔ خول، اوپر کا غلاف، چھلکا (اردو) آکر بر س جا (اُردو) بارش کر جا کر تاکہ مخفف ہے۔ پیاسا، امیدوار۔

شرح

اے حاجت روائی کرنے والے لغو ثالاعظم موت بالکل قریب ہے عمر بھر کے گناہ ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ جم چکے ہیں۔ میرے جسم پر گناہوں کا میل کچیل اتنا دیزیز ہو چکا ہے کہ گویا وہ میرے لئے گناہوں کا غلاف بن چکا ہے اور میں اس کے اندر ڈھک گیا ہوں اور میں گناہوں کے اس دیزیز غلاف سے باہر نکلنے کی حاجت رکھتا ہوں لہذا اے حاجت روایے رحیم و کریم آپ سے فریاد کرنے والا فریاد کر رہا ہے۔ آپ اپنے ضرورت مند کے پاس تشریف لا کیں اور رحمت و رافت کی بارش بر سا جائیں تاکہ گنہگار کے گناہوں کی میل دھل جائے اور آپ کا عقیدت مند غلام پاک و صاف ہو کر جنت الفردوس میں داخل ہونے کا حقدار ہو جائے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مرد کامل اپنے مرید کو دارین کی فلاح و بہبودی میں مدد کرتا ہے اور یہی اہل سنت کے مخالفین پیشواؤ بھی کہتے ہیں۔

کتاب تذکرۃ الرشید دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اور دوسرے اکابر علمائے دیوبندی کی اسے تائید حاصل ہے۔ چنانچہ مصنف کتاب و جامع ملفوظات مولوی عاشق الہی صاحب

دیوبندی اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حسبِ ارشاد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد نیٹھوی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (اسیر الملا) صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نے تایف کی ہے تو گویا اس کتاب کو ان صاحبان کی تائید و تقدیق حاصل ہے۔ اس کتاب کے مؤلف اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹ پر اپنے قطب الوقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی زبانی ایک واقعہ لکھتے ہیں جس کو ہم من و عن نقل کرتے ہیں۔

ایک بار (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بازیزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی معمولی آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت پیر کیسا ہونا چاہیے اور مرید کیسا ہونا چاہیے۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر علمی بحث کی جائے تو یہ سمجھے گا نہیں اور جواب دینا ضروری ہے اس لئے فرمایا کہ اچھا کل آنا بتائیں گے۔ اگلے دن جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے ایک خط اس کے حوالہ کیا اور فرمایا لواس کوفلاں کے پاس پہنچا دو جب لوٹ آؤ گے تو اس وقت تمہاری بات کا جواب ملے گا۔ مکتوب ایہ (جس کی طرف خط لکھا گیا تھا) وہاں سے تمیں منزل پر تھا اور اس کے یہاں ایک لڑکا تھا امرد (جس کی ذرا ہمی نہیں تھی) نہایت حسین وجمیل شیخ نے خط میں لکھ دیا کہ آوندہ نامہ خط لانے والے کی خوب خاطر کرنا، علیحدہ پر تکلف مکان میں ٹھہرانا اور خاص اپنے لڑکے کو اس کی خدمت گاری پر مامور کرنا اور اس کوتا کید کر دینا کہ اس کی تعییل سے سر موتجاذرنہ کرنا (یعنی مکمل تابعداری کرنا) اور ہربات ماننا حتیٰ (یہاں تک) کہ گناہ کا مرتب بھی ہو (یعنی گناہ کا ارادہ کرے اور کرنے لگے) تو عذر نہ کرے۔ اس نامہ پر (خطے جانے والے) کو فرمایا کہ ٹھیک تیسویں دن منزل مقصود پر پہنچ کر اکتیسویں دن واپس ہو جانا۔ یہ شخص حسبِ الحکم خط کر چلاتیں دن میں وہاں پہنچا اور خط حوالے کیا مکتوب ایہ نے کرامت نامہ قبیل احترام خط کی پوری تائید کی جب اس شخص کو اس لڑکے سے خلوت میسر ہوئی اور طبیعت بھلکی تو مرتبہ فعل ہونا چاہا فوراً ایک دھول لگی (تھیڑا) گویا خاص حضرت بازیزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ ہے معارک گیا اور نادم (پیشان) ہوا کہ کیا حرکت ہے۔ اگلے روز وہاں سے جواب لے کر چلا شیخ کے پاس پہنچا اور کہا کہ حضرت اب میرے سوال کا جواب دیجئے فرمایا پیر ایسا ہونا چاہیے جیسے تمہیں دھول لگی اور مرید ایسا ہو جیسا مکتوب ایہ یعنی عین لغزش کے موقع سے بچا لے اور مرید اپنے پیر کا مطیع ہو کہ اتنا ای امر سے سر موتجاذرنہ کرے عام اس سے کہ اب و دنیوی جائے یار ہے۔ (تذكرة الرشید صفحہ ۲۶۹، ۲۶۸)

دور سے پیر کی امداد

دیوبندی حضرات کے قطب الوقت مولانا رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوا

سوال

اولیاء کرام کو عالم کی سیر کرنا مثلاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہری کے یعنی مافوق الاسباب یہ ممکن اور کرامات سے ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گناہ گار ہو گایا نہیں؟

جواب

یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہیں اور حق ہے کہ کرامات حرق عادت ظاہری عادت کے خلاف کا نام ہے اس میں کوئی تردود (نک و شید) کی بات نہیں اس کا انکار گناہ ہے کہ انکار کرامات کرنا ہے اور کرامات کا حق ہونا مسئلہ اجتماعی اہل سنت ہے۔ واللہ اعلم لکتبہ الاحضر شید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۷ھ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۲ کتاب العقائد جلد اول)

فائدة

ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو مکن جانب اللہ بڑی بڑی طاقتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ جس کی جیسے جب چاہیں مدد کر سکتے ہیں۔

دل کار از

وہ دل کے راز کو بھی جانتے ہیں چنانچہ **ذکرۃ الرشید** کے صفحہ ۲۲ پر مولف کی کتاب مولوی عاشق صاحب اپنے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی حضرات جن کو ولی اور قطب مانتے ہیں ان کا باطنی علم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب کوئی حاضر ہونے والا اسلام علیکم کہتا ہے تو آپ اس کے ارادے سے واقف ہو جاتے ہیں۔

فائدة

اگر دیوبندی حضرات کے اپنے گھر کے بزرگ لوگوں کے ارادوں اور نیتوں تک سے بغیر بتائے واقف اور باخبر ہو سکتے ہیں تو کیا تمام دنیا کے مسلم اور مانے ہوئے پیشو اور غوث و قطب واقف نہیں ہو سکتے اور نہیں جان سکتے کہ یا کہ یہ مسئلہ صرف اپنے گھر ہی کے لئے ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ مسئلہ صرف ہمارے گھر کے لئے ہے پھر بھی اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا اللہ کے ولی لوگوں کے دلوں کے ارادوں اور نیتوں کو جانتے ہیں کفر و شرک نہیں۔ لیکن ان لکھنے والوں نے اپنے پیروں کے لئے تو عین تو حید اور رسول اللہ ﷺ اور دیگر جملہ اولیائے کرام کے لئے شرک کہا۔

جہاز کو کاندھا دیا

کراماتِ امدادیہ مدنی کتب خانہ دیوبندیوپی کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم جہاز میں سوار ہو کر جو کوچے جہاز ہمارا گردش طوفان میں آگیا اور چار پانچ روز تک گردش میں رہا۔

محافظان جہاز نے بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہیں ہوئی آخر جہاز ڈوبنے لگا۔ ناخدا (مالح) نے پکار کر کہا لوگوں!

اب اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگو یہ دعا کا وقت ہے۔ میں اس وقت مراقبہ میں ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشے کو حافظ ضامن اور دوسرے کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھ کر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چچا ہوا۔ وہ وقت اور دن اور تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ دیا اور بعد حج و زیارت اور طے منازل سفر کے تھانے بھون آ کر اس لکھے ہوئے دیکھا اور دریافت کیا اس وقت ایک طالب علم قدرت علی (ام) ساکن (پندری ملک پنجاب) مرید و خادم حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں تھا حاجی صاحب مجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لئنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا کہ اس کو کنوئیں کے پانی سے ڈھو کر صاف کرو۔ اس لئنگی کو جو سونگھا تو اس میں دریائے شور (سندر) کی بو اور چکنا ہٹ معلوم ہوئی اس کے بعد حضرت حافظ ضامن صاحب اپنے مجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی بھیگی ہوئی لئنگی دی اس میں بھی دریا کا اثر معلوم ہوا۔

فائدة

ثابت ہوا کہ ولی اللہ خاک کو سونا بنادیتے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیوی ذرائع وسائل سے مافوق اور اوپر آن واحد میں متعدد جگہ پہنچ جاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں اپنے مجرہ میں مقیم بھی ہیں اور عین اُسی وقت سندر میں پہنچ کر جہاز کو طوفان سے بچا بھی رہے ہیں پھر اُسی وقت مجرہ سے برآمد ہوتے ہیں تو لئنگی سندر والے پانی سے بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے دیکھو مجرہ سے غائب بھی ہیں اور ہزاروں میلوں پر سندر کی گرداب (جنور) میں کھڑے ہو کر کتنے بھاری وزنی جہاز کو اٹھا رہے ہیں اور مافوق الاسباب یعنی ظاہری دنیاوی ذرائع وسائل سے بے نیاز ہو کر جہاز والوں کی مشکل کشائی کر رہے ہیں پھر اُسی وقت مجرہ سے باہر بھی آرہے ہیں اور اوپر تذکرۃ الرشید کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اولیاء اللہ کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ پیر آن واحد میں بغیر کسی ظاہری اور مادی سامان کے سینکڑوں میل دور پہنچ کر مرید کو گناہ سے بچا سکتا ہے اور مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیر کے حکم کی تعییل کرے خواہ اپنا بچہ ہی کسی اجنبی کے حوالے کرنا پڑے۔

یاغوث اعظم المدد

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

جنت پر شاهی

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں ایسے ہی جنت کے بھی غوث ہیں اسی لئے آپ کو غوث

شالشلین کہا جاتا ہے اور آپ کا تصرف جن و انس پر تھا جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف بامسلم ہوتے اور اپنے پچھلے گناہوں سے تائب اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے اسی طرح جنات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور جن و ملائکہ میں بھی شیخ ہوتے ہیں اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔ شیخ ابوسعید عبد اللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ فاطمہ نبی میری ایک بیٹی تھی جس کی عرسولہ سال کی تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہو گئی۔ میں نے یہ حال غوث الشقلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرمایا کہ آج رات تم بغداد کے محلہ خرایہ کو خ میں جاؤ اور زمین پر ایک دارہ بناؤ اور "بسم اللہ علی نیت عبد القادر" پڑھتے جاؤ اور اس دارہ میں بیٹھے رہو۔ جب رات کی تاریکی شباب پر آئے گی تو جنوں کا ایک گروہ اس طرف آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی مگر تم ان سے خالق نہ ہونا۔ صبح کے وقت جنوں کا بادشاہ معلم شکر آئے گا اور تم سے پوچھئے گا کہ بتاؤ کیا کام ہے تم کہنا کہ مجھے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا واقعہ اس کو بتا دینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب الحکم ایسا ہی کیا جنات گروہ درگروہ مختلف شکلوں میں گزرتے گئے لیکن اس دارہ کے قریب جس میں بیٹھا ہوا تھا کوئی نہیں آیا حتیٰ کہ ان کا بادشاہ ایک گھوڑے پر سوار جنات کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نمودار ہوا اور دارہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا کام ہے میں نے کہا مجھے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اتراز میں چومی اور دارہ کے باہر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کس لئے بھیجا ہے۔ میں نے اس کو اپنی بیٹی کے غائب ہو جانے کا قصہ سنایا اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اٹھا کر لے گیا ہے فوراً حاضر ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس جن کو معد اس لڑکی کے وہاں حاضر کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ چیز کے جنات میں سے ہے۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۹۵، سفینۃ الاولیاء صفحہ ۶۱، تحفۃ قادریہ صفحہ ۲۸، هنجۃ الاسرار صفحہ ۱۷، قلائد الجواہر صفحہ ۳۰)

یہ تلمیص ہے تفصیل آئے گی۔

فائدة

اس سے ثابت ہوا کہ غوثِ اعظم کو جن بھی مانتے ہیں لیکن ہمارے دور کے بعض جن و ہابی نہیں مانتے۔

فقیر اویسی کا جنات کے بھگانے کا تجربہ

جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں بلکل سی آواز سے ہر کونے میں تین بار کہیں اے لوگوں ہم شیخ عبد القادر جیلانی بغداد والے کے مرید ہیں ہمیں نہ ستادور نہ ہم ان کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح و شام کہہ

دیا کریں انشاء اللہ یہ حق کی آواز سے اس گھر میں جنات نہیں رہیں گے۔ (فلاں الدجوہ صفحہ ۳۹)

آپ بھی آزمائیں

جس مسجد یا علاقہ میں وہابی دیوبندی قابض ہوں ہمت کر کے ہر ماہ گیارہویں شریف کا جلسہ منعقد کریں اور گیارہویں شریف کا ختم دلائیں پہلے تو یہ لوگ واویلا کریں گے لیکن اس وظیفہ پر ڈٹ جائیں تو یہ لوگ جنات کی طرح بھاگ نکلیں گے۔ انشاء اللہ

غوث الشقلین

یہ لقب آپ کا اس لئے ہے کہ آپ انسانوں کے علاوہ جنات کے بھی پیر ہیں چنانچہ ابو نظر بن عمر البعد ادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنائیں میں نے ایک مرتبہ بذریعہ عمل جنات کو بلایا تو انہوں نے اپنے معمول کے مطابق دریکی میں نے پوچھا تو کہا کہ ہم غوث الشقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوں اس وقت ہمیں آپ نے بلایا کریں میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے ہو۔ جواب دیا کہ

اردحاماً بمجلسہ اشد من ارد حالم الانس و ان طوائف متأکثیرہ اسلمت و تابت علی یدیه۔ (فلاں الدجوہ صفحہ ۳۹)

آپ کی مجلس میں انسانوں سے زیادہ ہمارا ہجوم ہوتا ہے اور جنات کی کثیر تعداد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

فائدة

غوث الشقلین کا معنی ہے انسانوں اور جنوں کا فریادرس اس لئے کہ shqlین یعنی انسانوں اور جنوں کا گروہ۔

آب آمدہ کہے اور میں تیم برخاست
مشت خاک اپنی ہوا ور نور کا اہلا تیرا

حل لغات

آب آمد، پانی آیا۔ وہ کہے (اردو) وہ فرمائیں۔ اور میں یعنی میں کہوں۔ تیم برخاست، تیم جاتا رہا پانی نہ ملنے کی صورت میں یا کوئی اور سخت مجبوری کی حالت میں ہو کوہ پانی کے استعمال سے قاصر ہے ایسی حالت میں تیم کیا جاتا ہے اور تیم کرنے کے لئے سب سے احسن مٹی ہے اس کے بعد ہر وہ چیز جو مٹی کی جنس سے ہو کہ اس میں نہ تو آگ لگے اور نہ ہی آگ میں پچھلے یہ تیم وضو کے قائم مقام ہوتا ہے۔ آب آمد تیم برخاست فارسی کا محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصلی

اور مستقل چیز مل جائے تو نقلی اور عارضی چیز ختم ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی کے ہوتے ہوئے نقلی کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشت خاک، مٹھی بھر مٹھی مجاز آدمی، انسان۔ نور کا اہلا، روشنی کا سیلا ب (یعنی وافر نور)۔

شرح

اے کاش غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلا فرمائیں کہ بار ان رحمت و کرم جو میرا اصل مطلوب ہے اور میں کیونکہ میرے سارے گناہ دھل کر ختم ہو گئے اور صاف ہو گیا۔ اے کاش! میں ہوں اور آپ کا وافر اور مقدس یہ پہلے شعر کے دعویٰ کی دلیل ہے اور قرآن و حدیث کے مضمون کے عین مطابق ہے۔

قرآن مجید

ان الحسنت بذهبين السبات. (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۱۲)

بے شک نیکیاں بُرا نیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

حدیث شریف

ہم شفاعت کی احادیث مبارکہ تفصیل سے عرض کر چکے ہیں جن میں تصریح ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے گناہ مجبوبانِ خدا کی نگاہ کرم سے معاف ہو جائیں گے بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں مریدوں کے واقعات تاریخ کے اور ارق قلمبند کئے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف نام ہی عذاب قبر سے نجات کا ضامن بنا۔ چند ایک حکایت حاضر ہیں۔

غوث اعظم کا دھوپی

دھوپی کا قصہ بہت بڑا مشہور ہے مخالفین کے حکیم الامۃ نے ملفوظات فیوض الرحمن اور الافاضات الیومیہ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہوا اس سے منکر کیرنے سوالات کئے تو ہر سال کے جواب میں کہتا کہ میں غوث اعظم کا دھوپی ہوں صرف اسی جواب پاس کی بخشش ہو گئی۔

ابدال کی خطاء معاف

ایک ابدال خطاء زد ہو جانے کی وجہ سے مقام ابدالیت سے معدول کر دیا گیا تو اس نے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ملتحی ہو کر استغاثہ کیا اور اپنی پیشانی کو مدرسہ کی چوکھ پر رکھ کر دنے لگا تو اسی وقت ہاتھ غثیبی سے آواز آئی یا فلاں لطخت جبهتک بتراب باب محبوبی السید عبدالقدیر عفت عن خطیتك واعطیتك مقاماً اعلى من مقامك السابق الي خدمته. و اشكر الله على هذه العطية العظمى في حضور.

(تفریح الخاطر)

اے فلاں! چونکہ تو نے میرے محبوب سید عبدال قادر کے دروازہ کی خاک پر نیازمندی کے لئے سر کھدیا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اور پہلے سے بھی بلند مقام عطا فرمایا ہے تم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظیمی کا شکر یہ ادا کرو۔

فائدة

یہی وجہ ہے کہ اکثر عراق کے مشائخ کو جو حضرت کے ہم صرخ تھے جب مدرسہ اور خانقاہ میں حاضر ہوتے ان کی

چوکھٹ کو چومتے

آں قبلہ صفاء کہ تواش ماہ منظری

اسرها بر آستانہ او کاک را شوند

(بجۃ الاسرار صفحہ ۱۲۰، تحفہ قادریہ صفحہ ۶۷)

بلکہ آپ سے معمولی نسبت کے صدقے بھی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے۔ خود حضور غوث الشقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے

ایما مسلم عبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القيادہ یخفف عنہ.

جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے گزرے گا تو قیامت کے دن اس کو عذاب میں تخفیف ہو گی۔

(طبقات الکبریٰ جلد اصفہ ۱۲۷، بجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۰، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵، تحفہ قادریہ صفحہ ۳۳، نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ ۷)

نیز یہ واقعات آپ کی کرامات میں مفصلانہ مذکور ہیں۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہنچرا ہے نظاراً تیرا

حل لغات

جان تو جاتے ہی جائے گی، مرنے کے وقت پہنچنا ہے، موت خدا جانے کب آئی گی۔ قیامت، روزِ حشر، مجازاً

مصیبت۔ یہاں، اسی جگہ اس دنیا میں اپنے مرنے پہنچنا ہے (اردو) کا ہے متعلق ہے۔ نظاراً، دیکھنا، دیدار۔

شرح

اے روشن ضمیر آقا میں آپ کی زیارت کے لئے بے قرار ہوں اور نہایت مضطرب ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مرنے کے بعد آپ کی زیارت کا شرف ضرور نصیب ہو گا مگر ابھی سے میرے دل میں شوقِ دیدار کا دریا موجز نہ ہے مگر افسوس یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہوتا ہے خدا جانے کب وقت پورا ہو گا اور آپ کا جمال پر کمال میسر ہے ہمیں شوق یہ تھا کہ مرنے سے پہلے ہی آپ کا دیدار کر لیتے لیکن مصیبت یہ ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کا دیدار ممکن نہیں ہے۔

فائدة

اس میں اشارہ ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت بھی قبر میں ہوتی ہے چنانچہ امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اپنی معروف کتاب عہو صفحہ ا میں لکھتے ہیں

کل من کان متعلقاً ببني او رسول او ولی فلا بد ان يحضره ويأخذ يده في الشدائى.
جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متصل ہو گا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دشگیری فرمائیں گے۔

میزان الشریعہ میں فرماتے ہیں

جَمِيعُ الْأَئُمَّةِ الْمُجَاهِدِينَ يَشْفَعُونَ مَتَّبِعِيهِمْ وَيَلَا خَطُونَهُمْ فِي شَدَائِدِ هُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْبَرْزَخِ وَيَوْمِ
الْقِيَامَةِ حَتَّىٰ يَجْاوزُ وَالصِّرَاطَ.

تمام ائمہ مجتهدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں
جب تک صراط سے عبور نہ کر جائیں

اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور ”لَا خوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“ کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیانہ نہیں
کوئی خوف اور نہ کچھ غم۔ اللہ الحمد نیز فرماتے ہیں

ان ائمۃ الفقہاء والصوفیہ کلهم يشفعون مقلديهم ويلاحتظوهم عند طلوع الموت وعند النشر
والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا يفعلون عنهم في موقف من المواقف.

بے شک سب اولیاء علماء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کی پیروؤں کی روح لٹکتی ہے جب مفکر نکیر
ان سے سوال کرتے ہیں جب ان کا حشر ہوتا ہے تو جب ان کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لایا جاتا ہے جب ان
کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتے ہیں ہر وقت ہر حال میں ان کی نگہداشتی کرتے ہیں اصلاح کسی جگہ ان سے غافل نہیں
ہوتے۔

نیز فرماتے ہیں

واما شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی المنام فقال له ما فعل الله بک فقال لما اجلسني الملکان فی القبر یسالانی اتاهماما الامام مالک فقال مثل هذا يحتاج الى سوال فی ایمانه بالله و رسوله تخيما عنہ فتخینا عنی.

یعنی جب ہمارے استاد شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انقال ہوا۔ بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا جب منکر نکیر نے مجھ کو سوال کے لئے اٹھایا۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔

نیز فرماتے ہیں

و اذا كان مشائخ الصوفية يلا خطون اتبعهم و مریدهم في جميع الاهوال والشدائد في الدنيا
والآخرة فكيف أئمّة المذاهب.

جب اولیاء ہر ہول وختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا و آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو انہیں مذاہب کا کیا کہنا ضریب اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مولانا نور الدین جامی قدس سرہ اسامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب و صال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا
در هر حالت که باشید مرایاد کنید تامن شمار اممد باشم در هر لباسے که باشم۔

یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کو ہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے نسباً و علماء و ادراطی قشہ پر دادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ وداعی سنت نبویہ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندو و عرب و ولایت میں ایسا قیع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں

التفات غوث الثقلین بحال متوضلان طریقہ علیا ایشان بسیار معلوم شد باهیچ کس از اهل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست۔

نیز فرمایا

عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقد ان خود مصروف ست مغلہ دل در صحراءها وقت خواب اسباب و اسپان خود بحمایت حضرت می سپارند و تا پیدا است از غیب همراه ایشان می شود و قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔

مولوی الحلق فی مائتہ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب مددوح ان کے پیر و مرشد نے مکتوب^۵ میں ان کو فضیلت و ولایت آب مردوج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصور انور فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں نیہتی وقت کہتے ہیں۔ اپنے رسالہ تذكرة الموتی میں لکھتے ہیں راہلak می نمایند از ارواح بطريق اویسیت فیض باطنی میر سید۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہمارا یہ عقیدہ شفاعت کا ایک شعبہ ہے اور شفاعت حق ہے۔ ہاں جہاں انبیاء و اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح ہے بے دینی اور بحکم فقهاء موجب کفار ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے۔ امام اجل ابن الہام فتح القدری شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں لا تجوز الصلاة خلف منكر الشفاعة لانه كافر۔

منکر شفاعت کے پچھے نماز نہیں ہو سکتی اس لئے کوہ کافر ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خلاصہ و بحر الرائق وغیرہما میں ہے فتاویٰ تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے من المنکر شفاعة الشافعین يوم القيمة فهو كافر۔

قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حل لغات

در، چوکھٹ دروازہ۔ سگ، کتا۔ نسبت، لگاؤ، تعلق۔ گردن، گلا۔ دور کا بعید سے ڈورا، دھاگہ۔

شرح

اے شہنشاہ اولیاء! مجھے آپ کے کتے سے گھر لگاؤ اور تعلق ہے اس لئے کہتے کہ آپ کی مقدس چوکھٹ سے لگاؤ ہے اور آپ کی مقدس چوکھٹ کو آپ سے لگاؤ ہے اسی طرح دور دراز سے میرے گلے میں بھی آپ کی غلامی کا دھاگہ اور

اور ماتحتی کا طوق پر شوق ہے جو باعث نجات و صد خر ہے۔

نسبت کے فوائد

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام المسلمين رحمہ اللہ نے نسبت کا سبق دیا ہے اور ولایت بالخصوص غوثیت آب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کا فائدہ بتایا لیکن جو اس نسبت سے بے خبر ہیں وہ بد قسمت ہیں ورنہ کے معلوم نہیں کہ نفس کی حقیقت کے سے بدتر ہے لیکن اگر اس کے لگے میں کسی کامل کا پٹہ ڈال دیا جائے تو اس کی خباثت سے نجات مل جاتی ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے شیخ یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی ہے کہ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا یعنی آپ کی نسبت کا پٹہ یعنی شجرہ قادر یہ سے نسبت کی زنجیر میرے لگے میں ہے اور اس زنجیر کی آخری کڑی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں ہے اور یہ پٹہ اور زنجیر قائم رہا تو نفس بہک نہیں سکتا اور نہ ہی آخرت کا خوف و خطر ہو سکتا ہے۔

نفسِ امارہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو انسان کی تباہی و بر بادی کا باعث بن سکتی ہے جس نے اس پر عبور حاصل کر لیا حقیقت میں وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا۔ بقول شاعر

نہنگ واژوہا وشیر نزما را تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گرمara

اور نفسِ امارہ یا تو مسلسل جهد و عبادت سے قابو میں آسکتا ہے یا کسی اللہ والے کی نگاہ سے اس کا خاتمه ہو سکتا ہے اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ عبادت و ریاضت سے تو نفسِ امارہ پر آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ عبور ہوتا ہے لیکن اگر کسی اللہ والے کی نگاہ پر جائے تو نفسِ امارہ ایک لخت قابو میں آ جاتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

کونو مع الصدقین۔ (پارہ ۱۱، سورہ التوبۃ، آیت ۱۱۹)

اور پچوں کے ساتھ ہو

یہ ایک ظاہری بات ہے کہ نفس شیطان کے بہکانے سے بہکتا ہے اور جب بندہ کسی اللہ کے ولی کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو پھر شیطان وہاں پر قریب نہیں آسکتا کیونکہ شیطان نے اللہ کے سامنے جب قسم اٹھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا اعلان کیا تھا تو اسی وقت ہی رب کی بارگاہ میں یہ بھی عرض کر دیا تھا

الْعَبَادُ كَمِنْهُمُ الْمُخْلَصُونَ۔ (پارہ ۱۲، سورہ الحج، آیت ۲۰)

مگر جو ان میں تیرے پختے ہوئے بندے ہیں۔

تو جو اللہ والوں کے پاس آ جائے وہ بھی شیطان سے محفوظ رہ جاتا ہے لہذا نفسِ امارہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اسی

لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس شعر میں اپنی گردن میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈورے کے ہونے کو نہایت فخر سے بیان فرمادی ہے ہیں اور درحقیقت یہ بات مذکورہ قرآنی تفصیل کی روشنی میں ہے ہی بڑی قابل فخر بات مگر آنکھوں لا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کو رکیا آئے نظر کیا دیکھے

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارتے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

حل لغات

نشانی، علامت، پہچان۔ گلے، گردن۔ پٹا، چڑے یا ریشم کا گلو بند جو کتنے کے گلے میں ڈالا ہوا ہوتا ہے جسے دیکھ کر معلوم کر لیا جاتا ہے کہ یہ پالتو ہے لاوارث نہیں ہے ایسا کتا اگر کوئی نقصان و جرم کرتا ہے تو مارنے کے بجائے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ کہنا ہوتا ہے مالک سے کہتا ہیں مالک خود نقصان پورا کرتا ہے محض اس پٹے کی وجہ سے وہ کتا محفوظ رہتا ہے۔

شرح

اے شہنشاہ اولیاء مجھنا کارہ مجرم کی تمنا ہے کہ اس غلامی کی وجہ سے جو میری گردن میں پٹا پڑا ہوا ہے وہ ہمیشہ سلامت اور ہمیشہ کے لئے باقی رہے ہیں وہ سگ ہوں جسے کوئی شخص نہیں مارے گا اس لئے کہ بالواسطہ میری گردن میں آپ کا پٹا ہے اور یہ ایسی نشانی ہے جسے دیکھتے ہی آسان وزیں والے پہچان جاتے ہیں کہ یہ آپ کا غلام ہے جو مصائب و حادثات سے محفوظ رہنے کی یقینی علامت ہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو دنیوں جہانوں میں امان ہے جیسا کہ خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے مریدوں کو یہ فکر نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کامل نہیں ہیں اگر وہ کامل نہیں ہیں تو کیا ہوا میں تو کامل ہوں۔ آپ کے اس فرمان عالی سے بالکل ظاہر ہے کہ آپ اپنے مریدوں کے ہر وقت نگہبان ہیں اور آپ کے مرید آپ کو جب بھی اور جہاں پکاریں آپ ان کو فوراً جواب دیتے ہیں اور ان کی ہر مشکل و مصیبت کو حل فرماتے ہیں۔ کسی شاعر نے بھی کیا خوب کہا ہے

مد کے لئے ان کو جب بھی پکارا
خدا کی قسم بن گئے کام سارے
عمر عمل زاہدوں کو مبارک

ہمیں نازیہ ہے کہ ہم ہیں تمہارے

اور یہ ایک بد بھی بات ہے کہ جس کتے کے گلے میں پڑھ پڑا ہوا ہو تو اس کو مارنے سے ہر ایک گریز کرتا ہے اور ہر ایک اس نشانی کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے کہ اس کتے کا کوئی نہ کوئی مالک ضرور ہے یہ آوارہ کتنا نہیں ہے چنانچہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر اس کتے کو مار دیا یا زخمی کر دیا تو مقدمہ نہ بن جائے یا مالک اس کا بدلہ لینے کے لئے حملہ نہ کر دے کیونکہ کتے کے گلے میں پڑھ ڈال کر نشانی دینے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز بھی اس شعر میں حضرت غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے اور اپنے آپ کو حضور غوثؑ پاک کا سماں کہہ کے فرمایا ہے کہ حضور میں آپ کا غلام بے دام ہوں اور میرے گلے میں آپ کی غلامی کا طوق ہونے کی نشانی آج بھی ہے اور کل بھی ہوگی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی رہے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سگِ غوثؑ اعظم کھلانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو سگِ مدینہ کھلانے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے تو ایک شعر میں یہاں تک فرمایا ہے کہ

کوئی کیا پوچھے تیری بات رضا

تجھے سے کتے ہزار پھر تے ہیں

میری قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پھرا تیرا

حل لغات

قسمت، تقدیر قسم کھائیں، تمنا و حیرت سے سو گند کھائیں۔ سگانِ بغداد (فارسی) بغداد کے کتے۔ ہند، ہندوستان فاضل بریلوی قدس سرہ کی جائے پیدائش و رہائش گاہ جو بغداد سے تقریباً ڈھائی ہزار میل دور ہے۔ دیتا رہوں پھرا تیرا آپ کا محافظ اور چوکیدار بنار ہوں۔

شرح

بتو فیق الہی اے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دربار گھر بار سے دور دراز ہندوستان میں رہ کر بھی آپ کی عزت و ناموں کی چوکیداری کا پورا پورا حق ادا کرنا میری تقدیر میں ہے آپ کے مخالفین و معاندین کو منزہ توڑ جواب دیتا ہوں اور آپ کے نام کا ڈنکا پاک و ہند میں بجا تا ہوں میری اس تقدیر پر بغداد کے وہ کتے بھی ناز کرتے جو آپ کے بالکل قریب

ہیں آپ کے دربار میں ہمیشہ رہنے والے لوگ میری تقدیر کی فرمیں کھایا کرتے ہیں جس سے میری خوش قسمتی کا اظہار ہوتا ہے۔ میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ اتنی دور رہ کر بھی آپ کی چوکیداری میری تقدیر میں آئی میں ہندوستان میں بھی رہوں تو آپ کی عزت و ناموس کی دربانی کرتا رہوں اور بد نہ ہوں اور اولیاء کرام کے مخالف لوگوں کا رد کرتا رہوں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا یہ دعویٰ اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح آپ نے مخالفین غوش پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت کھٹے کئے نہ کسی کو پہلے اسی طرح زبردست تردید کا موقعہ ملا اور نہ یہ بعد والوں کے لئے ممکن ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کتاب میں اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ نے دشمنانِ اولیاء کی سرکوبی میں کبھی کوئی کسر اٹھانے کی اور ہمیشہ ان پر ٹھپک ٹھپک وار کئے خود آپ کے اپنے بقول

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے جو عدو کے سینے میں غار ہے

اور ایسا آپ کیوں نہ کرتے جب کچھ روایات سے ثابت ہے کہ ولیوں کا دشمن خدا کا بھی دشمن ہے بلکہ ایک حدیث قدسی میں خود خالق کائنات جل مجدہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے

من عادی لي ولپا فقد اذنته بالحرب.

جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

اس حدیث سے رویروشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ولیوں کے دشمن خدا کے دشمن ہیں لہذا ان کی سرکوبی کرنا، ان کا قلع قلع کرنا، ان پر زبردست دار کرنا اور ان کو ذلیل و رسوا کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف ہند میں دشمنانِ اولیاء اور دشمنانِ غوثِ الوری کی سرکوبی فرمائی بلکہ آپ کے فیوض و برکات کا یہ سلسلہ پھیلتا ہوا پاکستان و عرب تک پہنچا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس وقت پوری دنیا میں آپ کی تحریروں اور کتابوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور آپ کی ہی کتابیں پڑھ کر پاک و ہند عرب و عجم کے اولیاء ولیوں کے دشمنوں پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم اور

امام اہل سنت فاضل پریلوی قدس سرہ العزیز

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے حضور عالم اسلام کے اکثر مشائخ و اولیاء و علماء اور دانشوروں قوم نے عقیدت کے پھول نچاہو اور فرمائے ان میں ایک بین الاقوامی دانشور حکیم الامت علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیرہ پیدا نہیں ہوا میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہدِ عدل ہیں۔ مولانا

ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں لہذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ باس ہمان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔

(فضل بریلوی اور ترک موالات صفحہ ۶۱، ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء، صفحہ ۲۷)

مجدد اسلام کے حضور میں عقیدت

مجدد اسلام امام احمد رضا کو ہر دور میں عرب و جنم میں عقیدت کے پھول نچاہوں کئے گئے یہاں تک ملک غیر میں بھی آپ کے کمالات کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل مبلغ اسلام علامہ سید ابوالکمال بر ق نوشانی سجادہ نشین دربار نوشانی عظیم الشان اسی کانفرنس بر مکہم (انگلیڈ) میں ایک نظم فی البدیہہ پیش کی جس کے چند اشعار حاضر ہیں

مجدد عصر شاہ احمد رضا خاں

بشد چون از بریلوی شعلہ افشار

بحفظ عظمت سلطانِ کونین

بروں شد از میان حسام الحرمن

بعالم آشکار مزدیں کرد	بت لاند هبان شد پارہ پارہ	محافظ دولت سنت سنیہ	فریب دیو بر عالم عیان شد	نصیب سنیان تابندہ گشته	برائے دشمنان دین قیامت	روان بندگان دیونالان	وزد ظاهر کمال اهل سنت
-----------------------	---------------------------	---------------------	--------------------------	------------------------	------------------------	----------------------	-----------------------

بعشق مصطفی روشن جبین کرد	چنین شد مذهب حق آشکارا	امین امت خیر البریه	چون بر قرطاس خامہ ادروان شد	از تحریر ش جهان رخشنده گشته	بعزم همت وهم استقامت	چون کرد آن احتساب بد خیالان	ازوں تابان جمال اهل سنت
--------------------------	------------------------	---------------------	-----------------------------	-----------------------------	----------------------	-----------------------------	-------------------------

ترجمہ از اویسی غفرلہ

(۱) مجدد زمانہ الشاہ احمد رضا خاں بریلوی سے رونق افروز ہوئے۔

- (۲) سلطان کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے تحفظ کے لئے جر میں کی تکوار کی میان خودار ہوتی۔
- (۳) پیشانی کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن کیا رمز دیں کو عالم دنیا میں ظاہر فرمایا۔
- (۴) نہ بہ حق ایسا روشن ہوا کہ بد نہ ہبوب کا بہت پارہ پارہ ہو گیا۔
- (۵) آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امین تھے آپ سنت سنیہ کی دولت کے محافظ تھے۔
- (۶) جب کاغذ پر آپ کا قلم روای دواں ہوا تو شیطان کا مکرو فریب جہان میں ظاہر ہو گیا۔
- (۷) آپ کی تحریر سے جہان روشن ہوا اہل سنت کا بخت بیدار ہوا۔
- (۸) آپ کے پختہ ارادہ واستقامت سے دشمنانِ دین کے لئے قیامت قائم ہوتی۔
- (۹) جب آپ نے بد نہ ہبوب کا محاسبہ کیا تو دیو کے بندے بھاگے آہ و گریہ کرتے ہوئے۔
- (۱۰) آپ سے جمالِ اہل سنت روشن ہوا اور آپ سے ہی کمالِ اہل سنت ظاہر ہوا۔

تیری عزت کے ثارے میرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

حل لغات

تیری عزت، آپ کی آبرو و عظمت کے بمعنی پر۔ ثار، قربان، نچادر۔ اے میرے غیرت والے، اے میرے عزت والے۔ آہ صد آہ، افسوس صد افسوس۔ خوار، ذلیل، رسوا۔ بردا، دراصل بردا ہے ضرورت شعری کی وجہ سے الف استعمال کیا گیا ہے بمعنی غلام قیدی۔

شرح

اے میرے عزت و آبرو والے میں آپ کی عظمت پر قرباں ہو جاؤں آپ کا غلام ہو کر یوں ذلیل و رسوا کیا جاؤں۔ اس شعر میں وہابیہ اور اہل بدعت نے اعلیٰ حضرت پر جونار و احمد کئے اور آپ کو بدنام کیا اس طرف اشارہ ہے کہ میں تیری عزت اور غیرت کا مظاہرہ کروں اور مجھے بدنامی اور رسوانی سے بچاؤ چنانچہ یہ دعا اعلیٰ حضرت کی مستحبہ ہوئی اور عرب و عجم میں آپ کو مجدد وقت اور امام اہل سنت تسلیم کیا اور آپ کے علم و فضل اور عظمت و شان کا حر میں طلبیں کے علماء نے بھی اقرار کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ دشمنان اولیاء آپ کی عزت گھٹانے میں شب و روز ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگاتے رہیں گے لیکن آپ کی ہر آن عزت و احترام اور شہرت و عظمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

پچاس سال پہلے اعلیٰ حضرت کا نام صرف خواص تک محدود تھا اب صدی گزرنے کے بعد اور نئی صدی کے آغاز میں آپ کی شهرت کا یہ عالم ہے کہ ہندو پاک سے باہر بھی آپ کے نام کا شہر ہے آپ کی زندگی میں آپ کی تجدید کے متعلق علمائے عرب و عجم نے اعتراف کیا اور نہ صرف اپنے بلکہ آپ کے وہ حریف جورات دن اس فکر میں رہتے کہ آپ کا کوئی معمولی ساقتمان جائے تا کہ آپ کو رسوا اور بدنام کیا جائے لیکن قدرت نے ان کی زبان اور قلم سے آپ کے مناقب و مکالات کا اعتراف کرالیا۔

بد کی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

حل لغات

بد، بُرًا۔ سہی، مان لیا، بالفرض۔ ناکارہ، نکما۔ مجرم ناکارہ، اضافت تو صنیع نکما مجرم کیسا ہی سہی کس طرح مان لیا جائے۔ کریما، کریم بخشش کرنے والا، الف مذاہی۔ اے بخشش کرنے والے۔

شرح

میں خواہ برا ہوں یا چور مجرم ہوں یا بیکار جیسا بھی ہوں ہوں تو تیرا ہی الہذا میرے عیوب دور کر کے مجھے اچھے بھلا بنادے۔ اس شعر میں تلمیح ہے اس بات کی طرف کہ بعض اوقات چور آپ کے گھر میں چوری کرنے کے لئے داخل ہوئے تو آپ نے ان کو نیک و متقی بنا کر درجہ ولایت پر فائز کر دیا۔ سینکڑوں واقعات اس پر شاہد ہیں نمونہ کا ایک واقعہ حاضر ہے۔

چور قطب بن گیا

ایک دفعہ غوث پاک کے گھر میں چور آیا اور حضرت کی کملی اٹھائی فوراً اندھا ہو گیا کملی اسی وقت رکھ دی اچھا ہو گیا دیکھنے لگا پھر کملی اٹھائی تو پھر اندھا ہو گیا اسی طرح تین بار ہوا۔ چوتھی بار کملی رکھ بھی دی پھر بھی روشنی نہ آئی اندھا ہی رہا اسی مقام پر بیٹھا رہا۔ حضرت کو اس کا سب حال معلوم ہوتا رہا آپ تمام شب نوافل میں مشغول رہے جب صحیح کی نماز سے فارغ ہوئے حضرت خضر آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ فلاں شہر میں ابدال نے انتقال کیا ہے آپ جس کو فرمائیے اس کی جگہ پر مقرر کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ شب کو ہمارے گھر میں ایک مہمان آئے ہیں ان کو لاو۔ وہی چور اندھا حاضر کیا گیا آپ نے ایک توجہ دے دی اسی وقت اس کی ۲۵ نکھیں کھل گئیں اور ابدال کا مرتبہ حاصل ہو گیا فرمایا ان کو بیجا و ان کی جگہ پر مقرر کر دو۔

آیا جو در پر تیرے پہنچا وہ عرش پر
 پاییے عالیٰ ہے پایہ جس نے پایا آپ کو
 ایسے ربِ نبی کا کہو پھر کون شایان ہو سکے
 کہتا ہے محبوب اپنا حق تعالیٰ آپ کو
 (مجموعہ میلاد شریف صفحہ ۲۳)

ایک اور چور

ایک شخص حضور غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ میں چوری کی نیت سے گھسا مگر کچھ نہ پایا۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھر سے چور خالی جارہا ہے اس میں ہمارے دروازہ کی بدنامی ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ کیا دے دیا جائے؟ فرمایا وہ دیا جائے جو دونوں جہان میں اس کے کام آئے ہمیں یاد کیا کرے گا۔ فلاں جگہ کے قطب کا انتقال ہو گیا ہے اسے وہاں کا قطب بننا کر بھیج دو۔ دیکھو آیا تھا تو چور تھا اور گیا تو قطب (اے سرکار) بغداد ہم چوروں پر بھی نظر کرم ہو جائے۔

چور نے دامن پکڑا

ایک دفعہ حضور غوثؑ الشقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل میں اکیلے جا رہے ہیں قبیتی قباز یہ تن ہے ایک ڈاکونے بُری نیت سے دامن پکڑا کہ قبا اتار لیں عرض کیا مولیٰ اس نے عبد القادر کا دامن پکڑا ہے قیامت تک اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ سبحان اللہ! ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ آپ کے دروازے پر آنے والے چور بھی خالی نہ گئے بلکہ وہ آئے تو چوری کی نیت سے اور دنیوی مال چرانے کے لئے مگر جب واپس ہوئے تو کوئی غوث بن گیا کوئی قطب بن گیا اور کوئی ابدال کا رتبہ پا گیا۔ جب غوثؑ پاک کے دروازے سے چور بھی خالی نہ لوٹے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہ غوثیت میں اسی لئے عرض کر رہے ہیں کہ مجھے بھی اور کچھ نہ کہی تو آپ چور اور مجرم ہی سمجھ لیں اور جس طرح دیگر چوروں کو آپ نے نوازا مجھے بھی اپنے وسیع خزانے سے حصہ و فرع عطا فرمائیں اور اپنے کرم و فضل سے نوازیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر بھی آپ کے دیگر اشعار کی طرح آپ کی کمال شاعری کا آئینہ دار ہے اور اس شعر کو پڑھ کر بے چون و چرا تسلیم کرنا پڑتا ہے آپ بیشک شہنشاہ فن سخن ہیں اور دنیا کا کوئی شاعر آپ کی شاعری میں ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے۔

امام اہل سنت کی شاعری پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مجلس رضا لا ہور کی جانب سے اعلیٰ حضرت کی شاعری پر رسائل شائع کئے بڑے مشہور اور پختہ کار شعراء نے آپ کی شاعری کے تفوق کا اظہار خیال فرمایا۔ فقیر یہاں میں الاقوامی شہرت یافتہ عظیم شاعر اور حکیم الاممہ علامہ اقبال مرحوم کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ علامہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نعت گوئی سے بھی متاثر ہوئے اور اولین دور میں علامہ نے فاضل بریلوی کی زمین میں ہی کافی اشعار کہے ہیں۔ لیجئے ایک دلچسپ واقعہ سنئے غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ انجمان اسلامیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا علامہ اقبال اس جلسہ کے صدر تھے۔ جلسہ میں کسی خوش الحان نعت خوان نے مولا ناصر حسین رضا خان صاحب رحمہ اللہ کی ایک نعت شروع کر دی جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

ز ہے عزت و اعلمائے محمد ﷺ

کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد ﷺ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

بھم عهد باندھے ہیں وصلِ ابد کا

رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

نعت کے بعد علامہ اپنی صدارتی تقریر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ارجمند اذیل کے دو شعر فرمائے۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش

لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

تعجب تو یہ ہے کہ فردوسِ اعلیٰ

بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(نوارِ اقبال از عبد الغفار شکلیل، ایم اے صفحہ ۲۵)

اعجوبہ

اگر یہی اشعار کسی شاعر نے لکھے ہوتے تو شرک کے مفتی آسمان کو سر پر اٹھا لیتے لیکن علامہ مرحوم نے فرمادیے تو فتاویٰ شرک اندر ون خانہ ہے حالانکہ یہی اشعار عقیدۃ اہل سنت کے ترجمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک ﷺ سے اتنا پیار و محبت ہے کہ اگر کسی مجرم کو دوزخ میں دھکیل تو محبوب ﷺ کی شفاعة سے اس کو دوزخ سے نکال کر بہشت عطا

فرماتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک و ملک کا مالک اپنے محبوب ﷺ کا بنادیا کہ باوجود یہ بہشت بریں ایک بہت بڑی شے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا ضرورت ہے اسی لئے اس کے آباد کرنے کے لئے اپنے محبوب ﷺ کے پردا فرمائی۔

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یو ہیں
کہ وہی نا وہ رضا بندہ رسوا تیرا

حل لغات

رسوا، بدنام۔ یو ہیں، اسی طرح۔ وہی نا، برائے استفہام اقراری یعنی وہی ہے نا؟ وہ رضا، وہی احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ بندہ، غلام، مملوک۔

شرح

شرح یہ ہے کہ میں بہر صورت آپ ہی کی طرف نسبت دیا جاؤں گا لہذا مجھ سے رسولی کا داع مٹا دیں تا کہ آپ کی طرف میری رسولی کی نسبت نہ ہو سکے۔ اس شعر میں نہایت خوبی اور ایک بڑے انوکھے طریقہ سے اپنا مدعا بیان کیا گیا ہے جیسا کہ شعرا اپنے قصائد میں مددوح کی تعریف کے بعد عرض حال کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ دنیاوی نعمت طلب کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے مددوح حضرت غوثا عظیم سے دنیا نہیں بلکہ آخرت کے مراتب طلب کئے اور دشمنوں پر غلبہ مانگا اور غوث الوری کے دروازہ سے آپ کو دنیا میں بھی خوب صد ملا اور آخرت میں تو انشاء اللہ دنیا دیکھی گی۔

فضل بریلوی کو انعامات

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کو جو انعامات نصیب ہوئے وہ ثمار سے باہر ہیں چند ایک تبرک عرض ہیں۔

انعام

فضل بریلوی قدس سرہ جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے تو دل میں آرزو تھی کہ حضور سرور عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو۔ فریادی ہوئے، دعا کیں اتنا کیں کیں کیں مگر مقصود پورا نہ ہوا۔ جب مقصد پورا نہیں ہوتا جس سے عاشق صادق کی بے چینی بے قراری اور بڑھ جاتی ہے پھر نہایت ہی سوز و گذاز کے ساتھ مواجهہ شریف میں کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں ایک نعمت شریف پیش کرتے ہیں اور آخر میں مقطع میں عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھے سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اس کے بعد اس پھر آقائے دو عالم، نور مجسم، رحمت عالم ﷺ کی طرف سے کرم ہو جاتا ہے، جبابات دور ہو جاتے ہیں اور عاشق صادق بیداری کے عالم میں اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارتِ اقدس سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

ہیں رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تونہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولاٰ تیرا

حل لغات

ہیں، کلمہ تججب ہے۔ یوں بمعنی اسی طرح۔ بلک، اردو لفظ ہے نہ روئے نہ بے قرار ہو۔ جید با کمال۔ سید، سردار، مولا۔ دہر بمعنی زمانہ، اہل زمانہ۔ مولا، مالک حاکم۔

شرح

ذرا ہوش سنبھال اے رضا اپنے ناکارہ اور نکما ہونے پر اس طرح بے قرار ہو کرنہ روتم اگر اچھے اور با کمال نہیں ہو تو نہ کہی تیرا آقا تو سارے زمانے کے اچھے اور با کمال لوگوں کے سردار ہیں وہ اگر چاہیں گے تو تم کو اچھے اور با کمال حضرات کی صفت میں کھڑا کر دیں گے اسی طرح تمہاری بھی نجات ہو جائے گی۔ یہ اس طرح اشارہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ

ان لم يكن مریدي جيد أنا جيد
اگر میر امرید با کمال نہ ہی میں تو با کمال ہوں۔

قادری مرید

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے سلسلہ قادریہ میں مرید کو نویڈ مسرت سنائی ہے کہ اگر مرید کتنا نکما اور ناکارہ کیوں نہ ہوا سے قادری نسبت سے آوارہ نہیں چھوڑا جاتا اسی لئے قادری مرید عرض کرتا ہے

مرجع عالم و ملجائے غریبان مدد
دستگیر دو جہاں مرشد پیران مدد

از متی صحبت اصحاب ہداتشندہ لبم

ساقی بزم خدادادنی و عرفان مدد

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظمِ رفع
چل لکھا لاکیں شاء خوانوں میں چہرا تیرا

حل لغات

فخر، بزرگی۔ آقا، مالک، حاکم۔ نظم، شعر، قصیدہ۔ رفع، بلند۔ چل، چلو۔ لکھا لاکیں، درج کر لاکیں۔ شاء خوانوں میں، شاء خوانوں کی جمع تعریف کرنے والوں کے گروہ میں۔ چہرا، منہ، رخسار۔

شرح

اے رضا اپنے آقا و مولیٰ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی میں ایک اور بھی بلند و بالا قصیدہ کہہ کر سرکار کی تعریف کرنے والوں کی طرح تو بھی سرکار غوثیت میں پیش کرتا کہ سرکار غوثیت میں تعریف کرنے والوں کے گروہ میں تیرا بھی نام درج ہو جائے اور سرکار کے فیضانِ خاص سے فیضیاب ہوتا رہے کیونکہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض وہ بحر قلزم ہے کہ جس نے ادھر رجوع کیا وہ دارین میں ملامال ہو گیا۔

ہمارا تجربہ ہے کہ غوثیت آب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہو کر آپ کی خدمات سے دارین کی فلاح نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا حضور والد میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے میں نے ان کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں بتا ہوں تم حضور محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں میرے لئے دعائے خیر فرمانے کے لئے عرض کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا اور والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کہی گز راتھا؟ تو اس نے عرض کیا بندہ نواز! جی ہاں آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

دوسرے روز پھر وہی شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا غریب نواز آج میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش و خرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہیں۔

وقال لى قد رفع عنى العذاب ببر کة الشیخ عبدالقادر.

اور مجھے کہا کہا کاب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے رہا کرو۔

آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا

ان ربی عزوجل قد وعدنی ان يخفف العذاب عن کل من عبر علی باب مدرستی من المسلمين.
بے شک میرے ربِ کریم عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے گا میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔

(ہدیۃ الاسرار صفحہ ۱۰ اسٹر ۱۲ تا ۱۶، قلائد الجواہر صفحہ ۱۵ اسٹر ۱۲ تا ۱۷، سفیہۃ الاولیاء صفحہ ۰۷، تحفہ قادریہ صفحہ ۲۲)

ایفائی و عدہ غوثیہ

خود غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وعدہ ہے چنانچہ اور انگریب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے بھائی دارالشکوہ قادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ غوثِ القلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو میرے حلقہ درس میں شمولیت کا اتفاق ہوا ہے یا جس نے میری زیارت کی ہے تو قبر کے خطرات اور قیامت کے عذاب میں اس کے لئے کمی کر دی جائے گی۔ (سفیہۃ الاولیاء صفحہ ۰۷)

مدرسہ کی گھاس اور کنوں

ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے لوگوں نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا
فقال یسحق الکلام الذى حول مدرستنا و یوکل یشفی اللہ به الناس المرضى۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے ارد گرد جو گھاس ہے اس کو گڑ کر اوپر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ یہاں لوگوں کو اس سے شفاء دے گا۔

نیز فرمایا

من شرب من ماء مدرستنا قطرةً یشفیه اللہ
جو شخص مدرسہ کے کنوں کا پانی پیئے گا اس کو بھی شفاء حاصل ہوگی۔

پس لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا

فوجدوا شفاءً کاملاً۔

تو ان کو شفاء کامل حاصل ہوئی۔

اہلیانِ بغداد شریف کا بیان ہے

فما وقع في عهده الطاعون في بغداد ثانيةً.

بعد اذیں آپ کے عہد میں دوبارہ طاعون کی وبا قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۳۲۵، مطبوعہ مصر)

مدرسہ کے دروازہ پر جھاؤ دینا

شیخ ابو عمر و عثمان صریفینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ بقاء بن ابی نصر الہیتی اور شیخ ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مدرسہ کے دروازے پر جھاؤ دیتے تھے اور پانی کا چھڑ کاؤ کیا کرتے تھے۔ (بجۃ الاسرار صفحہ ۱۶۰)

برکات مدرسہ

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعلان تھا کہ

من عتبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القيمة يخفف عنه.

جس کامیرے مدرسہ سے گزر ہوا تو قیامت کے دن اُس کے عذاب کی تخفیف ہو گی۔ (طبقات الکبریٰ جلد اصحفہ ۱۲۷) اس بناء پر ایسے بندگان خدا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کو جھاؤ دینے کو سعادت سمجھتے۔

وصل سوم

در حسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی الله تعالیٰ عنہ

منقبت۔ ۳

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاساتیرا

حل لغات

شیدا، عاشق، فریفہ - غیث، بارش، مینہ - پیاسا، خواہشند، تشنہ لب -

شرح

اے غوث اشقلین! لوگوں کے آپ ایسے فریادرس ہیں جس کے تمام فریادرسی کرنے والے اولیاء کا ملین عاشق ہیں آپ رحم و کرم کی ایسی بارش میں کہ ہر فیض پہنچانے والے ابدال و اقطاب وغیرہ آپ کے کرم کے پیاسے ہیں اور آپ سے فیضیابی کے خواہاں ہیں یعنی آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ سارے جہان کے اولیاء کرام کے مرجح اور ماوی ہیں۔

چند نمونے کے طور پر ان اولیائے کرام کے گلہائے عقیدت پیش کئے جاتے ہیں جنہیں اپنے دور میں دنیا والوں نے غوث اور قطب بنایا۔

تحقیق غوث

غوث کا معنی فریادرس ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۳۲) غیاث اللغات فارسی صفحہ ۵۲۲۔ حضرت پیر پیران میر میراں شاہ جیلانی، واقف اسرار لامکاں، محبوب رب دو جہاں، فریادرس انس وجہ سیدنا شیخ عبدالقدوس جیلانی نور اللہ مرقدہ کو اسلاف نے اپنی تصانیف میں غوث الاعظم اور غوث الشقین کے القاب لکھے ہیں۔

مخالفین بھی مانتے ہیں

اہل سنت کے اسلاف کے علاوہ طائفہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابر نے بھی اپنی تصانیف میں حضرت کو غوث الاعظم اور غوث الشقین کے القاب لکھ کر آپ کو بہت بڑا فریادرس اور جنوں اور انسانوں کا بھی فریادرس ہونے کا اقرار کیا ہے مخالفین کے اکابر کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ ”صراط مستقیم“ فارسی صفحہ ۵۶، ۱۳۲، ۱۳۷، مصنف اسماعیل دہلوی، فتاویٰ نذیریہ مصنفہ مولوی نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ اشرفیہ جلد ۳، صفحہ ۹، النزکیر جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، دعوات عبدیت جلد ۵ صفحہ ۱، تصانیف اشرف علی تھانوی، عیون زمزم مصنفہ مولوی عنایت اللہ اثری کجراتی۔“

شرعی حیثیت

چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارین میں خلق خدا کے بہت سے امور میں بارگاہ حق کے وسیلہ جلیلہ ہیں۔ حاضرین و غائبین کو مشکلات کے وقت نفع رسانی رہے اور اب بھی نفع رسانی فرمائے ہیں تو مجاز غوث کا اطلاق آپ پر ہوا اور ہوتا رہے گا اور مجاز اشرعی امور میں بکثرت چلتا رہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”فنا و بقاء“

غوث کا لقب منجانب اللہ

تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لقب منجانب اللہ عطا ہوا ہے سیدنا الشیخ السید عبدالا عظیم لانہ کلمما ذکر الغوث فالمراد به هو رضی الله تعالى عنه لانه مخاطب من الحق به کذا ذکر في الغوثية.

یہی وجہ ہے کہ آج کل مخالفین بہت بڑا ذریغ کارہے ہیں کہ کسی طرح یہ لقب لوگوں کے دلوں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی سے منادیا جائے لیکن جسے خدا لکھے وہ کیوں مٹے۔

از الہ وہم

اس لقب سے گھبراہٹ صرف شرک کے خطرہ سے ہے لیکن درحقیقت یہ صرف وہم اور اولیاءِ دشمنی کا بین ثبوت ہے کیونکہ غوث اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی نام نہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے پر اس کے اطلاق سے شرک تو ہم ہو اور وہ بھی اس وقت جب انسان کا عقیدہ ہو ورنہ شرک نہیں جیسا کہ مطول، مختصر معانی و دیگر علم بیان کی کتب میں تحقیق ہو چکی ہے اگر ان اولیاءِ دشمنی نہ ہوتی تو ایسے مجازات دوسرے کے لئے روانہ رکھتے حالانکہ خود بہت سے صفاتِ الہیہ و اسمائے خداوندی کو خلق خدا پر بولتے رہتے ہیں مثلاً لفظ مولا نا اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں دو مقام پر آیا ہے

انت مولانا فانصر نا علی القوم الکفرین۔ (پارہ ۳، آخری آیت، سورہ بقرہ)

تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

هو مولنا و علی الله فلیتتو کل المومنون۔ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۱۵)

وہ ہمارا مولا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

اس کے باوجود یہ لوگ ہر اغیرے غیرے تھوڑے کو مولا نا کہتے ہیں۔

سورج الگوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

حل لغات

سورج (اردو) آفتاب۔ الگوں کے (اردو) پہلے والوں کے گزرے ہوئے ولیوں کے۔ چمکتے تھے (اردو) روشنی پھیلاتے تھے۔ ڈوبے، غروب ہو گئے۔ افق، آسمان کا کنارہ جو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زمین سے ملا ہوا ہے مجاز آسمان۔ مہر، سورج۔ ہمیشہ (اردو) دائمی۔

شرح

گزرے ہوئے اولیاءِ کاملین کے سورج ایک معین وقت تک خوب چمکتے رہے اور جب تک وہ حیاتِ ظاہری میں رہے اپنے اور بیگانے بھی بہرہ دو رہتے رہے لیکن جیسے جیسے ان کے وصال کا وقت آتا گیا وہ ہدایت کے سورج غروب ہوتے گئے مگر آپ کی ہدایت کا روشن سورج آسمان پر آج تک درخشندہ و تابندہ ہے اور وہ بھی نہ غروب ہو گا۔

فائدة

اس شعر میں حضور غوثِ پاک کے درج ذیل شعر کی طرف تبلیح ہے۔

غربت شمس الاولین وشممسنا

ابداععلیٰ افق لعلیٰ لاتغرب

اس شعر کی شرح از حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام پہلے لکھائے ہیں۔

از الہ وہم

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر اولیاء کرام قبور میں نہیں یا ان کا تصرف ختم ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے خود بیان فرمایا۔

(عرض) غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے (رشاد) بغیر غوث کے زمین و آسمان نہیں رہ سکتے (عرض) غوث کے مرابتے سے حالات منکشف ہوتے ہیں (رشاد) نہیں بلکہ نہیں ہر حال یوں میں مثل آئینہ پیش نظر ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبد الرب اور وزیر دست چپ عبد الملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ غوث اکبر غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوشیت پر امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروق اعظم و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوشیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوشیت غایت ہوئی اور مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علیٰ کو امام مختار میں رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوشیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں ہیں اور سید الافراد بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مهدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مهدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوشیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت جلد اصفہان ۱۳۲)

فائدة

یہی کلیہ تمام مشائخ نے ذکر کیا ہے تا امام مهدی ولایت کی باگ ڈور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہے گی اور آپ کے ہاتھوں ہروں کو ولایت نصیب ہوگی خواہ وہ سلسلہ چشتیہ سے متعلق ہو یا نقشبندیہ سے قادر یہ سے ہو یا

سہروردیہ اور اویسیہ سے۔

بعداز وصال

ہم کہتے ہیں کہ دیگر تصرفات کے علاوہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب بھی اولیاء کے عزل و نصب کے عہدہ پر فائز ہیں۔

شah ولی اللہ کی گواہی

آپ فرماتے ہیں کہ

در اولیائے امت و اصحاب طرق قوی کسیکہ بعد تمام را جذب باکدو جوہ بہ اصل ایں نسبت (اویسیہ) میل کردہ اندو در انjabوجہ اتم قدم زده است حضرت شیخ محی الدین جیلانی اندولہذا گفتہ اندکہ در قبر خود مثل احیاء تصرف می کنند۔ (ہمسات جمعہ ۱۱)

اور امت کے اولیائے عظام سے را جذب کی تمجیل کے بعد جس شخص نے کامل و مکمل طور سے اس نسبت نسبت اویسیہ کی اصل کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا ہے وہ شیخ محی الدین عبدال قادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنی مزار میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک یکسان

یہی شاہ ولی اللہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ دور و نزدیک ہر جگہ یکسان تصرف فرماتے ہیں کہ آپ اپنے ہم صر اور بعد میں آنے والے تمام اولیائے کرام اور یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند کو نقشبند بنا یا تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعض کمالاتِ ولایت حاصل ہوئے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

قبور میں تین اولیاء کا تصرف

شیخ عقیل سنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا ہے کہ جن کا تصرف قبروں میں بھی جاری و ساری رہتا ہے یہ تصرف زندگی کی تمام قتوں کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بزرگ شیخ عبدال قادر جیلانی، شیخ معروف کرنی، شیخ حیات حرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (زبدۃ الآثار صفحہ ۳۱)

حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام

سیدنا خضر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کے فردا حباب ہیں اللہ کبھی کسی ولی اللہ کو مرتبہ عالیٰ عطا نہیں فرماتا جب تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منظور نہ ہو۔ کسی مقرب ولی اللہ کو اس وقت تک بزرگی نہیں دی جاسکتی جب تک وہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی کا اعتراف نہ کرے۔ اللہ کسی کو اس وقت تک ولی نہیں بناتا جب تک اس کے سینہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب بدرجہ اتم موجود نہ ہو۔ (زبدۃ الآثار صفحہ ۲۰، تفریح الماطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)

حضرت عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جب اللہ اپنے بندوں میں سے کسی کو ولی بنانا چاہتا ہے تو حکم فرماتا ہے

ان يأخذوه بحضور المصطفى ﷺ

اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرو۔

جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا جاتا ہے تو حضور پر نو ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ
خذدوه الى ولدی السيد عبد القادر یری لیاقۃ واستحقاہ بمنصب الولاية.

اسے میرے بیٹے عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ اس کی لیاقت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ یہ اس مرتبہ و عہدہ کے لائق بھی ہے یا نہیں۔

حسب الارشاد اسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے آپ اس کو منصب ولایت کے قابل دیکھتے ہیں تو اس کا نام فتح محمد یہ میں لکھ کر مہر لگادیتے ہیں پھر اسے حضور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ پیکس پناہ میں پیش کیا جاتا ہے پھر بہ طابق تحریر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کا حکم لکھا جاتا ہے

فیطلع خلعة الولاية فیعطي بید الغوث فیوصلها اليه فی عالم الغیب والشهادة يكون ذالک الولی
مقبولاً ومسلماً.

اس کو ولایت کی خلعت سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے عنایت کی جاتی ہے اور وہ شخص اس خلعت کو پہن لیتا ہے اور عالم غیب و شہادت میں مقبول و مسلم ہو جاتا ہے۔

فهذه العهدة متعلقة بحضور الغوث الى يوم القيمة وليس لاحد من الاولياء الكرام مماثلة
ومشاركة مع الغوث في هذا المقام ففي كل عصر و زمان تستفيض من حضرته الاقطاب والغوث
و جميع الاولياء.

پس اس عبده پر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیامت تک فائز رہیں گے اور اس مقام میں کوئی ولی آپ کے مماثل اور شریک نہیں ہے ہر زمان اور آن میں قطب غوث اور تمام اولیاء اللہ کی ذات شمع برکات سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ (تفتح الخاطر صفحہ ۳۸، ۳۹ مطبوعہ مصر)

مرغ سب لوٹتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصل ایک نواخ رہے گا تیرا

حل لغات

مرغ، مرغا۔ بولتے ہیں، بانگ دیتے ہیں۔ ہاں، البتہ۔ اصل اچھی نسل والا، شریف انسل۔ نواخ، آواز دینے والا۔

شرح

سارے جہاں کے مرغ بانگ ضرور دیتے ہیں مگر ہر وقت نہیں بلکہ بانگ دیتے ہیں پھر ایک عرصہ تک خاموش ہو جاتے ہیں لیکن آپ کا مرغا جو بڑی اچھی نسل والا ہے ہمیشہ آواز دیتا رہے گا خاموشی اختیار نہ کرے گا۔

خروس بغداد

یہ سیدی ابوالوفا علیہ الرحمہ کے ایک قول کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے حضرت غوثیت مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

کل دیک یصیح و یسکت لا دیکشک فانه یصیح الی ان تقوم القيامة
یعنی آپ کی تبلیغ کا سلسلہ اور آپ کے خدام کی تعداد قیامت تک جاری رہے گی۔

اور کسی شاعر نے کہا

کل دیک یصیح و یسکت لا
دیکشک فانه یصیح الی یوم القيامة
مرغ سب لوٹتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصل ایک نواخ رہے گا تیرا

کلمۃ الحق ارید بھا الباطل

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو دیک (مرغا) جس معنی پر فرمایا وہ ان کے لائق ہے لیکن ہمیشہ سے باطل

نے اپنی کوڑہ مغزی کو چھپنے نہیں دیا بعینہ اسی لفظ کو لے کر لا ہور کے ایک مجتہد شیعہ نے خروں بغداد رسالہ لکھ کر حضور غوثؑ عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوب پھیتیاں اڑائیں اور غلیظ بکواسات لکھے لیکن مخالفات بکنے والا مرکرا بدی عذاب میں کراہ رہا ہوا گا لیکن غوثؑ عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کا ذہن کا قیامت تک بجھا رہے گا۔ سیدنا حضرت غوثؑ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

افلت شموس الاولین وشممسنا ابداً على افق العلی لاتغرب.

پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہو گا۔

اس شعر کی شرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں درج ہے جسے ہم بطور تحریر نقل کرتے ہیں

وهو هزاراہ هائے کہ بجناب قدس موصى اندو داند۔ راهیت کہ بقرب نبوت تعلق وارد علی ربابها الصلوۃ والسلام وموصل اصل الاصل است واصلان این راہ باصالۃ انبیاء اندع عليهم الصلوۃ والتسلیمات وازسائیر امتنان تاکرا بایں دولت بنو ازند اگرچہ قلیل بوند بلکہ افل ودریں راہ توسط وحیلولۃ نیست هر کہ ازین واصلان فیض میگیرد بے توسط احدی از اصل اخدمی نماید و ہیچ یکے دیگرے راحائل نیست و راہسیت کہ بقرب ولایت تعلق دارد۔ اقطاب واوتاد وبدلاد نجباو عامہ اولیاء اللہ بہ ہمیں راہ و اصل اندوراہ سلوك عبارت ازین راہ ست بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است و توسط وحیلولت دریں راہ کائن است و پیشوائے واصلان این راہ و سرگروہ اینہاد و منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضی است کرم اللہ تعالیٰ وجہه الکریم و این منصب عظیم ایشان بایشان تعلق دارد۔ دریں مقام گویا ہر دو قدم مبارک آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام برفرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہه و حضرت فاطمه حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام بایشان شریک اندانگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملانو ملچاء این مقام بایشان شریک اندانگارم کہ حضرات امیر قبل از نشاء عنصری نیز ملانو ملچاء این مقام بودہ اندچنانچہ بعداز نشاء عنصری وہ رکرا فیض وہدایت ازین راہ می رسید بتوسط ایشان میر سید چہ ایشان نزد نقطہ منتهائے این راہ اندو مرکز این مقام بایشان تعلق وارد، و چوں و دورہ

حضرت امیر تمام شداین منصب عظیم القدر وبحضرات حسینین ترتیباً مفوض ومسلم گشت وبعداز ایشان همان منصب بهر یکی از ائمه اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت دور اعصار این بزرگواران وهم چنیں بعداز ار بحال ایشان هر کرا فیض وهدایت میر سید بتوسط این بزرگواران بوده و بجلوحت ایشانان هر چند اقطاب ونجباء و وقت بوده باشدند وملاؤ و ملجا همه ایشان بوده اند چه اطراف را غیر از لحوق بمرکز چاره نیست ، تا آنکه نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسید قدس سره و چون نوبت به این بزرگوار شد منصب مذکور باد قدس سره مفوض گشت. و مابین ائمه مذکورین و حضرت شیخ هیچ کس برین مرکز مشهود نمی گردد. و وصول فیوض و برکات درین راه به هر که باشد از اقطاب ونجبا بتوسط شریف اور مفهوم می شود. چه این مرکز غیر اور میسر نشد. از ینجاست که فرموده.

شعر

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا على افق العلی لاتغرب

مرداد شمس آفتتاب فیضان هدایت وارشاد است واذا قول آن عدم فیضان مذکور. و چون بوجود حضرت شیخ معامله که باولین تعلق و اشعثت باو قرار گرفت داد واسطه وصول رشد و هدایت گردید چنانچه پیش از وی اولین بوده اندونیز تامعامله توسط فیضان برپاست بتتوسل اوست ناچار راست آمدکه.

افلت شموس الاولین وشمسنا الخ.

سوال

این حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیرا که در میان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبات جلد ثانی اندر ایجاد یافته است که هر چند از قم فیض دران مدت بالمتان بر سد بتوسط اور اشد هر چند که اقطاب داد باشد و بدلاً بخیار وقت بودند.

جواب

گوئیم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ ست دبہ نیابت حضرت شیخ این معاملہ باد مربوط است چنانچہ گفتہ اند.

نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محدود. (مکتوبات شریف، دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۳)

ترجمہ

جو راستے ذاتِ خداوندی تک پہنچاتے ہیں دو ہیں۔ ایک راستہ ہے جس کا تعلق قرب نبوت سے ہے (ان پر صلوٰت وسلام ہو) اور یہی راستہ خدار سیدہ ہونے کا اصلی ہے اور اس راستے سے پہنچنے والے انبیاء ہیں اور ان کے صحابہ کرام ہیں اور تمام امتيوں میں سے جن کو یہ دولت عطا ہوئی ہے اگرچہ ٹھوڑے ہیں اور اس راہ میں اور کوئی وسیلہ یا ذریعہ نہیں ہے جو کہ ان واصلانِ حق سے فیض لیتا ہے بغیر کسی اور وسیلے کے اصل ہی سے حاصل کرتا ہے اور کوئی دوسرا اس راہ میں حاصل نہیں ہے اور ایک راہ وہ ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے تمام قطب، اوتاد، ابدال و بزرگان اور عام اولیائے کرام اسی ولایت کے راستے سے واصل ہوتے ہیں اور راہِ سلوک کا مطلب بھی یہی راستہ ہے بلکہ جذبۃِ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راہ سے واصل ہونے والوں کے پیشواؤں اور جن بزرگوں نے اس راہ سے فیض پایا ہے ان کے سردار ہیں اور ان بزرگوں کا عالی مقام ان سے ہی تعلق رکھا ہے اور اس مقام پر گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم آنحضرت سرورِ عالم ﷺ کے قدم مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ و حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام پر ان کے ساتھ شامل ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت امیر وصال سے پہلے اس مقام ولایت کے طباوماوی تھے اور جس کسی کو اس راستے سے فیض پہنچتا تھا ان ہی کے توسط سے پہنچتا تھا جب حضرات امیر کا زمانہ ختم ہو گیا تو یہ اونچے مرتبے کا منصب حضرات حسین کو ترتیب وار حاصل ہوا اور ان کے بعد علی الترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا ہا اسی طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلے سے پہنچتا ہے اور ان کے بعد جتنے بھی غوث، قطب یا اولیاء ہوئے ہیں ان کا طباوماوی بھی وہی ہوئے ہیں کیونکہ اطراف کو لا محالہ مرکز سے ہی ملتا پڑتا ہے یہاں تک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ اس مرتبہ تک پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو کل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے اور اب اس راستے میں فیض و برکت جتنے بھی قطبوں اور ولیوں کو پہنچتی ہیں ان کے ذریعے پہنچتی ہے کیونکہ فیض کا یہ مرکزان کے بغیر کسی کو نہیں ملا۔

اسی جگہ پر آپ نے فرمایا ہے

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً على افق العلی لاتغرب

سورج سے مراد آفتاب فیضان وہدایت و ارشاد ہے اور افول سے یہ مطلب ہے کہ فیض کی نئی ہے۔

اور جب کہ حضرت شیخ کے ساتھ یہ معاملہ پکا ہو گیا ہے اور وہ ہدایت اور فیضان کے وسیلہ سے ہی ہو گا تو ناچار و ناچار یہی درست ہوا کہ پہلوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر ہے غروب نہ ہو گا۔

سوال

یہ حکم حضرت مجدد الف ثانی کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ آپ نے ایک مکتوب میں جو کہ مکتوباتِ جلد ثانی میں ہے درج کیا ہے کہ جو کچھ لوگوں کو فیض پہنچتا ہے ان کے وسیلے سے پہنچتا ہے خواہ کوئی قطب ہو، اوتا دھویا غوشہ زمانہ ہو۔

جواب

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقام پر حضرت شیخ کے نسب ہیں اور اس معاملہ میں یہ نیابت ان سے مربوط ہے۔ چنانچہ کسی نے کہا ہے

نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محدود.

چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل ہے پس کوئی اشکال نہیں۔

پیر پیران میر میران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قدر و منزالت خداداد ہے اسی لئے آپ تمام پیروں کے پیر اور شیخ المشائخ ہیں۔ چنانچہ بحجه الاسرار صفحہ ۲۳ میں خود فرماتے ہیں

الانس فهم مشائخ والجن فهم مشائخ والملائكة فهم مشائخ وانا شيخ الكل.

انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں جنات اور ملائکہ علیہ السلام کے بھی لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

بلکہ خود غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مخالف کو تاقیامت چیلنج کیا ہے

فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

ونحن لمن قد سأنا سُمْ قاتل

(قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۲)

جو ہماری برائی کرے اس کے لئے ہم زہر قاتل ہیں

جو نہیں مانتا وہ آزمائے پھر قدرت کا تماشا دیکھیے

منکر نعرہ ماگوکہ بمعاربده کرد

تابہ محشر شنود نعرہ مستانہ ما

ہمارے نعرہ کے منکر کو کہو کتو نے ہمارے ساتھ جنگ کی ہے انشاء اللہ محشر تک ہمارا نعرہ گونجتا رہے گا۔

فوائد

- (۱) اس نعرہ سے آپ کی بزرگی و شرافت مراد ہے اور منکر سے بدمذہب یا حاسد مراد ہے۔
- (۲) اس سے یہی ثابت ہوا کہ آپ کی بزرگی اور فیضِ رسانی تا قیامت اور پھر محشر میں جاری رہے گی۔
- (۳) نعرہ سے نعرہ غوشہ بھی مراد ہو سکتا ہے جس کے منکر وہابی دیوبندی ہیں لیکن ان کے انکار سے کوئی فرق نہیں ہوا بلکہ بفضلہ تعالیٰ یہ نعرہ گونج رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اور محشر میں گونجے گا اور خوب گونجے گا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا

اسیروں کے مشکل کشا غوثاً عظیم

فقیروں کے حاجت رو غوثاً عظیم

گھر اہے بلااؤں میں بندہ تمہارا

مد کے لئے آمیا غوثاً عظیم

تیرناام لے کر جونعرہ لگایا

مہم سر ہوئی ایک دم غوثاً عظیم

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

حل لغات

ولی، دوست، صوفیاء کی اصطلاح میں ایک مرتبہ ہے جو اہل ایمان کو ملتا ہے۔ قبل، پہلے۔ بعد ہوئے، پیچھے ہوئے۔ ہوں گے، ابھی پیدا ہونے والے ہیں۔

شرح

اے میرے آقا جتنے اولیاء اللہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یا آپ کے بعد پیدا ہوئے یا ابھی ہونے والے ہیں سارے اولین و آخرین دل سے آپ کا احترام کرتے ہیں اور وہ شمار سے باہر ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند کاذکر کرتے ہیں

حضرت علیہ السلام

حضرت خضر نے آپ کی شان میں فرمایا ہے

اتخذ اللہ ولیاً کان اویکون الا و هو متارب معه الی یوم القيامة.

جسے اللہ تعالیٰ نے ولی بنایا وہ گزر گیا تشریف لائے گا قیامت تک سب آپ (غوث اعظم) کا ادب کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ

محمد بن احمد سعید بن زریخ الزنجانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ الناظر و نہۃ الخواطر کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنہوں نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دینے کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں آپ سے پہلے اولیاء الرحمن میں سے کوئی بھی حضرت کامنکرنہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد آمد کی بشارت دی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانے مبارک سے لے کر حضرت شیخ محمدی الدین قطب سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرمادیا ہے کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر دی ہے بلکہ تمام اولیاء کرام آپ کے ادب سے سرشار ہے اور ہیں گے۔

بِقُسْمٍ كَيْتَنَے ہیں شاہانِ صریفین و حرمیم
كَهْ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حل لغات

بِقُسْمٍ کَيْتَنَے ہیں، قسم کھا کر کہتے ہیں۔ شاہان، شاہ کی جمع، بادشاہ۔ صریفین ایک جگہ کا نام ہے۔ حرمیم، ایک جگہ کا نام ہے۔ شاہان صریفین و شاہانِ حرمیم سے مراد وہاں کے دو اولیاء کرام ہیں جو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معصر تھے۔ ہوا ہے نہ ولی، کوئی ولی نہ پہلے گزر ابھے نہ ہو سکتا ہے۔ ہمتا، مثل۔

شرح

صریفین اور حرمیم کے بادشاہ یعنی ان دونوں جگہوں کے رہنے والے بڑی شان والے اولیاء کرام جن کا بالترتیب اسم گرامی شیخ ابو عمر و عثمان صریفین اور ابو محمد عبد الحق بن ابی بکر حرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ گئے ہیں کاے غوث پاک آپ کے برادر نہ تو پہلے کبھی کوئی ولی گزر ابھے اور نہ کبھی ہو گا۔ آپ تو یکتا اور بے مثل ہیں یہ صرف شہنشاہ ولایت کا اسم گرامی بطور تبرک و رہنمہ جملہ اولیاء بلکہ انہیاء بلکہ خود سرور انہیاء (علیہ السلام) نے یہی فرمایا کہ نہیں کوئی ہمتا تیرا۔

نور دیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک دن حضور سرور عالم ﷺ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بی بی فاطمہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں اور حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھیل میں مشغول تھے۔ حضور ﷺ دونوں شہزادوں سے پیار کرنے لگے لیکن اس وقت خصوصی پیارا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زائد تھابی بی صاحبہ بھانپ گئیں عرض کرنے کو تھیں کہ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ اس وقت جریل علیہ السلام حاضر ہوئے ہیں اور عرض کی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسکے پیدا ہوئے لیکن امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسا ولی کامل پیدا ہو گا جس کا قدم تمام اولیاء کی گردان پر ہو گا اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش ہو گئیں۔ (گلدستہ کرامات صفحہ ۶۱)

امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سجادہ (صلی) حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے اپنے ایک مرید کو دیا اور کہا اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے مرنے کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دے دینا اور اس کو وصیت کرنا کہ وہ بھی مرتبے وقت کسی دوسرے شخص کو دے دے۔ اسی طرح پانچویں صدی کے درمیان تک یہ سلسلہ چلتا رہے حتیٰ کہ غوثِ اعظم جن کا نام مبارک شیخ عبدال قادر الحسینی الجیلانی ہو گا ظاہر ہوں گی یہ ان کی امانت ہے ان کو پہنچانا اور میرا سلام کہنا۔

شیخ حماد نے فرمایا

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم کے دنوں میں اکثر حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور ان کو شیخ حماد باب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے۔ دباس کے معنی شیرہ نجور نے والا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انگوہ کا شیرہ (سرکہ) فروخت کرنے کی دکان تھی۔ کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیرہ پر مکھی نہ پیٹھتی تھی اگرچہ علم تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ معرفت کے نور سے منور کیا ہوا تھا۔ ایک دن پیار سے دشیگر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجرے میں بیٹھے تھے جب باہر اٹھ کر آئے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے درویشوں کو کہا اس جوان کا قدم ایک دن سب روئے زمین کے ولی اٹھائیں گے۔ (نزہۃ الخاطر صفحہ ۱۱)

جنید بغدادی

شیخ موسیٰ سہروردی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مکاشفات اولیاء میں لکھتے کہ حضرت شیخ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے خبر دی جب کہ وہ ایک دن مراقبہ میں تھے اچانک سر مبارک اٹھایا

قدمہ علیٰ رقبتی اس کا قدم میری گردن پر

پھر مراقبہ میں ہو گئے جب فارغ ہوئے تو خادموں نے یہ حال پوچھا فرمایا مراقبہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ آج سے دو سال بعد ایک بڑا بزرگ پیدا ہو گا بگداد میں سکونت رکھے گا اور خدا کے حکم سے یہ کہہ گا کہ میرا قدم ہر دلی کی گردن پر ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ ایسے پیاری شان والے کا قدم میری گردن پر بھی ہواں خیال سے میں نے وہ لفظ کہے۔ (سیرت غوث الاعظم صفحہ ۱۱)

کرامات کی کثرت

شیخ علی ہیتی کا بیان ہے میں نے اپنے زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے زیادہ کسی کو صاحبِ کرامات نہیں پایا۔ ہم لوگوں میں سے جو کوئی جس وقت چاہتا ان کی کرامت کا مشاہدہ کر لیتا۔ خرقِ عادات جو ظاہر ہوتی تھیں وہ کبھی خود آپ سے متعلق کبھی آپ کی بابت اور کبھی آپ کے ذریعہ ہوتی تھیں۔

جو اہرات اور موتی

شیخ ابو سعید احمد بن ابی بکر حزیبی اور شیخ ابو عثمانی مرتضی کا مشترکہ بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتوں کی مثال اس جواہرات کی تسبیح کی طرح ہے جس کے ہر دن کو ہر روز اور ہر وقت دیکھا اور شمار کیا جاتا ہے۔

شہاب الدین سہروردی

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی طریقت کے سلطان تھے اور درحقیقت وجودِ جسم پر ان کو تصرف و غلبہ حاصل تھا مجانب اللہ آپ کو ہر چیز پر تصرف کرنے کا اختیار تھا اور آپ کی کرامتوں نے ہمیشہ ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

امام یافعی رحمة الله تعالى عليه

امام عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتوں مسلسل ظاہر ہوتی رہیں اور ہم جانتے ہیں کہ آپ جیسی شخصیت یا آپ کی جیسی کرامتوں دنیا کے کسی شیخ میں نہیں پائی گئیں۔ غرض کہ آپ سے ہر طرح کی کرامتوں ظاہر ہوئیں مخلوقات کے ظاہر و باطن میں آپ تصرف کرتے، انسانوں اور جنات لوگوں کے دلوں کی باتیں اور بھیدوں سے آپ واقف ہو جاتے۔

چونکہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کے شفیع نائب اعظم تھے۔ اس لئے آپ کی کرامات حضور نبی پاک ﷺ کے مجزات کی طرح لا تعداد لا تحسی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاقیامت حضور ﷺ کے مجزات کا ظہور ہوتا رہے گا ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کا صدور ہوتا رہے گا۔

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے خادم تیرا چیلا تیرا

حل لغات

دہر، زمانہ عالم۔ اقطاب جمع ہے قطب کی، اصلاحی معنی درج ذیل ہے وہ ولی جسے خدا کی طرف سے ملک کا انتظام پر دھو جیسے ابدال جمع ہے بدل کی وہ ستر اولیاء کرام ہیں کہ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے اور اسی طرح اوتا دو تکی جمع ہے بمعنی میخ کیل اور اصطلاحاً وہ اولیاء کرام کی جماعت جو دنیا بھر میں اولیاء کرام پر مشتمل ہوتی ہے یہ ماخوذ ہیں نیمیوں کی میخوں سے جو عموماً چار ہوتی ہیں۔ چیلا (اردو لفظ ہے) بمعنی شاگرد۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ سے اور زمانہ کے قطبوں سے کوئی نسبت نہیں اس لئے کہ ہر قطب آپ کا خادم اور مرید ہوتا ہے اور کوئی خادم اور مرید اپنے شیخ سے عادةً ارفع و اعلیٰ نہیں ہوتا۔

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہو اسیدنا غوثِ اعظم کی وساطت سے ہی ہوا خواہ اسے معلوم ہو یا نہ کوئی ولی آپ کی مہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ تمام تصرفات کی باغِ ڈور آپ کے ہاتھ میں دے دی ہے جسے چاہیں کسی منصب ولایت پر مقرر فرمائیں جسے چاہیں ایک آن میں معزول فرمادیں۔ (اقتباس الانوار)

شیخ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ

گُرکسے والله بعالم روئے عرفانی است

از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

هست هردم جلوه که از چهره اش از حسین و حسن

زان جمالش مصطفی راراحت ریحانی است

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

حل لغات

سارے، تمام، سب کے سب۔ جہاں، دنیا۔ اقطاب جہاں، دنیا بھر کے قطب۔ کعبے، بیت اللہ شریف جو مکہ معظمہ میں ہے جس کے ارد گرد حاجی لوگ چکر لگاتے ہیں۔ طواف، چکر، خانہ کعبہ کے گرد حاجیوں کا گھومنا جو نفل نمازوں سے افضل۔ در، دربار، چوکٹ۔ والامعنى بزرگ، بلند مرتبہ۔ در والابلند چوکٹ۔

شرح

دنیا بھر کے قطب حضرات کعبہ شریف کے طواف حصول برکت و بلندی مرتبت کے لئے کیا کرتے ہیں مگر آپ کا دربار گھر یا رودہ دربار ہے کہ کعبہ خود حکم الہی آپ کے بلند مرتبہ دربار کا طواف کرتا ہے۔

طواف کعبہ برائے اولیاء

یہ مسئلہ بظاہر حیران کن ہے کہ طواف کعبہ ہوتا ہے یہاں معاملہ برکس ہے کہ کعبہ اولیاء کا طواف کرے یہ حیرانی صرف انہیں ہے جو شان و لایت سے بے خبر ہیں ورنہ یہ مسلمات سے ہے۔ ولی کامل کعبہ سے افضل ہے حدیث شریف میں صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ ولی اللہ کعبۃ اللہ سے اشرف ہے اور افضل ہے۔ فقیر اولیٰ غفرلہ کی اس موضوع پر ایک مستقل تصنیف ”القول الجلی فی ان الكعبۃ تذهب الی زیارة الولی“ ہے۔ بقدر ضرورت یہاں چند امور عرض ہیں۔

عرش اللہ

کعبہ شریف صرف انوار تجلیات کا مرکز ہے اور ولی اللہ مرکز انوار و تجلیات بھی ہے اور عرش حق بھی چنانچہ حدیث شریف میں ہے

لا يسعني عرش ولا كرسى ولا لوح ولا قلم ولا رض ولا سماء ولكن يسعنى قلب المؤمن وهي
عرش الله.

میں نہ تو عرش پر ساتا ہوں اور نہ ہی کرسی اور نہ ہی لوح میں اور نہ ہی قلم اور نہ ہی زمین میں اور نہ آسمان پر۔ ہاں سا سکتا ہوں تو مومن کے دل پر اور یہی میرا عرش ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دل بدست اور کہ حج اکبر است
از ہزار کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بنیاد خلیل آذر است
دل نظرگاہ جلیل اکبر است

اہل دل کے دل کو ہاتھ میں لا و یعنی انہیں راضی رکھو یہی حج اکبر ہے اس لئے کہ ہزار کعبہ سے ایک دل افضل ہے کیونکہ اس کعبہ کی بنیاد تو حضرت ابراہیم نے رکھی تیکن دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم کا مرکز ہے۔

مومن یعنی ولی اللہ کعبہ سے افضل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن عمر انه نظر الى الكعبة فقال ما اعظمه حرمتك وما اعظم حرمتك والمؤمن اعظم حرمة عند الله تعالى منك. (ترمذی صفحہ ۲۷۲)

اہن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزد یک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث مذکور اور اس کا ترجمہ لکھ کر یوں رقمطراز ہے ”از ہزار اس کعبہ یک دل بہتر است“ اس حدیث سے اس قول مشہور کا پورا اثبات ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں مومن کو جو کعبہ سے افضل کہا گیا تو مدار اس کا ایمان ہے اور موصوف بالایمان قلب ہے پس قلب مومن کا افضل ہونا کعبہ ہے ثابت ہوا اور اعظم کو مطلق فرمایا اس لئے ہزار درجہ اعظم کہنا بھی بروئے حدیث گنجائش رکھتا ہے اور از ہزار اس بہتر کہنے کا حاصل یہی ہے کہ ”ہزار اس درجہ از کعبہ بہتر است“ اسی طرح بعض بزرگوں کے کلام میں قلب کو تخلی گاہ کہناوارد ہے۔ اس حدیث سے اس کی بھی اصل نکل سکتی ہے کیونکہ جب کعبہ تخلی گاہ حق ہے افضل من الکعبہ کو بدرجہ اور تخلی گاہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔ باقی یہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت جزوی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو جہت سجدہ بھی بنایا جائے۔

(اللکش عن مهمات التصرف صفحہ ۳۷، ۵۷ جلد ۵ مطبوعہ قاسمی دیوبند)

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر جلد اصفحہ ۸۹۹ میں فرماتے ہیں ”یہ مکان کا منتقل ہونا ولی کی کرامت ہوتی ہے اور نبی کا مجموعہ“

کعبہ صرف اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اسی فضاء کا نام ہے جہاں پر وہ کمرہ نصب ہے یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر

بھی نماز جائز ہے بلکہ زمین کے نیچے تختِthrی سے لے کر آسمانوں سے اور پر عرشِ علا تک کی فضاء قبلہ ہے۔ اسی لئے اگر کوئی جبل قیس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے وہ شخص اگرچہ کعبہ سے اوپر چاہے مگر اس کی نماز جائز ہے۔

چنانچہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ **مدحقار** میں ہے

فَهُى مِنَ الْأَرْضِ السَّابِعَةِ إِلَى الْعَرْشِ.

طحاوی میں ہے

لَا نَهُ لَوْ صَلَى عَلَى جَبَلِ أَبِي قَيْسٍ لَا يَكُونُ بَيْنَ يَدِيهِ شَيْءٌ مِنْ بَنَاءِ الْكَعْبَةِ صَحْتَ صَلَاتِهِ كَذَافِي شَرْحِ
مَرْاقِ الْفَلَاحِ میں ہے

من شروط الصلة استقبال القبلة وهي الكعبه وشرط استقبال جزء من بقعة الكعبه وهو العalan
القبلة اسم البقعة المحدودة وهو المها الى عنان السماء عندنا كذافي العنايت وليس بناء قبلة
ورته حين ازيل البناء صلى الصحابة رضي الله عليه الى البقعة.

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے فقہاء کرام نے قبلہ اسی فضا کو بتایا اور اولیاء کرام کے ہاں اسی کمرہ کی منتقلی ہوئی اور
وہ منتقل اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے معراج کی واپسی کے بعد بیت المقدس آپ کے سامنے لایا
گیا۔ اسی کمرے کا نام نہیں بلکہ اس کی فضا کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں
جب کعبہ کا کمرہ از سرن نقیر کے لئے توڑا گیا تو صحابہ کرام نے اسی فضا کی طرف نماز ادا کی۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہی کمرہ کسی مقام پر منتقل کر کے رکھ دیا جائے اور کوئی شخص اسی کمرے کی جانب نماز کی
نیت باندھے تو اس کی نماز ناجائز ہے چنانچہ کبیری شرح یمنہ صفحہ ۲۲۲ مجتبائی میں ہے

فِي شَرْحِ الطَّحاوِيِ الْكَعْبَةُ اسْمُ الْعَرْصَةِ فَإِنَّ الْحِيطَانَ لَرُوْضَةٍ فِي مَوَاطِعِ آخَرِ فَصْلِيْ إِيْهَا
لَا يَجُرُّ.

یعنی کعبہ اسی فضا کا نام ہے یہاں تک کہ اگر کمرے کی دیواریں اٹھا کر دوسری جگہ کھلی جائیں اور اس کی طرف نماز پڑھی
جائے تو وہ نماز ناجائز ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ صرف کمرے کا نام نہیں اور وہ کمرہ اپنے مقام سے منتقل ہو کر دوسرے مقام پر منتقل
ہو جاتا ہے۔

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پر نثار

شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

حل لغات

اور، دوسرے، کوئی اور دوسرے۔ پروانے جمع پروانہ کی، تسلیاں، پنگلے، عاشق۔ ثار بمعنی قربان، نچاہو۔ شمع، موم، قی، فانوس۔

شرح

اور لوگ بمنزلہ پروانہ کے ہیں جو شمع کعبہ پر ثار ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں لیکن تو ایسی شمع ہے کہ کعبہ بمنزلہ پروانہ تیرا طواف کرتا ہے۔ علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء کامیں سے ملاقات کرنے اور ان کے دربار میں حاضری دینے کے لئے کعبہ خود سفر کر کے آتا ہے اور یہ صرف شاعرانہ تخيّل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کعبہ اولیاء کرام کی زیارت کو جاتا ہے۔ چنانچہ روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ میں ہے

و منه زيارة الكعبة ببعض الأولياء.

لیعنی اس قبل سے ہے کعبہ کا بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جانا۔

اور بحر الائق شرح کنز الاقائق جلد ۱ میں علامہ ابن نجم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

الکعبۃ اذ رفعت عن مکانها لزيارة اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالة جازت الصلاۃ الی ارضھا۔
کعبہ شریف جب صاحب کرامت اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے اٹھایا جائے تو اس حالت میں کعبہ کی فضاء کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رواخوار حاشیہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ میں تحریر فرماتے ہیں

والانصاف ما ذکرہ الا مام النسخی حين سئل عما يحلی ان الكعبۃ كانت تزور واحداً من الاولیاء
هل يجوز القول به فقال نقضاً للعادة على سبيل الکرامۃ لا هل الولایة جائز عند اهل السنة.
انصاف کی بات وہ ہے جو امام نسخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی جب ان سے سوال ہوا کہ بعض حکایات میں ہے کہ کعبہ شریف بعض اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے تو کیا یہ قول صحیح ہے تو انہوں نے فرمایا بطور کرامت (خرق عادت) اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے لئے جائز ہے۔

اور اسی رواخوار شامی جلد اصفہن ۳۱۲ میں ہے

الکعبۃ اذ رفعت عن مکہ لزيارة اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالة جازت الصلوۃ الی ارضھا۔

کعبہ جب مکہ کو ولیوں کی زیارت کے لئے جاوے تو پھر اس وقت کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

ازان بڑھ کر

یہاں تک کہ فقہاء کرام نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اگر وہی کمرہ اگر کسی کو کسی دوسرے مقام پر نظر آئے اور وہ اسی کمرے کو قبلہ سمجھ کر نماز اس کی جانب ادا کرے تو نماز ادا نہ ہوگی۔

کمال قال فی رد المحتار جلد اصفحہ ۳۲ لیس بالقبلة الكعبۃ التی هی البناء المرتضع علی الارض ولذالوقل النباء الی موضع اخر و صلی اللہ الیہ لم یجزیل تجب الصلوۃ الی ارضها کما فی الفتاوی الصوفیہ.

یعنی قبلہ سے یہی کعبہ مراد نہیں جو زمین پر ایک کمرے کی شکل ہے یہی وجہ ہے کہ اگر وہی کمرہ اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے اور کوئی اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے تو نماز ناجائز ہوگی بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اس کعبہ کی زمین کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرے۔

حضرت مولا نافضل رسول بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ویرتفع بالتأمل فی هذا المقام استبعاد مشاهدة طواف الكعبہ بالاولیاء الكبار عیاناً فی بلدان شتی
فی حال البقظة مع کون فی مکانها۔ (کذافی المعتقد المعتمد صفحہ ۶۵، ۶۷)

اور صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ

واعلم ان البلد هو الصورة الجسمانية والکعبۃ القلب والطواف الحقيقی هو طواف القلب بحضوره
الربوبية وان البيت مثال ظاهر فی عالم الملک لتلک الحضرة التی لا تشاهد بالبصر وهو فی
عالم الملکوت كما ان الهیکل الانسانی مثال ظاهر فی عالم الشهادة للقلب الذى لا يشاهد بالبصر
وهو فی عالم الغیب والذی یقدر من العارفين علی الطواف الحقيقی القلبی هو الذی یقال فی حقه ان
الکعبۃ تزوره وفي الخبران لله عباداً تطوف بهم الكعبۃ وفرق بین من یقصد صورة البيت وبين من
یقصد رب البيت۔ (روح البیان پارہ اتحت آیہ و اذا جعلنا البيت الخ)

ترجمہ

اس آیتہ میں بلد سے صورۃ جسمانیہ اور کعبہ سے قلب مراد ہے اور طواف حقيقی یہ ہے کہ قلب بارگاہ ربویت کا طواف کرے۔
یہ بیت اللہ جو ظاہری طور پر اس عالم دنیا میں ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بارگاہ ربویت کا ان آنکھوں سے مشاہدہ

نہیں کر سکتے کیونکہ وہ عالم ملکوت میں ہے جیسے انسان کی ظاہری شکل عالم شہادت یعنی دنیا میں قلب کی ایک مثال جسے آنکھ سے نہیں دیکھا جاسکتا کیونکہ وہ عالم غیب سے ہے اور عارفین کو قبیل حقیقی طواف نصیب ہوتا ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ کعبہ معظمہ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں جن کا خود کعبہ طواف کرتا ہے۔ عام بندے صرف کعبہ معظمہ کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندے رب کعبہ کے طالب ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

اور انہی صاحبِ روح البیان قدس سرہ نے فرمایا

وَهَذِهِ الْمَسَاجِدُ هُنَّ الْمَسَاجِدُ الْمَجَازِيَّةُ وَأَمَا الْمَسَاجِدُ الْحَقِيقَةُ فَهُنَّ الْقُلُوبُ الطَّاهِرَةُ عَنِ الْوُرُثَةِ

الشَّرِكُ مُطْلَقاً كَمَا قَالَ مِنْ قَالَ

مَسْجِدٌ كَانَ در در دن او لیاء است

خانَةٌ خاصٌ حَقَّتْ آنَ جا خدا است

نیست مسجد جز در دن سرداران

آنِ مجاز است ایں حقيقة ل جوان

وَلَهُذَا يَعْبُرُ عَنْ هَدْمِ الْمَسَاجِدِ بِهِدْمِ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ.

(روح البیان، پارہ ۱۰، تحت آیۃ انما یعمر مساجد الخ)

صاحبِ روح البیان نے فرمایا یہ تمام بحثِ مجازی مساجد کی تھی اور نہ حقیقی مسجد تو اولیاء کرام کے قلوب ہیں جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہیں کسی نے کیا خوب فرمایا وہ مسجد حقیقی ہے جو اولیاء کے اندر دل ہے اس لئے کوہی خاص خانہ خدا ہے اولیاء اللہ کے قلوب کے سوا اور کوئی مسجد نہیں یہ مساجد مجازی مسجدیں ہیں اور حقیقی مساجد وہی قلوب اولیاء ہیں۔ اسی وجہ سے مومن کے دل کو توڑنے کو ہدم المسجد (مسجد ڈھانے) سے تعبیر کیا ہے۔

امام جلیل سیدی حضرت ابو عبد اللہ محمد عبد اللہ ابن سعد یعنی یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے محقق و معترض طور سے سنائے کہ بہت سے لوگوں نے پچشم خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف اولیاء کی ایک جماعت کا طواف کر رہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب و اقدح دیکھا ہے ان میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔

(نزہۃ المساتین ترجمہ الروض الی جین صفحہ ۳۷ مصدقہ تھانوی)

کعبہ در طواف اولیاء

اس مسئلہ میں عوام حیران ہو جاتے ہیں اور مخالفین اولیاء تو اپنے مقام سے کوئوں دور سمجھتے ہوں گے لیکن حیرانی اسے ہو جو اولیاء کے کمالات کا منکر ہو مولوی اشرف علی تھانوی نے بوار الوداد میں اس مسئلہ کے اثبات میں سات احادیث لکھی ہیں فقیر کی تصنیف "الحقیق الجنی" اس موضوع میں خوب ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم حضرت شیخ بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ شیخ اور حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے سب عالم تحریر میں مستقر تھے اور فقیر بھی عالم شوق میں تھا۔ ہمیں ایسا استغراق طاری ہوا کہ ہمیں اپنی بھی خبر نہ رہی اسی موقع پر شیخ اور ہمارے ساتھیوں نے بلند آواز میں تکبیر کی جس طرح کہ کعبہ کے طواف کے وقت کی جاتی ہے..... جب ہم عالم صحوب (ہوش) میں آئے تو کعبہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔ ان

شجر و سرو سبی کس کے او گائے؟ تیرے

معرفت پھول سبی کس کا کھلایا تیرا

حل لغات

سر و سبی، بالکل سیدھا دو شاخہ سرو، جس سے شعرا اپنے محبوب کو تشویہ دیتے ہیں۔ کس کے، برائے سوال، کس شخص کے۔ او گائے، نکلے، لگائے، بوئے۔ تیرے، جواب آپ کے۔ معرفت، خداشناکی اللہ تعالیٰ کی پیچان۔ کس، برائے سوال۔ کھلایا، غنچہ کو شگفتہ کیا کلی کو پھول بنایا۔ تیرا، جواب آپ کا۔

شرح

یعنی مشائخیت کے سید ہے ساد ہے ہی کو لے لو آخر یہ ہدایت کے درخت آپ ہی نے تو لگائے ہیں اور طریقت و معرفت کے غنچوں کو نہایت عمدہ طریقے سے شگفتہ کر کے آپ ہی نے تو پھول بنائے ہیں یعنی علم و عمل طریقت و معرفت کے ایسے راستے آپ نے سکھائے ہیں کہ آج تک لاکھوں حضرات عمل کر کے منزل مقصود تک پہنچ گئے اور پہنچ رہے ہیں۔

جبیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے پہلے تمام اولیاء کرام کے سلاسل یا تو بالکل ختم ہو چکے تھے یا اتنا کمزور پڑ گئے تھے کہ ان کا نام لینا بھی ایک جرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ پانچویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مسلمانوں کی اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی حالت بگڑ چکی تھی، علماء کی بد اعمالیوں اور شاہ پرستیوں نے مسلمانوں کے فرائض اور عبادت کی روح سے نا آشنا کر دیا تھا۔ قبلہ اول بیت المقدس پر عیسائیوں کا تسلط ہو چکا تھا اور وہ بد مست ہو کر جواز اقدس دیارِ حرم پر حملہ اور ہونے کے لئے پرتوں رہے تھے۔ ادھر ہندوستان کی حالت بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے جانشین وہ صلاحیتیں ضائع کر چکے تھے جس سے کفر و شرک کا جگہ لکڑے ہو جاتا ہے۔ کتاب

وست کی تعینات پر فلسفہ کی موشکافیوں کو غلبہ ہو رہا تھا اور یہ فساد دراصل خلیفہ یونان کے عربی تراجم سے پیدا ہوا تھا۔ مغلزہ کے بانی واصل بن عطاء فلسفیوں کے معروف گردہ اخوان الصفاء کے سر خلیل میموں القراء اور حسن بن صباح جیسے لوگوں کے عقائد کا دور دورہ تھا۔ مصر میں سلطنت باطنیہ بے دینی اور الحاد پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی تھی غرض یہ ہے کہ ملت اسلام میں اضطراب و انتشار کا شکار ہو کر حوادث و خطرات میں گھرچکی ضرورت تھی ایسے جل روشنی کی جودیں اسلام اور سرمایہ ملت کی نہ صرف نگہبانی کرے بلکہ حق ادا کرے جو ماحول کے اندر ہرے میں نور حق کی مشعل روشن کرے جو تجدید احیائے دین کرے جو حجی الدین ہو اور بفضلہ تعالیٰ یہ کمال حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آیا کہ آپ نے جب احیائے اسلام و تجدید دین کے لئے کرم بندھی تو شرق غرب تک علم و عمل کی شعیں روشن فرمادیں طریقت کے سلاسل طیبہ کوئی جان اور آن و باں بخشی اب جتنے روحانی سلسلے چل رہے ہیں یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پودے لگائے نظر آتے ہیں اور عالم دنیا میں آج یہ جو اسلامی بہار نظر آ رہی ہے یہ آپ کی محنت کا پھل ہے۔ ہم اپنے ملک (ہندو پاک) کا مختصر ساجائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سمجھ میں آئے۔

برصغیر میں سلسلہ قادریہ

حضرت غوث صد ای محبوب سجنی کے گنجینہ علم و اسرار سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد دنیا بھر میں ناقابل شمار ہے صرف بر صغیر ہندو پاک میں متعدد ایسے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے کفر و جہالت اور شرک و انحطاط میں گھری ہوئی خلق خدا کو تعلیمات قادری سے راہ مستقیم دکھانے کی کوشش کی اور اپنے مجاہدہ نفس سے ایک مقام حاصل اور شہرت جاوید کی چند نام یہ ہیں۔

شیخ عثمان مرondonی المعروف لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت عبد اللہ شبابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹھٹھے، حضرت امام پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ میر میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور، شیخ عبد العالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ بہاؤ الدین جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید شاہ فیروز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور، حضرت سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھنگ، حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصور، سید غوث گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف، سید بہاؤ الدین گیلانی المعروف بہاول شیر قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شاہ بہلول اوچ شریف، سید عبدالرزاق گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف، سید مبارک حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوچ شریف بہاول پور، حضرت جیٹھ بھٹے (خانپور) حضرت غوث اعظم کے تلامذہ صاحب علم و فضل صاحبزادوں اور خلفاء و مریدین کے ذریعہ ان کی بلند پایہ تعلیمات چھٹی صدی تھجری میں ہی ممالک عرب، ترکستان، مصر، مرکش، وسط ایشیا اور ہندوستان میں پہنچنا شروع ہو گئی تھیں۔

سلسلہ چشتیہ

سیدنا غریب نواز اجمیری اپنے پیر و مرشد قدس سرہ کے حکم سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ کئی دن ساتھ گزارنے کے بعد آپ کو کہا ملک عراق عطا ہوا آپ نے فرمایا وہ سہروردی کو دے دیا ہے آپ کو ملک ہند پر کیا جاتا ہے۔ (تفتح الخاطر)

یہ بھی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے کہ جیسے سلسلہ چشتیہ کو اس ملک میں فروغ ملا ہے دوسرے ملک میں نہیں اور جتنا اس سلسلہ کو اس ملک میں غالبہ ہے دوسرے کو نہیں اگرچہ دوسرے سلاسل بھی با فروغ ہیں لیکن سلسلہ چشتیہ جیسے نہیں یعنی سلسلہ چشتیہ سلسلہ وارتقی پر رواں دواں ہے مثلاً حضور اجمیری کے خلفاء ہمہ روشن چراغ قطب الدین، فرید الدین، صابر کلیر، نظام الدین چراغ دہلوی پھر آخر میں مولانا فخر الدین دہلوی، قبلہ عالم مہاروی اور ان کے خلفاء اور خواجہ فرید اور خواجہ مہر علی قدس ست اسرار ہم۔ بخلاف دوسرے سلاسل کے ایک کے بعد دوسرے کا پہلے کی طرح شہرہ کہاں مثلاً قادریہ حضور سلطان العارفین حضرت سلطان باہوقدس سرہ جیسی شہرت ان کے کسی خلیفہ کو کہاں، نقشبندیہ میں سیدنا مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی خلیفہ کہاں، سہروردیہ میں بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے بعد دوسری ایسا کہاں وغیرہ وغیرہ۔

سلسلہ نقشبندیہ

سیدنا بہاؤ الدین نقشبند پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہوا جو حضرت باقی باللہ کے ذریعہ ملک ہند میں سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے خوف فیض رسائی فرمائی۔

سلسلہ سہروردیہ

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ اعظم حضرت سیدنا بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے خطہ سندھ کتابتیں ایسا راب ہوا۔

از الہ وہم

دور حاضر میں چونکہ نفسانیت کا غالبہ ہے روحاںیت کا تقدیم نہیں تو کالحقاء ضرور ہے اس لئے بعض سلاسل طیبہ سے وابستگی دوسرے سلسلہ کی فویت ناگوار گزرتی ہے بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی یا فیض رسائی سے صریح انکار نہیں تو ارشادات و کنایات سے کام لیا جا رہا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ وکمال میں کمی تو نہ آیگی البتہ تمہارے اس روایت سے تمہارا اپنایہ گز غرق ہو گا اس لئے کہ جس سلاسل مبارکہ سے تم یہ

غلط تصور جماعتے ہو وہی خود تمہاری اس غلط خیالی پر تمہارے رو یہ سے بیزار ہوں گے۔

کوئی یہ خیال نہ فرمائے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب تو ہیں باقی اولیاء ہے معاذ اللہ استغفار اللہ۔ ہم نیازمندانِ اولیاء اللہ ہیں مطلب یہ ہے کہ جو کچھ **بہجة الاسرار یافتح المبین از سید ظهیر الدین** میں ہے وہ اردو میں بیان کر دوں اور حسب ”**تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض**“ ایک کی تفضیل سے تحریر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حد ریا بغرض دل میں رکھے۔

تو ہے نوشہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لاتی ہے فصل سمن گوند کے سہرا تیرا

حل لغات

نوشاہ، نوجوان، دو لہا۔ براتی، وہ لوگ جو شادی کے موقع پر دو لہا کے ساتھ جاتے ہیں۔ گلزار، چنستان، مجاز، دنیا، فصل، موسم بہار۔ سمن، چمیلی کا پھول۔ گوند کے، پروکر۔ سہرا، پھولوں کی لڑیاں جو دو لہا کے سر پر باندھی جاتی ہیں۔

شرح

اے غوث الشفیلین! آپ ایک جنتی دو لہا ہیں اور آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے ساری دنیا کے لوگ براتی کی حیثیت سے آپ کے ہمراہ ہیں اور خود رحمت خدا کے موسم بہار نے رحمت و کرامت کی چمیلی کے پھولوں کو صرف آپ کے لئے پروکر سہرا بنایا ہے یعنی آپ کا علم و عرفان شباب ہے اور آپ پر لطف خداوندی بھی شباب پر ہے اور آپ کے وسیلہ سے آپ کے مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین معتقدین حضرات بھی لطف الہی سے مالا مال ہیں۔ اس مضمون کے مطابق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین و اصحاب و غلامانِ بارگاہ آسمان قباب کے ٹہپ اسرائیل اپنے مہربان باپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے وہاں حضور پر نور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے الحمد للہ رب العلمین۔ اب ناظر غیر وسیع النظر صحیح جانہ پوچھنے گا کہ یہ کیونکر وہاں ہم سے سنے واللہ والموفق۔

(ابن جریر و ابن ابی حاتم و بیزار و ابو یعلی و ابن مردویہ و بنیقی و ابن عساکر)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل مسراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم ﷺ فرماتے

ہیں

ثم صعدت الی السماء السابقة فاذا انا بابراہیم الخليل مسنند اظہرہ الی البيت المعمور (فذكر
الحادیث الی ان قال) واذا بامتنی شطرين شطر عليهم ثاب بعض کانها القراطیس وشطر عليهم ثیاب
امد فدخلت البيت المعمور ودخل معی الذین علیهم الشیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیهم
ثیاب زمد وهم علی خیر فصلیت انا و من معی من المؤمنین فی البيت المعمور ثم خرجت انا و من
معی الحدیث.

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم علیہ السلام لے کہ بیت المعمور سے پیٹھے لگائے تشریف
فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسرا قسم کا خاکستری لباس۔ میں
بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے میلے کپڑے والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی
پر پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ ظاہر
ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عز وجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور
غوث الوری اور حضور کے منشاق باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشک والوں میں جنہوں نے حضور رحمت عالم ﷺ کے ساتھ
بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھی والحمد للہ رب العالمین۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”شب مسراج اور غوث اعظم“ کا مطالعہ کیجئے۔

اعجوبہ

عالم ارواح میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات عجیب و غریب ہیں۔

شب مسراج ایک سبز مرغ

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہی کے متصل ایک بارگاہ بانوار آرائستہ و پیرائستہ دیکھی اس میں
دو مرغ سبز و سپید نہایت خوش پکر دیکھے سفید تو بجائے خود متمکن ہے اور سبز دمبدم پرواز کرتا ہے اور عرش بریں پر پرواز
کر جاتا ہے اور پھر پلٹ کر اپنے مقام پر آ جاتا ہے۔ میں نے بارگاہ لا یزال سے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ
با یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مرغ سبز سید عبدالقدار ہیں دونوں آپ کی امت میں سے ہیں۔ سید عبدالقدار آپ کی

اولاد سے ہوں گے۔ (میلا دنامہ شیخ برحق از قیامت نامہ، تصنیف بحر العلوم لکھنؤی، صفحہ ۲۷، ۲۸)

پروازِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کار پرواز ان قضا و قدرِ جملہ ارواحِ انبیاء، اولیاء و عوام کو بارگاہِ حق میں لائے۔ ان میں تین صفاتیں مرتب کیں

(۱) ارواحِ انبیاء

(۲) ارواحِ اولیاء

(۳) ارواحِ جملہ عوام

اس وقت غوثِ اعظم کی روح پرواز کر کے صفات اول میں بار بار شامل ہوئی جسے ملائکہ کرام بار بار صفاتِ اولیاء میں لاتے لیکن روحِ غوثِ اعظم قرار نہ پاتی ملائکہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے حضور استغاثہ کیا۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے روحِ غوثِ اعظم سے فرمایا آج آپ صفاتِ اولیاء میں ٹھہرے کل قیامت میں آپ کو مقامِ محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔ اس پر نہایتِ سرفرازی سے صفاتِ اولیاء میں رونق افزود ہوئے۔ مزید کمالات و مناقب فقیر کی کتاب ”غوثِ اعظم کا ہروی پر قدم“

نوٹ

یاد رہے کہ عالم ارواحِ حق ہے اس کے احوال بھی حق ہیں لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اس عالم سے وابستگی ہے اہل سنت کو اس عالم پر بھی یقین ہے اور اس کے احوال پر بھی اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر پارہ ۹ میں ملاحظہ ہو۔

ڈالیاں جھومتی ہیں رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

حل لغات

ڈالیاں، شاخیں، درخت کی ٹہنیاں۔ جھومتی ہیں، مستی کے عالم میں جھونکے لیتی ہیں، اہر اتی ہیں اور جھولتی ہیں۔ رقص، ناق، اچھل کو، مستی، جوش، زور، شور، تیزی۔ بلبلیں، بلبل کی جمع، چمن کا ایک مشہور پرندہ عند لیب۔ جھولتی ہیں، جھولا جھولتی ہیں۔ سہرا وہ نظم جو دو لہا کے سر پر پھولوں کا سہرا باندھنے کے بعد پڑھتے ہیں۔

شرح

اے محبوبِ رب انبیانی غوثِ بھانی آپ کے دو لہا بننے کی خوشی میں درختوں کی ایک ایک ٹہنی مستی میں جھولتی اور اہر اتی ہے۔ خوشی اور سرفرازی پورے زورو شور ہے باغوں کی بلبلیں درختوں کی نرم و نازک شاخوں پر بیٹھ کر جھولا جھولتی جاتی ہے۔

ہیں اور خوش خوش آپ کا سہرا گاتی ہیں یعنی آپ کی وہ ذاتِ گرامی صفات ہے جس سے حسن و انس، چند ندو پرند، نباتات، جمادات الغرض ساری کائنات والہانہ والبنتگی رکھتی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

شیخ عارف ابو محمد شادر حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ خلیفہ بغداد نے دعوت و یہمہ کی اور سارے بزرگوں کو بلایا۔ جناب شیخ عبدال قادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، شیخ عدی بن مسافر، شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا دعوت میں حاضر نہ ہوئے۔ خلیفہ سے کہا گیا کہ اور تو سب بزرگ شامل ہوئے لیکن یہ تین حضرات حاضر نہیں ہوئے۔ خلیفہ نے کہا پھر تو کوئی مزہ نہ آیا۔ دربان سے کہا کہ جاں بزرگوں کو ان کے مقامات سے بلا کرلا۔ راوی کہتا ہے میں اُس وقت خدمت غوشیہ میں حاضر تھا۔ اجنب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جا حلیہ کی مسجد میں شیخ عدی معدود و آدمیوں کے بیٹھے ہیں انہیں کہہ شیخ عبدال قادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بلاستے ہیں۔ پھر مقبرہ شونیز یہ میں وہاں شیخ احمد رفاعی دو مردوں کے ساتھ ملیں گے انہیں بھی یہی پیغام دے میں گیا عین ایسا ہی اُن دونوں کو وہاں پایا۔ وہ آپ کا پیغام سن کر اُسی وقت کھڑے ہوئے اور خدمت میں حاضر ہوئے سلام کر کے بیٹھے گئے۔ عین اُسی وقت خلیفہ کا قاصد جناب کی خدمت میں پہنچا دیکھا تو تینوں حضرات وہاں موجود ہیں جن کو طلب کرنے آیا تھا بڑا خوش ہوا کہ تینوں ایک ہی مقام پر مل گئے۔ سلام کے بعد خلیفہ کا پیغام دیا تینوں حضرات اُنھے خلیفہ راستہ میں آلا اس نے کہا اے میرے سردار بادشاہ رعیت پر گزرے تو رعا یا اس کے لئے ریشمی کپڑا بچھاتی ہے۔ آپ بادشاہ ہیں میں آپ کا غلام حکم دیں میں ریشم کی چادر دیں بچھاؤ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان پر چل کر آئیں اس کی درخواست منظور ہوئی یہ تینوں دین کے چاند گزر رہے تھے۔ جب کھانا کھا کرو اپس لوئے تورات بڑی اندھیری تھی جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درخت یا دیوار یا پتھر کے پاس سے گزرتے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے وہ چاند جیسا روشن ہو جاتا اس کی روشنی ختم ہوتی تو دوسری شے روشن ہو جاتی اور آپ آگے آگے گئے تھے باقی سب پیچھے۔ (بہجۃ الاسرار)

سوال

بہجۃ الاسرار تو ایک ملفوظ کا مجموعہ ہے اس سے کب ثابت ہوتا ہے کہ ڈالیاں جھومتی، بلبلیں جھولتی، گاتی ہیں اور جو تم نے واقعہ پیش کیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں **بہجۃ الاسرار** میں غلط باتیں درج ہیں اور سید عبدال قادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسے مبالغے ہیں جو شایانِ خدا ہیں۔

جواب

مذکورہ مناقب کون سے عقائد ہیں کہ جن کے لئے نصوص قطعیہ چاہئیں فضائل و مناقب اور کمالاتِ ولی کامل مذکور جن کے لئے مستند مکتب کی نقل کافی ہے اور **بہجۃ الاسرار** کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ کمالات کے ذکر میں

اسلاف صالحین حرمهم اللہ نے سند مانا ہے۔ کشف الظنون جو کتب و تصانیف کے تعارف میں بہترین تصنیف ہے اس کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ کتاب مذکور میں علامہ طپسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

اقول المبالغات التي عزيت اليه مما لا يجوز على مثله وقد تتبعها ولم اجد فيها نقل الا قوله فيه
متابعون و غالب ما اوردہ فيها نقله الیافعی فی اسنی الماخرون فی نشر المحسن وروض الرياحین
وشمس الدين الزکی الحلبي ايضاً فی كتاب الاشراف واعظم شئی نقل عنه انه احی الموتی
کا حیائہ الدجاجة..... ان هذه القصة نقلها التاج الدين السبکی ونقل ايضاً عن ابن الرفاعی و
غیره وانی لغبی جاہل حاصل ضیع عمرہ فی فهم ما فی السطور وقوع بذلك عن تزکیۃ النفس
واقبالها علی الله سبحانہ وتعالیٰ ان یفهم ما یعطی الله سبحانہ وتعالیٰ او لیائے من التصیریف فی الدنيا
والآخرة ولهذا قال الجنیہ التصدیق بطريقتنا ولا یہ کشف الظنون عن اسمی الکتب والفنون۔ (جلد ا
صفحہ ۲۰۳)

میں کہتا ہوں ایسے مبالغے کون سے ہیں جو آپ سے منسوب کر دیے گئے ہیں اور ان کا اطلاق آپ پر جائز نہیں میں نے ہر چند تلاش کی مگر مجھے ان میں کوئی نقل ایسی نہیں ملی جس میں دوسروں نے بھجۃ الاسرار کی متابعت نہ کی ہو۔ حصہ کثیر ان حالات کا جن کو صاحب بھجۃ الاسرار نے ذکر کیا ہے وہی ہے جسے امام یافعی نے اسنی المفاخر اور نشر المحسن اور روض الرياحین میں اور شمس الدین بن الزکی الجلی نے بھی کتاب الاشراف میں نقل کیا ہے اور بڑی سے بڑی شے جو آپ سے منقول ہے یہ ہے کہ آپ نے مردوں مثلاً مرغی کو زندہ کر دیا مجھے اپنی زندگی کی قسم کا اس قصہ کو علامہ تاج الدین سکلی نے نقل کیا ہے ابن الرفاعی حرمهم اللہ سے منقول ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کو دنیا و آخرت میں جو تصرف عطا فرمایا ہے اسے وہ غنی و جاہل اور حاصل کیونکر سمجھ سکتا ہے جس نے عمر کتب کے سمجھنے میں ضائع کی اور ترکیہ نفس اور اللہ کی طرف توجہ کو چھوڑا اسی پر قناعت کی۔ اسی لئے سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ کی تقدیم و لایت ہے۔ احادیث مبارکہ اگلے اشعار میں عرض کروں گا جن سے ثابت ہے۔ اولیاء کرام کے ساتھ حیوانات و نباتات اور اجرار و اشجار کو کتنا پیار اور مہبت ہے اور انہیں ان کے ساتھ کتنی عقیدت و نسبت ہے اور اس کے شواہد میں چند واقعات بھی پیش کئے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ

یاد رہے کہ اولیاء انبیاء علی نبینا علیہم السلام نائیبین خدا ہوتے ہیں اس لئے جملہ مخلوق ان کی تابع ہوتی ہے۔ حضرت شیخ

سعدی قدس سرہ کی حکایت مشہور ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرز مین رودبار (فارسی میں ایسی زمین کو رودبار کہا جاتا ہے جہاں نہروں کا جال بچھا ہوا ہو) حضرت سعدی کے زمانے میں ایک خاص باغ کا نام بھی تھا) میں تھا کہ اچانک ایسا شخص میرے سامنے آگیا جو چیتے پر سوراخ تھا میری نگاہ اُس پر پڑی تو میں تھرھر کا پنے لگا۔ اس شخص نے میری یہ حالت دیکھی تو مسکراتے ہوئے بولا اے سعدی مجھے چیتے پر سوراخ دیکھ کر حیران نہ ہوا اگر تو بھی خلوص دل سے اللہ کے حضور میں اطاعت جھکا دے اور اس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارے تو تیرا حکم بھی کوئی نہ ٹالے اس طرح سب تیرے فرمانبردار بن جائیں جو خدا کی اطاعت کرتا ہے دوسرے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

گیت کلیوں کی چنگ غزلیں ہزاروں کی مہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

حل لغات

گیت، گانا، راگ۔ کلیوں کی چنگ، غنچے بغیر کھلے ہوئے پھول۔ چنگ، کلی کے کھلنے کی آواز۔ غزلیں، نظم کی ایک خاص قسم، چپک۔ چہکنا، چھپھانا، خوش الحانی میں بولنا۔ سازوں، ساز کی جمع، باجا۔ بجتا ہے، آواز لٹکتی ہے۔ ترانا، ایک خاص لے اور سر۔

شرح

چمنستان عالم میں غنچوں کے کھلنے کی آوازیں ترنم و نغمہ میں اور بلبلوں کا چھپھانا چمن کی غزل سرائی ہے۔ دراصل یہ دونوں چیزیں چمن کے باجے ”مزامیر“ ہیں اور اسی باجوں میں اے عرب کے محبوب ایک خاص سُر اور لے کے ساتھ ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے جس میں آپ کا ترانہ محبوبیت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ

حسب عادت بعض کند مزاج اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے ان اشعار کو مبالغہ پر محظوظ کر دیں گے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اشعار مبنی بر حقیقت ہیں جن کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات سے ملتا ہے

عن ابی امامۃ الباهلی قال ذکر رسول اللہ ﷺ رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہ ﷺ فضل العالم على العابد كفضلی علی ادنیاکم ثم قال رسول اللہ ﷺ عالیٰ علیه وسلم ان الله وملیکته واهل السموات والارض حتى النملة فی جحدها وحتى الحوت يصلون علی معلم الناس الخیر. (ترمذی، مشکلۃ)

حضرت ابو امامہ باہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے سامنے دو مردوں کا ذکر ہوا۔ ان میں سے ایک عابد تھا و دوسرا عالم تو سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر حضور نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلانی سکھانے والے پر خدا تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے نیز میں و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیزوں میں اپنے سوراخوں میں اور مجھلیاں اپنے (پانی میں) اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں۔

عن کثیر بن قیس قال كنت جالسا مع ابی الدراء فی مسجد دمشق فجاءه رجل فقال يا ابا الدرداء
انی جئتک من مدینہ الرسول ﷺ لحدثی بلغنى انک تحدثه عن رسول الله ﷺ ما جئت لحاجة
قال فانی سمعت رسول الله ﷺ يقول من سلك الله به طریقاً من طرق الجنۃ وان الملکة لتصنع
اجنحتها رضاً لطالب العلم وان العالم يستغفر له من فی السموات ومن فی جوف الماء وان فضل
العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء
لم يورثوا ديناراً ولا درهماً وانما ورثا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔

(ترمذی، ابو داؤد، مسلم)

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا اے ابو درداء بے شک میں رسول ﷺ کے شہر مدینہ منورہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابو الدرداء نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائے کہ علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان وزمین میں ہے یہاں تک کہ مجھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء انبیاء کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیاء کرام کا تذکرہ دینا و درہم نہیں ہیں انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔

تبصرہ اویسی غفرانہ

روایات سے عمومی حیثیت مدنظر رکھ کر حیوانات اور اشجار وغیرہ کا علماء کی استغفار وغیرہ ہمارے ولائل میں ہے اور علم کلام میں ثابت ہو گا کہ ان کا ادراک اور کلام مبنی پر حقیقت ہے۔ خلاف المعتزلۃ اہل سنت کے ولائل میں آیاتِ ذیل پیش کی

جاتی ہیں۔

(۱) کل قد علم صلاحہ و تسبیحہ .

ہر ایک نے صلاۃ و تسبیح کو جان لیا (ادراک کیا)

(۲) وَنَمِنْ شَيْءٍ لَا يُسَبِّحُ مُحَمَّدًا بِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيهِمْ .

ہر شے تسبیح کہتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔

(۳) يُسَبِّحُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ .

اللہ تعالیٰ کی تمام تسبیح پڑھتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمینوں میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور ان کا استغفار برائے علماء کرام کیا ہے وہی گیت جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا اور حضور غوث عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف عالم بلکہ علماء اور اولیاء ساز ہیں۔ (فافهم ولا تكن من الوهابين)

حقیقت یہ ہے کہ عام انسان کو اتنا شعور نہیں جتنا جمادات کو محبوبانِ خدا کی خبر ہے احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں۔

(۱) نبی پاک ﷺ کا ستون حنا نہ اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

(۲) شفاء شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹی مقدس کا جب باغ سے گزر ہوتا تو درختوں کی ٹہنیاں جھک کر بربان حال عرض کرتیں کہ ہمیں قبول فرمائیں۔

(۳) نبی پاک ﷺ ایک باغ سے گزرے تو کھجور بول پڑی "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" آپ نے اس کا صحیانی نام رکھا۔ (وفاء الوفاء وغیرہ)

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرما تیرا

حل لغات

صف، قطار۔ سلامی، تعظیماً جھک کر سلام عرض کرنا، نذرانہ، عقیدت پیش کرنا۔ شاخیں، ٹہنیاں۔ مجرما، ادب و احترام۔

شرح

اے غوث العظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے زمین کے درخت جو صفت بے صفت کھڑے نظر آتے ہیں آپ کی خدمت!

اقدس میں نذر ائمہ عقیدت و عظمت پیش کرتے ہیں اور درختوں کی ٹہنیاں جھک جھک کر آپ کا ادب و احترام بجالاتی ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرانہ

یہ شعر بھی مذکورہ بالاشعر کی طرح ہے اور ان کے آداب بجالانے میں ان کرامات کی طرف اشارہ ہے جو اولیاء کرام سے ان اشیاء میں صادر ہوتی ہیں۔ فقیر نے ”تصوفات الراکبین فی اربع عناصر“ میں ذکر کر دیا ہے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

آگ کا کام جانا ہے اور پیدا بھی اسی لئے کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے انبیاء و رسول علیہم السلام کا ادب خود سکھایا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہمارے دعویٰ کی میں دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام آگ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً آگ کو فرمایا

ینار کونی برداً وسلاماً على ابراهیم۔ (پارہ ۷۱، سورہ الانبیاء، آیت ۶۹)

یہی وجہ ہے کہ آج تک آگ نبی اکرم ﷺ اور ان کے سچے وارثین اولیاء کرام بلکہ اسلام کی ہر مقدس شے کی تعظیم و تکریم اور ادب بجالاتی ہے۔ چند مشاہدات پڑھئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دسترخوان

حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے۔ آپ نے انہیں کھانا کھلایا جب وہ کھانا کھا چکے تو سالن وغیرہ کے لگ جانے سے دسترخوان زرد اور میلا ہو گیا آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ اس دسترخوان کو تنور میں ڈال دے۔ حسب ارشاد اس نے دسترخوان کو تنور میں ڈال دیا تنویر آگ سے پُر تھا لیکن خدا کی قدرت دسترخوان کو آگ نے گزندنہ پہنچایا بلکہ کچھ دری کے بعد جب اسے تنور سے نکالا گیا تو صاف و سفید اور میل کچیل سے پاک ہو چکا تھا۔ مہمان حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور عرض کرنے لگے کہ اس دسترخوان میں کون سی خاصیت ہے جس وجہ سے اس پر آگ اڑنہ کر سکی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں

بس بمالید اندریں دسترخوان

نبی کریم ﷺ نے بار بار اس دسترخوان سے اپنا منہ مبارک اور دست اقدس پوچھا ہے اس کی برکت سے اس پر آگ اڑانداز ہونے سے عاجز ہے۔ (مشنوی شریف دفتر سوم)

اس کی مزید تشریح فقیر کی کتاب ”صدائے نوی شرح مشنوی“ میں دیکھئے۔

سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روٹیاں

حضور سرور عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اس وقت حضرت خاتون جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ازرا کے شفقت و محبت ارشاد فرمایا کہ بیٹی تو آرام کر تنور میں روٹیاں میں لگاتا ہوں۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس رحمت بھرے ارشاد کے سامنے سرتسلیم خم کر لیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے دست مبارک سے کچھ روٹیاں تنور میں لگائیں خدا کی قدرت باقی سب روٹیاں پک گئیں لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی لگائی ہوئی روٹیاں جوں کی توں کچھی رہیں۔ سیدہ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور آپ والی روٹیاں کچتی کیوں نہیں آپ نے جواب ارشاد فرمایا

لے فاطمہ عجب ندار آں نازناها شرف مساس دست یافت و هرچه دست ما آں رابسايد آتش بآں
کارنکند.

اے فاطمہ تعجب نہ کران روٹیوں نے ہمارے ہاتھ سے چھوئے جانے کا شرف حاصل کیا ہے اور جس چیز کو ہمارا دست کرامت چھوئے اس پر آگ کا اثر نہیں ہو سکتا۔

شیخ الحمد شین علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو ذکر فرمایا ہے اور جس چیز کو ہمارا دست کیا ہے کہ فتح مکہ مکرمہ کے موقع پر کعبہ معظمه کی بلندی پر نصب کئے ہوئے بتوں کو سر کار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ سے اس لئے نہیں گرایا تھا کہ بتوں نے حسب ارشاد قرآنی جہنم میں جانا ہے اگر آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے دست اقدس سے انہیں گراتے تو ان پر جہنم کی آگ بھی اڑنہ کر سکتی بais وجہ آپ نے حضرت شیر خدا علی مشکل کشار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ میرے کندھے پر سوار ہو کر تم ان بتوں کو گراؤ۔ (مدارج النبوة جلد ۲، صفحہ ۸۷، ۸۶)

آگ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بال مبارک کا ادب کیا

تاریخ کشمیر کی ایک کتاب میں بتایا گیا ہے کہ درگاہ حضرت بل سے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جو موئے مبارک گم ہوا ہے اسے آگ جلانے سے قاصر ہے۔ یہ کتاب ایک نامور کشمیری سورخ غلام مجی الدین صوفی مرحوم نے لکھی ہے جس نے بتایا گیا ہے کہ کشمیر کے ایک حکمران نے ایک بار موئے اقدس کو آزمائش کے طور پر جلتی آگ میں ڈال دیا جس سے اسے ذرہ بھر گزندہ نہیں پہنچا تھا۔ سورخ نے مزید بتایا کہ موئے مبارک ۱۹۹۹ء بہ طابق ۱۹۹۹ء کو مدینہ منورہ سے بیجا پور لایا گیا تھا جب کہ شہنشاہ اور نگ زیب عالمگیر ہندستان پر حکمرانی کرتے تھے۔ (نوائے وقت لاہور کیم جنوری ۱۹۶۳ء)

موعے مبارک تو سر کارِ دو عالم ﷺ کا جزو شریف ہیں اس کو گزند پہنچانے سے آگ کیوں نہ قاصر ہو یہ بیچاری تو ایسی چیز کو بھی گزند پہنچانے سے قاصر ہے جسے نبی مکر ﷺ کے دست کرامت نے صرف مس فرمایا اور اسے جزو بننے کا شرف حاصل نہ ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے واقعات لکھے ہیں۔

ازالہ وهم

ممکن ہے کہ بعض اذہان میں وہم پیدا ہو کہ بات دائرہ امکان میں نہیں تو پھر ہم کیسے مانیں کہ واقعہ ایسا ہوا ہو۔ اس وہم کو یوں زائل کیا جا سکتا ہے کہ یہ مجزہ رسول ﷺ ہے اور مجزہ ہوتا وہی ہے جو دائرة امکان سے خارج ہوا اور مجزہ رہتی دنیا تک قائم و دائم ہے۔

حضر اکرم ﷺ کے موئے مبارک کا ادب

اسی لئے ہم اہل سنت کے معمولات میں ہے کہ ہم رسول ﷺ کے موعے مبارک کی تعظیم تکریم اور آداب بجالاتے ہیں اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ کے موعے مبارک کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا
والضحى والليل اذا يغشى. (پارہ ۳۰، سورہ واللیل، آیت ۱)

صاحب روح البیان اس کے تحت فرماتے ہیں کہ **الضحى** سے کنایہ نور جمال مصطفیٰ ﷺ ہے **اللیل** سے مراد زلفیں پاک ہیں۔

بوضف رخش والضحى گشت نازل

چو واللیل شد زلف دخال محمد

دوسری جگہ فرمایا

دو چشمی ذرگس کہ مازاغ البصر فوانند

در زلف عنبر ینش را کہ واللیل اذیفشنی

موئے مبارک کے متعلق نبوی ارشاد

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ اپنے بال ہاتھ مبارک میں لئے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کو بھی تکلیف پہنچائی یعنی اس کی بے ادبی و تحقیر کی اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی۔ (کنز العمال جلد ۲، صفحہ ۲۷)

اور فرمایا کہ جس نے میرے بال کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے ایڈ ادی اور جس نے مجھے دکھایا اللہ تعالیٰ کو اس نے اذیت پہنچائی اس پر اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کے برادر لعنت فرمائے گا اور اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ ہوگا۔

دیگر معجزہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال لے کر گھر آئے اور انہیں نہایت تعظیم سے اندر رکھا تھوڑی دیر بعد قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ صدیق اکبر اندر آتے ہیں تب بھی بدستور قرآن پاک کی تلاوت جاری ہے لیکن پڑھنے والا کوئی نظر نہیں آتا تجب ناک ہو کر ماجرا سانتے ہیں آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا ملائکہ میرے بال کی حاضری دے کر قرآن پڑھتے ہیں۔

(جامع المعجزات صفحہ ۲۳)

خموہ کے طور پر تبرک کے طور پر عرض کیا گیا ہے تاکہ کند مزاج سمجھ جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوہ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

حل لغات

نہیں، برائے استفہام اقراری۔ چاند، ماہتاب، مجاز اروشن ضمیر والی۔ منزل، درجہ، گھر، جلوہ، دیدار، نمائش۔ آئینہ، جس میں زیب و زیست دیکھی جائے، شیشه، آئینہ کا گھر بمعنی شیش محل وہ مکان جس میں ہر طرف شیشے جڑے ہوئے ہوں مجاز اروشن سینہ۔

شرح

کسی ماہتاب یعنی بلند سے بلند درجہ والا روشن ضمیر والی ایسا نہیں ہے جس میں آپ کا نور نہ جھلکتا ہو اور کوئی روشن سینہ نہیں جس میں آپ کی روشنی نہ پائی جاتی ہو۔ آپ ہی کا نور والا بیت دنیا بھر کے اولیاء کا ملین کو عطا ہوا ہے جس سے وہ خود روشن ہیں اور دوسروں کو بھی روشن فرماتے ہیں۔

جملہ سلاسل اولیاء کے علاوہ آج بطریقہ اُویسیہ حضور غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جاری ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہور حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی فیض اُویسیہ کی ایک جھلک ہے بلکہ اب بھی سلطان العارفین حضرت سلطان باہور حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دعویٰ آپ کے مزار پر جلی قلم سے لکھا ہے کہ کوئی سالک میرے پاس آئے میں اسے سلوک!

کے منازل طے کراؤں گا اور سینکڑوں بندگان خدا حضرت سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے بھرہ ور ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

حل لغات

گلستان (فارسی) باغ، چمن۔ فصل بہاری، موسم بہار لانے والا، مراد غوش پاک۔ نیاز، ضرورت۔ سلسلہ، زنجیر، خاندان۔

شرح

اے غوش پاک آپ موسم بہار ہیں اور کوئی چمن یعنی دنیا کا کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو آپ کی توجہ کے موسم بہار کی ضرورت نہ ہوا اور سارے سلسلے قادر یہ، چشتی، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ ان سب میں آپ ہی کافیض کا فرمایہ ہے۔

چودھویں پندرہویں صدی کے جھلاء صوفی اور پیر

یہ مسلم ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیران پر ہیں یعنی سب کے مرشد برحق بلکہ ولایت کننده ہیں خواہ وہ کسی سلسلہ کا ولی ہو۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی، اویسی وغیرہ وغیرہ یہ نہیں کہ آپ صرف قادر یہ سلسلہ کے سرتاج ہیں اور بس نہیں آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے ولایت کا قلمدان جب تک آپ کی مہربثت نہ ہو یعنی آپ جب تک کسی کو ولایت عطا نہ فرمائیں وہ ولی نہیں بن سکتا۔ تفصیل فقیر نے پہلے عرض کر دی ہے چند حوالہ جات یہاں مناسبت کے طور پر پیش کر دوں تاکہ کسی غلط کارکو پھسلا نے کام موقع نہ ملے۔

شیخ عمر البزاز علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبوں کے سردار ہیں اور اولیاء اللہ کی باغ ڈور آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔ (فائد الجواہر صفحہ ۷۷)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

جو لوگ قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

میرے خیال میں اس مسئلہ میں کسی بھی صاحب طریقت کو اختلاف نہ ہو گا سوائے چند متخصصین کے اس طویل بحث کو
فقیر سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کے اکتفا کرتا ہے جنہیں جملہ اہل طریقت نے سید الطائفہ مانا ہے۔

سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن عالم کیف میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے

”قدمہ علی رقبتی قدمہ علی رقبتی“

اس کا قدم میری گردن پر اس کا قدم میری گردن پر۔

یہ حالت سن کر لوگ حیران ہو گئے۔ عالم کیف کے افاقے کے بعد دریافت کیا تو فرمایا کشف باطن کے ذریعہ مجھے
معلوم ہوا کہ پانچویں صدی میں عارفوں کا تاجدار پیدا ہو گا جو مشیت ایزدی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمائے گا

قدمی هذا رقبتی كل ولی الله

میرا یہ قدم سارے اولیاء کی گردن پر ہے۔

اضطراب شوق میں آج ہی اس کی جلالتِ شان کے آگے میری گردن خم ہو گئی اور عالم کشف میں یہ الفاظ بے ساختہ

میری زبان سے جاری ہوئے۔ (نزہۃ النظر)

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام

باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

حل لغات

راج کرنا، حکومت کرنا۔ خدام، جمع خادم، میاں، مرید اور نام لیوا مراد ہے۔ باج، خراج، محصول۔ نہر، کسی دریا سے
نکالی ہوئی شاخ مجاز افیض حاصل کرنے والا شاگرد۔ دریا، ہمیشہ بہنے والی بڑی نہر، مجاز افیض دینے والا استاذ کامل۔

شرح

اے سید الاولیاء کون سا ایسا شہر ہے جس میں آپ کے دریا کے خدمت گزار اولیاء کرام حکومت نہیں کرتے اور کون
سا ایسا نالہ ہے جس سے آپ کا دریا محصول نہیں حاصل کرتا۔ نہر کے محصول سے مراد لوگوں کا فیض یافتہ اور احسان مند ہونا
ہے اور دریا سے مراد خود فیض دینے والے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اسی لئے بالواسطہ اور

بلا واسطہ ہر جگہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "من حیث الولایۃ" راج ہے اور یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ ممکن ہے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ دنیا کا نظام تین طریقوں سے چل رہا ہے۔

(۱) اہل معرفت (اویاء) کی نگاہ

(۲) اہل شریعت (علماء) کی خدمتِ خلق سے

(۳) اہل حکومت (شہابین اسلام) کی سیاست (اور حضور غوثِ اعظم ان تینوں کے سربراہ ہیں)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین طریقے

شیخ موصیٰ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں سید عبدالقدار جیلانی قدس سرہ کو ان کے اپنے مدرسہ بغداد میں کھڑے دیکھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ بحود بر کے تمام مشائخ اس میں جمع ہیں۔ شیخ عبدالقدار ایک بلند تخت پر جلوہ فرمائیں ہوں گے اور عالمہ ہر ایک ایک طریقہ بعض اولیاء اللہ کے دو طریقے تھے لیکن شیخ عبدالقدار کے عما میں کے تین طریقے تھے۔ میں اس خواب سے حیران تھا جب بیدار ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام کو سرہ انے کھڑا دیکھا اور آپ فرمائے ہیں کہ ایک طریقہ شریعت کا، ایک طریقہ حقیقت کا اور ایک حقیقت کا۔ (زبدۃ الاسرار صفحہ ۵۵)

عقلیٰ کائنات

خلق کائنات نے دور سابقہ قانون بتایا

وَقَفَيْنَا مِنْ بَعْدِهِ الرَّسُولُ.

یعنی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔

لیکن چونکہ ہمارے آقا محبوب خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ مسدود تھا اس لئے شریعت مطہرہ کو تھامنے اور مسلم قومیت کا از سرنو زندہ کرنے کے لئے قدرتِ خداوندی نے ایک ایسے برگزیدہ نفسِ قدسی کو چھانٹ لیا جس نے دنیا کو پھر اسی شاہراہِ مستقیم پر چلا دیا جس پر حضور ﷺ کی امت کو چھوڑ گئے تھے۔ اپنی نیابت میں حضور غوثِ اعظم کو قطبیت و غوثیت کی سند میں عطا کر کے اولوالعزمی کی پوشاش امور کمایت کا تاج سر پر رکھ کر اصلاحِ قوم پر مأمور فرمادیا۔ اسی لئے آپ قطبِ الاقطاب، غوثِ الاغیاث اور مقتدی اولیاء عظام ہی ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی گروہ انبیاء میں بے مثل و بے نظیر اور سردار انبیاء ہیں۔ اسی طرح حضور غوثِ اعظم گروہ اولیاء میں بے مثل بینظیر سرتاج اولیاء ہیں اور "قدمی هذا على رقبة كل ولی الله" آپ کی ہی شان ہے آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردان پر ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر نبی علیہ السلام میں نبوت کے علاوہ ولایت بھی ہے۔ حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہوئی تو ولایت ختم نہ ہوئی صحابہؓ شاشهؓ

کے بعد ولایت کا باب علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہوا۔ ان کے بعد نیابت ولایت اہل بیت میں منتقل ہوئی جو آخری امام اہل بیت کے بعد حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل کر دی گئی سیدنا مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تک یہ سلسلہ آپ کے قبضہ میں ہے جسے چاہیں ولایت سے نوازیں جسے چاہیں معزول فرمائیں۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حل لغات

مزرع، کھیت۔ چشت، ایک گاؤں کا نام جہاں سے سلسلہ چشتیہ کی ابتداء ہوا۔ بخارا، ماوری انہر یعنی ترکستان کے ایک مشہور و معروف شہر کا نام۔ حضرت امام بخاری، صحیح بخاری شریف کے مؤلف امام اسماعیل وہیں کے رہنے والے تھے یہاں چاروں سلسلوں میں سے ایک سلسلہ نقشبندی کے بانی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ علیہ الرحمۃ مراد ہیں۔ یہ بزرگ بھی وہیں کے رہنے والے تھے جو عراق میں ہے۔ اجیر، راجپوتانہ کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین شافعی سہروردی علیہ الرحمۃ سہروردیہ کے رہنے والے تھے جو عراق میں ہے۔ اجیر، راجپوتانہ کے ایک مشہور شہر کا نام ہے جہاں تبلیغ کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے گئے اور وہیں اپنا مرکز بنایا اور وہیں آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار مقدس آج تک مرجح خلائق ہے آپ حضرت عثمان ہارونی چشتی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ خاص تھے۔
کشت، کھیت۔ جھالا، موسلا دھار بارش۔

شرح

چشت اور بخارا اور عراق اور اجیر شریف وغیرہ جتنی بھی جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندے پیدا فرمائے ہیں یہ سب جگہیں اے غوث الشفیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے فیضان کرم سے سیراب ہیں۔

چشت

چشتیہ سلسلہ اسی بستی مبارک کے نام سے منسوب ہیں اگرچہ ہمارے ملک ملک ہندو پاکستان میں اس کی شهرت حضور غریب نواز سیدنا اجیری قدس سرہ کی وجہ سے ہوئی اور حضور غریب نواز ہوں یا ان کے شیخ یا ان کے شیخ المشائخ سب زگاہ غوثی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمور ہیں چنانچہ حضور فرید الملت والدین حضرت خواجہ غلام فرید چڑھا شریف قدس سرہ سے سوال ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب رقبہ ہیں تو آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ

اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھا رہ سال ہو گی اور یہ عمران کی ابتدائی سلوک کی ہے ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اصحاب رقبہ ہوں تو عجب نہیں اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنی قدس سرہ اصحاب رقبہ ہوں گے۔

فائده

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مراد اصحاب رقبہ سے یہ ہے کہ غوثِ اعظم کے رویہ و سر جھکایا یا غائبانہ (روحانی طور) اور حضرت غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورانِ اعلان کم عمر تھے لیکن ہم کہتے ہیں کہ سر جھکایا ضرور خواہ بعد کو یا اسی کم عمری میں۔ چنانچہ حضرت علامہ فیض احمد صاحب مدظلہ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات و ریاضات میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روحانی طور پر جناب غوثِ اعظم کا مندرجہ بالا ارشادِ گرامی سن کر اپنی گردان اس قدر ختم کی کہ پیشانی ز میں کوچھوں نے لگ گئی اور عرض کی

”قد ماک علی راسی و عینی“

آپ کے دونوں قدم میرے سر اور آنکھوں پر ہوں۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اظہارِ نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سیدنا غیاث الدین کے صاحزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث غریب ولایت ہند سے سرفراز کے جائیں گے۔

شیخ صنعن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق ان سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکورہ بالا فرمان روحانی طور پر انہوں نے بھی سنائیں مگر آس جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامل ہوئے جس پر اسی وقت ان کی ولایت و بصیرت سلب ہو گئی اور تمہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر ان کے ایک ارادت مند کی عاجزی و خدمت گزاری کے باعث جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متوجہ ہو کر انہیں کفر سے بچایا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔

فائده

یہ اشعار دراصل ”قدمی هذه على رقاب اولیاء الله“ کی تفسیر ہیں جنہیں مختلف پہلوں سے بیان کیا

جار ہا ہے۔

قدمی علیٰ رقبۃ الخ کا مفہوم

جناب غوثِ اعظم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سمجھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ حکمِ الہی کہے گئے تھے مگر وسعت فرمان کے معاملہ میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متفقہ میں میں مختلف حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں حضرت امام مہدی بھی شامل ہیں لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متفقہ میں و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیاء سے مراد وہ ولی اللہ ہیں جو اصحاب و ائمہ اہل بیت وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”قدم غوثِ حلیٰ برگردان ہروی“ میں ہے۔

اور محبوب ہیں ہاں پر سمجھی کیساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہئے والا تیرا

حل لغات

اور، دوسرے کثرت سے محبوب، پیارے دوست۔ ہاں، بیٹک۔ پر، لیکن۔ سمجھی، سب ہی سب کے سب کیساں، برابر مساوی۔ یوں تو، اس طرح تو۔

شرح

اللہ تعالیٰ کے بے شمار پیارے اور دوست ہیں لیکن یقیناً سب برابر اور مساوی نہیں ہیں۔ ان کے مقابلے میں آپ کا درجہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ بلند فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ سے جو پیار و محبت رکھنے والے ہیں وہی محبوبانِ الہی ہیں اور جس نے آپ کو نہ چاہا وہ مردود بارگاہِ الہی ہے کیونکہ آپ کو ہی اللہ تعالیٰ نے منع و لایت اور سید الاولیاء والا قطاب بنایا ہے الہذا بڑے سے بڑا بزرگ آپ کے زیرِ سایہ عاطفت ہوتا ہے۔

رد غلاة

اس شعر میں اس پیغوفِ غالی کا رد ہے جس نے حضور نظام الدین اولیاء کو محبوبِ الہی کے لقب کی وجہ سے کہہ دیا ہے کہ آپ حضور محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں۔ اس کی تشریح و تردید آگے چل کر عرض کروں گا یہاں چند ان:

محبوبوں کی باتیں پڑھ لیں جو محبوب سجانی قطب ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے والے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چاہنے سے مراد کسی سے پیار اور محبت خواہ چاہنے والا افضل بھی ہو۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آپ کا ہر چاہنے والا محبوب ہے لیکن آپ کی شان نزالی ہے کہ آپ کو سمجھی چاہتے۔ متعدد کتابوں میں ہے کہ ایک دفعاً ایک راہب جس کا نام سنان تھا آپ کی مجلس میں آیا اور آپ کے دستِ مبارک پر اسلام سے مشرف ہوا۔ اس نے عامِ مجتمع میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یعنی کارہنے والا شخص ہوں میرے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوا میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو شخص اہل یمن میں سب سے زیادہ تحقیق پر ہیز گار متدین مبشر اور افضل ہوگا میں اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا میں اس فکر میں تھا کہ مجھے نیند آگئی میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے سنان! تم بغداد جاؤ اور شیخ عبدال قادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

شیخ موصوف بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ مجلس وعظ میں تیرہ عیسائی آپ کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے ان عیسائیوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ نصاریٰ عرب ہیں ہم مسلمان ہونا چاہتے تھے مگر متعدد تھے کہ کس کے ہاتھ پر ایمان لا کیں اسی اثناء میں ہائف نے پاک کر کہا کہ تم لوگ بغداد میں جاؤ اور شیخ عبدال قادر جیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو کیونکہ اس وقت جس قدر ایمان تمہارے دلوں میں ان کی برکت سے بھرا جائیگا اس قدر ایمان تمہارے قلوب میں بھرا جانا اور کسی جگہ ممکن نہیں۔ (مرأۃ الفیهان از امام یافعی، فلاند الجواہر صفحہ ۱۸ اورغیرہ)

ملائکہ چاہنے والے

منقول ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں جواب دیا کہ میں دس برس کا تھا گھر سے مدرسے جاتے وقت دیکھتا کہ فرشتے میرے ساتھ چل رہے ہیں پھر مدرسہ میں پہنچنے کے بعد وہ فرشتے دوسراے لوگوں سے کہتے ولی اللہ کے لئے جگہ دو۔

ایک دن مجھے ایسا شخص نظر آیا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے ایک فرشتے سے پوچھا یہ کون لڑکا ہے جس کی اتنی عزت کرتے ہو اس فرشتے نے جواباً کہا یہ ایک ولی اللہ ہے جو بہت بڑے مرتبہ کا مالک ہو گاراہ طریقت میں یہ وہ شخصیت ہے جسے بغیر روک ٹوک کے نعمتیں دی جا رہی ہیں اور بغیر کسی حجاب کے تسکین و قرار عنایت ہو رہا ہے اور بغیر کسی جھٹ کے تقریب مل رہا ہے۔ الغرض چالیس سال کی عمر میں میں نے پہچان لیا کہ پوچھنے والا اپنے وقت کا ایک ابدال تھا۔

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہو گی اور ان کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہو گیا جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے زندگی کے تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہو گا آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے جب کہ آپ کے دامیں طرف شریعت کا سمندر بائیں طرف حقیقت کا سمندر جس میں سے آپ چاہیں فیض یا بہوں آپ کی نظیر کوئی نہیں ہے۔

وعظ

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتے میں قریباً تین بار مجلسِ عظ منعقد فرماتے تھے۔ وعظ کیا ہوتا تھا علم و حکمت کا ایک ٹھانھیں مرتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ لوگوں پر وجود انی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں، بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور کپڑے پھاڑ لیتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے، کئی مرتبہ لوگ بحالتِ بے ہوشی واصلِ حق ہو جاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور ارواح طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز دور و زدیک بیٹھے ہوئے سب لوگ یکساں سنتے۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ بالالتزام ان مجالس میں حاضری دیتے تھے آپ سے بکثرت خوارق و کرامات کاظہ ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس کا انعقاد بغداد میں ہوتا مگر آپ کے ہم صر اولیاء اللہ یعنی حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طفسونجی اور شیخ عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن مسافر وغیرہم اپنے اپنے شہروں میں اسی وقت پر اپنے اپنے ارادت مندوں اور شاگردوں کے ہمراہ دائرے بنائے بناؤ کر بیٹھ جاتے اور نہ صرف حضرت غوثِ اعظم کے مواعظ سنائے بلکہ انہیں قلمبند بھی کرتے پھر جب کبھی بغداد آنے کا موقع ملتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں قلمبند شدہ تحریرات کے ساتھ موازنہ کرتے تو سر موافق نہ پایا جاتا۔

فائده

حضرت احمد رفاعی قدس سرہ چاہئے والوں میں ہیں تو ان کا مرتبہ کیا ہے۔

تعارف

آپ حضرت غوثِ پاک کے ہم صر اولیاء اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب میں سلام کا جواب بھی سنائے اور چو ما بھی۔ مبارک باہر نکالا تو آپ نے ہزاروں کے مجمع میں سلام کا جواب بھی سنائے اور چو ما بھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم صر ایک بزرگ۔

ہیں حضرت سید احمد کبیر رفائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ بہت بڑے اولیاء کبار میں سے ہیں مگر حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر مشہور نہیں ہوئے۔ (افاضاتِ الیومیہ جلد اصنفہ ۲۰)

امام سیوطی نے فرمایا کہ شیخ احمد رفائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر اشعار میں حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دینے کی خواہش کا ظہار عرض کیا تو عرض کرنے پر فظہرت لہ یہاں نبی ﷺ فقبلہ فقبلہ۔

سرکار دواعالم ﷺ نے ہاتھ مبارک نکالا اور انہوں نے بوسہ دینے کا شرف حاصل کیا۔

(نزہۃ المجالس جلد اصنفہ ۱۵۹، الحاوی للتفاوی السیوطی جامع کرامات الاولیاء جلد، صفحہ ۲۹۳، ۲۵۲، ۲۵۱، فضائل حج، فلاںدر الجواہر صفحہ ۸۲، حاشیہ تفریح الخاطر صفحہ ۲۵ وغیرہ وغیرہ)

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

حل لغات

سو، ایک سو، مجازاً بے شمار۔ فرد، لوگ۔ سراپا، سر سے پاؤں تک۔ بفراغت، اطمینان و آرام سے۔ اوڑھیں، بدن کپڑے سے چھپائیں۔ تگ، چھوٹی۔ اترنے کو ہو، اتارے جانے اور استعمال ترک کرنے کے قابل ہو۔ نیما، چھوٹا جامد، کپڑا۔

شرح

اے غوثِ پاک آپ کامبرک جامد جو آپ کو چھوٹا ہو گیا ہو اور اسی سبب سے اترادینے کے قابل ہو چکا ہوا گر آپ اسے اترادیں تو آپ کی برکت سے وہ تگ جامد سینکڑوں لوگ سر سے پاؤں تک نہایت اطمینان اور آرام سے اوڑھ سکیں گے۔

مقصد یہ ہے کہ جس مقام سے آپ گزر چکے ہیں اور جو آپ کی عظمت شان کے آگے تگ ہو گیا ہے اس میں سو اولیاء کرام اطمینان سے رہ سکتے ہیں۔

مرتبہ غوث جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب الابرار حضرت بدیع الدین شاہ مدرسی قاضی شہاب الدین جونپوری نقل کرتے ہیں کہ بعد اہل بیت اور صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبہ وراء الوراء سے سوائے ان تینوں ولیوں کے اور کوئی ولی آج تک فائز نہیں ہوا۔
 (۱) حضرت خواجہ اولیس قرنی

(۲) حضرت جنید بغدادی

(۳) حضرت بہلول دانا اور وراء الوراء ایک مرتبہ عالیٰ ہے کہ اس سے بلند تر ولایت میں دوسرا درجہ نہیں اور جناب محبوب سبحانی اس مرتبہ میں مثل شہنشاہ ہیں نہ کوئی آج تک ایسا پیدا ہوا یہ مرتبہ آپ کی ذاتِ اقدس پر ختم ہو گیا۔
 (مجموعہ میلا در شریف)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ باب مطلب فی حکم ما اذا قال قائل يعلم الغیب صفحہ ۲۲۲ میں فرمایا

قال الیافعی وروی مسنداً عنه اعنی الشیخ عبد القادر شیخاً ارسل يقولون له ان لی اربعین سنة فی درکات باب القدر- فما رأيتك ثم فقال الشیخ عبد القادر فی ذلک الوقت لجامعة من اصحابه اذهبوالی فلان تجدون جماعته فی بعض الطريق ارسلهم الى بکذا فردوهم معکم اليه ثم قولو له سلم عليك الشیخ عبد القادر ويقول لك انت فی الدرکات ومن هو فی الحضرة لا يرى من فی المخدع وانا فی المخدع ادخل وآخر من باب السر حيث لا ترانی بارة ان خرجت لك الخلعة الفلانیة فی الوقت الفلانی على يدی خرج وھی خلعة الرضا وبامارۃ خروج التشریف الفلانی فی اللیلة الفلانیة لك یدی خرج وهو تشریف الفتح وبامارۃ ان خلع عليك فی الدرکات یمحصر اثنی عشر الف ولی وھی خلعة الولاية وھی فرجیة خصر آء طرازها سورۃ الاخلاص على يدی خرجت لك فانهوا فوجدوا جماعة ذلک الشیخ فردوهم ثم اخبروه بما ذکرہ الشیخ عبد القادر فقال صدق وهو صاحب الوقت التصرف.

امام یافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شیخ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ میں چالیس سال سے درکات قدرت میں ہوتا ہوں لیکن آپ کوئی دیکھتا اور اسی وقت حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے چند خادموں کو فرمایا کہ فلاں شیخ کی طرف جاؤ اور اس کے اصحاب کو جو ہماری طرف بھیجے ہیں راستے میں مل کر ان کو شیخ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ

شیخ عبدالقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ درکات میں ہے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ والے کو نہیں دیکھتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع والے کو نہیں دیکھتا اور میرا مقام مخدع ہے میں تھنی دروازہ سے آتا جاتا تھا اس لئے تو نے مجھے نہیں دیکھا اگر تو اس بات کی تقدیق کرنا چاہتا ہے تو وہ خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی وہ میرے ہی ہاتھ سے آئی تھی اور وہ خلعت رضا تھی اور دوسرا بات آپ کی تقدیق کے لئے یہ ہے کہ فلاں رات کو جو فتوحات تم کو ہوئیں وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی اور وہ فتح کا شرف تھا اور تیسری علامت یہ ہے کہ درکات میں بارہ ہزار ولی کو خلعت والا بیت دی گئی اور وہ سبز خلعت کہ جس کی طبریزیں سورہ اخلاص کی تھیں میرے ہاتھ بھیجی گئی۔ حضرت شیخ عبدالقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدام اس شیخ کے اصحاب کو راستے میں ملے تو ان کو واپس شیخ کی خدمت میں لے گئے اور جو پیغام حضرت شیخ عبدالقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا بیان کیا اس شیخ نے کہا

صدق و هو صاحب الوقت والتصریف .

یعنی حضرت شیخ عبدالقدار سلطان الوقت اور صاحبِ تصرف نے سچ فرمایا۔

فائدة

اس مضمون سے ثابت ہوا کہ ولایت کا ہر مرتبہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل اور ان کے ہاتھوں نصیب ہوتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اولیاء کو اس کا علم بھی نہ ہوتا ہو جیسے مذکور ہوا اور اس میں کسی سلسلہ کی کوئی قید نہیں۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے جیسے کہ گزر۔

امام شہزادی قدس سرہ

نے الیاقیت والجوہر میں لکھا ہے کہ ”قطابۃ کے لئے اعالم کی حکومت ہوتی ہے دنیا و آخرت کا عالم ایک ہے“،

اور لکھا ہے کہ

وہذا لا مر لا يعرفه من التصف بالقطبية.

یہ وہ جانتا ہے جو قطبیت سے موصوف ہوتا ہے

اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مرتبہ مسلم ہے۔

مولانا عبدالرحمن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سے پوچھا گیا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ ”قدمی علی رقبہ کل ولی“ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام امت کے اولیاء سے افضل ہیں حالانکہ دیگر سلاسل میں بھی غوث و قطب ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب

دیا کہ ہر ولی کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے اور حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ حضرت پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہیں چونکہ خاتم الانبیاء افضل الانبیاء علیہ السلام ہیں اسی لئے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تمام اولیائے امت سے افضل ہوئے۔

برکة المصطفى في الهند شيخ المحدثين

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

شیخ محقق قدس سرہ نے لکھا ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لئے تقدم و تاخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متفقہ میں و متاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود و عدول کی ثابت زیادہ راجح ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیاء وقت نے تائید کی۔

(انوار الرحمن لتویر الجان، زبدۃ الآثار صفحہ ۲۲۳)

نیز فرمایا

اگر دیگران قطب انداد قطب الاقطاب است و اگر ایشان سلاطین او سلطان السلاطین - محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید و ملت کفر ار ابمیر انید کہ الشیخ یحییٰ ویمیت زہی مرتبہ کہ ایجادِ دین از حی و قیوم است و احیازوے۔ غوث الثقلین آنرا گوند کہ جن و انس همه بوج پناہ جوئند۔ من بیکس نیز پناہ بوئے جسته ام و بر درگاہ افتاده مراجوز عنایت او کس نیست و بغير لطف او فريادرس نه۔ (اخبار الاحیا صفحہ ۳۱۵)

اگر دوسرے قطب ہیں تو حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب ہیں اور اگر وہ با دشہ ہیں تو حضور شہنشاہ ہیں (با دشاہوں کے با دشہ) آپ کا لقب مبارک مجی الدین ہے کیونکہ آپ نے دینِ اسلام کو زندہ کیا ہے اور ملت کفر کی بخشکی کی ہے کیونکہ شیخ (کامل) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے سبحان اللہ کیا شان ہے کہ دین کے موjud اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہیں اور زندہ کرنے والے لیکن وہی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خوش سیدنا غوثِ اعظم کو غوث الثقلین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جن و انسان آپ سے پناہ چاہتے ہیں اور میں انہیں کی بارگاہ میں پڑا ہوں آپ کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں۔

از الہ وہم شرک

یہ مجاز ہے جیسے مولوی قاسم نانوتوی نے کرم احمدی سے استغاثہ کیا ہے
 قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
 مدد کرائے کرم احمدی کئیں تیرے
 (قصائد قاسمیہ)

گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے
 کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حل لغات

جھکنا، مجاز آتو اضخ کرنا۔ سر بچھ جانا، ہر زمین پر رکھ دینا۔ دل ٹوٹ گئے (ترجمہ از ڈکشنری) کشف ساق، یعنی جھلی الہی کا نی طہور نہیں تھا بلکہ یہ تو آپ کے قدم پاک کا جلوہ تھا۔

شرح

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک خاص جھلی فرمائے گا اور سارے اہل ایمان اس جھلی کو دیکھ کر بجدے میں گر پڑیں گے مگر منافق و کافر بجدے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ غوث پاک آپ کے قدم پاک کو دیکھ کر بہت سے اولیاء کرام یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جھلی الہی ہے بجدے میں گر پڑے اور دہشت زدہ ہو جائیں گے حالانکہ جھلی الہی نہ تھی بلکہ قدم پاک غوث الشقلین کا کرشمہ تھا۔

کشف ساق

یہ تو قیامت میں ہی ہو گا لیکن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مظہر نور الہی ہیں اس لئے آپ نے بحکم خداوندی جب قدم کی جھلک دکھائی کہ جس سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا تو بعض اولیاء نے سمجھا کشف ساق ہوا اسی لئے سجدہ ریز ہو گئے۔

حاشیہ حدائق میں ہے

انہ لم یکن الا جلوة العبد لا تجلی المعبود كما قسجد اهل الجنۃ حسین یرون نور داء عثمان رضی الله تعالیٰ عنہ عند تحوله من بیت الی بیت زعمأً منهم انه قد تجلی ربهم تبارک و تعالیٰ کما ورد فی الحديث.

وہ نہ ہو گا مگر جلوہ عبد نہ کہ جھلی حق یا یہ ہے جیسے اہل جنت سجدہ میں گر جائیں گے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر!

کا نور دیکھیں گے جب وہ جنت کے ایک گھر سے دوسرے گھر کو جانے لگیں گے لوگوں کا خیال ہو گا کہ یہاں کے رب کی تجلی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

تاج فرق عراء کس کے قدم کو کہتے
مرجئے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

حل لغات

تاج، بادشاہی، ٹولی۔ فرق، سر۔ عراء، عارف کی جمع، خدا شناس، اللہ والے لوگ۔ جسے، جس کو۔ باج، خراج، لیکس۔ وہ پاؤں ہے کس کا، وہ کس کا پاؤں ہے یہ سوال ہے۔ تیرا، یہ سوال مذکور کا جواب ہے۔

شرح

حضرت شیخ موی زری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ عبدال قادر جیلانی قدس سرہ کا نہایت ہی ادکرتے تھے آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء و سید العارفین ہیں اس لئے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن کے مرشد ہیں بلکہ آپ بعض ملائکہ کے بھی پیر ہیں جیسا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ارشاد گرامی ہم پہلے لکھ آئے کہ آپ شیخ الانس والجن و ملائکہ ہیں۔

رجال الغیب نے مژده سنایا

ایک روز ایک شخص جسے میں اس وقت نہ جانتا تھا ہم پر گزرا۔ جب اس نے فرشتوں کو یہ کہتے سن تو ان میں سے ایک سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ جواب ملا کہ

سیکون له شان عظیم هذا يعطی فلا يصنع ويمكن فلا يحجب ويقرب فلا يمكربه.

(زبدۃ الاعمار صفحہ ۲۳)

یعنی اس کی بڑی شان ہو گی اسے عطا کیا جائے اسے قادر کر دیا جائے گا اور محروم نہ کر کھا جائے گا اسے مقرب بنایا جائے گا اور اس کے ساتھ مکر نہ کیا جائے گا۔

فائدة

یہ حوالہ بتاتا ہے کہ رجال الغیب نے بچپن سے ہی تسلیم کر لیا تھا کہ آپ غوث الاغواث ہیں۔

ملائکہ خدام تھے

دس برس کی عمر میں آپ اپنے شہر کے مکتب میں پڑھنے جایا کرتے کیونکہ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں دس برس کی عمر میں اپنے شہر میں گھر سے نکلتا اور مدرسے سے جایا کرتا تھا میں فرشتوں کو اپنے پیچھے چلتے دیکھتا جب مدرسے پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سنتا کہ اللہ کے ولی کو جگہ دو کہ بیٹھ جائے۔

ازالہ وهم

معزز لہ فرقہ سے متاثر ہو کر کوئی اسے مبالغہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ حقیقت ہے کیونکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء کرام عام ملائکہ عظام سے افضل ہیں اور معزز لہ تو ملائکہ پر نبوت کی فضیلت کے بھی منکر ہیں اہل سنت کے دلائل میں ایک دلیل "علم آدم الاسماء" ہے اسی قاعدہ پر اولیاء کرام کو عام ملائکہ عظام سے افضل مانا گیا۔ تفصیل علم کلام میں ہے چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت شیخ عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی شہرت آسمان وزمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء الاعلیٰ میں آپ کا لقب اشہب ہے آپ قطب وقت ہیں ان کی کرامات اور مقامات کی تقدیق کرنے والانفع حاصل کریگا۔ (فائدہ الجواہر صفحہ ۶۷)

تصدیق الملائکہ

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹ میں ہے کہ جب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "قدمی هذارقبہ کل ولی اللہ" میراً قدماً تمام اولیاء اللہ کی گردان پر ہے تو ملائکہ کرام نے جواباً فرمایا "صدقت یا عبد اللہ" اے اللہ کے بندے آپ نے بچ فرمایا۔

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جائیں
حضر کے ہوش سے پوچھئے کوئی رتبہ تیرا

حل لغات

سکر، نشہ کی حالت شراب وغیرہ کا نشہ جس سے عقل پر پرده پڑ جاتا ہے، اولیاء کرام پر ایک حالت گزرتی ہے جس کو سکر کہتے ہیں۔ حضر، ایک بڑے باعظمت پیغمبر جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

شرح

اے مرتب علیاً دا لے آقا! آپ کی عظمت کو وہ لوگ کیا سمجھیں جو اپنے ظاہری علوم و فنون کے نشے میں رہتے ہیں!

اور تجلیاتِ الہی کی کثرت کی وجہ سے مدھوٹی کے عالم میں یہ حالت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب طرف کی کمی اور تجلی کی زیادتی ہوتی ہے۔

حضرت خضر جو کہ ہمیشہ سہو میں رہتے ہیں اور حالت سکر بھی ان پر طاری نہیں ہوتی اسی لئے ان سے آپ کا مرتبہ معلوم کیا جائے کہ کتنا بڑا ہے ہاں جب علم ظاہری کا نشر اتر جائے تو پھر معلوم ہو گا کہ کتنا فیع المنزلت ہیں مثلاً ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

منکرین غوث اعظم

آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ کی جماعت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جو مدت العمر آپ کے فضائل سے منکر رہا ہو۔ ہاں علماء کی جماعت میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی، معاندت میں کوئی دلیقتو گذاشت نہیں کیا لیکن بعد میں تائب ہو کر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور آپ کے حلقة ارادت میں داخل ہو گئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو الفرج عبد الرحمن معروف بے ابن جوزی حدیث و تفسیر میں امام زمانہ تھے جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا۔ علم حدیث، علم تاریخ اور علم ادب میں آپ کی تصنیفات بکثرت ہیں چنانچہ موضوعات تلبیس ابلیس منتظم فی تاریخ الامم تلیقح فهوام الاشراة فی التاریخ والسیرة اور لفظ المنافع وغیرہ بہت سی کتب آپ ہی کی تصنیف ہیں۔

آپ کی تصنیفات کے متعلق علامہ ابن خالکان کا قول ہے کہ ابن جوزی کی تصنیفات احاطہ و اندازہ سے باہر ہیں۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ ابن جوزی نے انتقال کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے یہ جھرے میں ہے مرنے کے بعد مجھے نہ لائیں تو غسل کے لئے اس تراشہ سے پانی گرم کریں چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا پانی گرم ہو کر کچھ تراشہ فتح رہا۔

علامہ ابن جوزی ۱۵۰ھجری میں پیدا ہوئے اور ۷۵۹ھجری میں بغداد کے اندر آپ نے انتقال فرمایا اور باب المحرف میں مدفون ہوئے۔

علامہ موصوف حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے اہل ظاہر کو چونکہ بوجہ نافہ کے اہل باطن کے ساتھ بالعموم کاوش رہتی ہے اس لئے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اسرار کو خلاف ظاہر شریعت جان کرنا کار دکرتے اور طعن و تشنج میں بڑے زور سے حصہ لیتے تھے بسا اوقات تو آپ کے حق

میں سخت و سست اور دل شکن الفاظ بھی کہہ جایا کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت نہ صرف حضور غوثیت آب تک ہی محدود تھی بلکہ دیگر مشائخ و صوفیہ کی نسبت بھی وہ اکثر ختنی اور درشتی سے کام لیا کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو باعتبار فلسفہ تصوف دنیا کی تمام شاکستہ قوموں میں یکتامانے گئے ہیں ان کی تردید بھی ابن جوزی نے کئی جگہ کھلے دل سے کی ہے اور جن کا جواب کئی اہل معارف نے اپنی تصنیفات میں دیا ہے جن میں سے ایک کتاب ”قواعد الطریقۃ فی الجمیع بین الشریعۃ والحقیقتۃ“ سید احمد زدنی کی تصنیفات سے ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل ذکر اپنے رسالتہ ”مدح الحبرین“ میں کیا ہے علاوہ ازیں عبد الدیافی نقی نے بھی ان باتوں کا جواب اپنی تالیفات میں دیا ہے۔

الغرض علامہ ابن جوزی عرصہ تک حضرت غوثی عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخرف رہے لیکن آخر میں ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلطی پر ہیں اپنے انکار سے تائب ہوئے اور حضور غوثیت آب کے ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا اقرار کیا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشکلۃ کے فارسی ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ حرم شریف میں ایک رسالتہ میری نظر سے گزر اجس میں لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ عصر ابن الجوزی کو غوثی عظیم کی خدمت میں لے گئے اور معافی مانگی آپ نے معاف فرمادیا۔

علامہ ابن جوزی کا رجوع

قلائد الجواہر و بہجۃ الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ ابوالعباس ابن جوزی کے ہمراہ حضور غوثی عظیم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ترجمہ پڑھانے میں مصروف تھے قاری نے ایک آیت پڑھی۔ آپ نے وجہہ بیان کرنے شروع فرمائے ابوالعباس ابن جوزی سے پھر وجبہ کے متعلق پوچھتے کیا آپ کو معلوم ہے وہ اثبات میں جواب دیتے گئے۔ اس کے بعد آپ نے پوری چالیس و جنیں بیان فرمائیں اور ہر ایک وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے گئے اور حافظ ابوالعباس کے پوچھنے پر ابن جوزی اخیر تک ہر وجہ پر نہیں میں جواب دیتے رہے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ آخر حضرت غوثی عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت علم پر نہایت متعجب ہو کر بے اختیار کہنے لگے کہ ہم قال کوچھوڑ کر حال کی طرح رجو ع کرتے ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا۔

خوش اعتقادی

پھر اسی محدث ابن جوزی قدس سرہ کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کہا کرتے

لامرید الشیخ اسعد من مرید الغوث.

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے کوئی مرید بڑھ کر خوش بخت نہیں۔

از الہ وهم

مخالفین یعنی منکرین مکالماتِ مصطفیٰ ﷺ و کراماتِ اولیاء کی عادت ہے کہ حقیقتِ حال پر پرده ڈال کر دھوکہ دے دیتے ہیں مثلاً انہیں ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ عبارت انکار اولیاء میں پیش کریں گے جو آپ کی رجوع الی الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل کی ہوں گی اسی سے عوامِ اہل اسلام آگاہ رہیں۔

اگر کوئی دھوکہ کرے بھی اس سے اولیاء کرام کی شان میں کمی نہیں آئے گی انکار کرنے والے کا اپنا انجام بر باد ہو گا۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیر حفیض

اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارا تیرا

حل لغات

چھوٹا ہی چاہیں، کم درجہ کا ہی چاہتے ہیں۔ کہ، برائے تعلیل کیونکہ۔ زیر، نیچے۔ حفیض، پستی۔ اوج، بلندی، عروج۔ ستارا، اوج پر ہونا مجاز بلند نصیبہ والا ہونا۔

شرح

اے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم نار سار کھنے والے مخالف تو آپ کو ہر طرح کم مرتبہ والا ہی کہنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود پستی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ اتنے بڑے نصیب والے ہیں کہ قسمت کے ہر بلند ترین مقام سے بھی کہیں بلند ترین مقام پر آپ کا ستارا چمک رہا ہے۔

غوث اعظم بڑے نصیب والے

حضرت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے همصر تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث پاک نے ایک شبِ خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں میرے مکان پر تشریف لائے اور خوش ہو کر مجھ سے فرمایا اے نورِ اعینِ ادھر آئیں میں فوراً آپ کے پاس گیا نہایت محبت سے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو تخت پر بٹھایا اور شفقت سے میری پیشانی پر بوس دیا اور پیرا ہن مبارک جو پہنچ تھی اسے اتار کر مجھے پہنا دیا اور فرمایا

هذا خلعة الغوثية على الاقطاب والابدال والاوتداد.

اور بعد عطاۓ خلعت غوثیت مجھ کو رخصت فرمایا اور تشریف لے گئے مرتبہ غوثیت یہ ہے۔ رسالتہ الاولیاء میں سید ہاشم علوی یجا پوری تحریر فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی ملک کا منصب ولایت پر منصوب ہوتا ہے تو پہلے حکم خداوند عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا جتا ہے آپ اس کو جانب غوث الاعظم کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ اس کو اگر لاکن ولایت کے دیکھتے ہیں تو نام اس کا ففتر ولایت میں درج کرتے ہیں اور یہی دستور آپ کے عہد غوثیت سے ہے۔ (تفريح الخاطر، مناقب غوثیہ، تنغیب الناظر)

ولادت غوث اعظم رضی الله تعالى عنہ کی بشارت

آپ کے والد ماجد ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مع صحابہ کرام الاولیاء عظام تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں
 يَا بَأَبِي صَالِحٍ أَعْطَاكَ اللَّهُ تَعَالَى أَبْنَا صَالِحًا وَهُوَ وَلَدُ مَحْبُوبٍ وَمَحْبُوبُ اللَّهِ تَعَالَى سَبَّحَانَهُ وَتَعَالَى
 شَانَهُ وَسِيكُونَ لَهُ شَانٌ عَالَى فِي الْأُولَيَاءِ وَالْاقْطَابِ كشانی بین الانبیاء ورسل۔ (مناقب غوثیہ)
 اے ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرزند صالح عطا فرمایا ہے وہ نہز لہ میرے بیٹے کے ہے میرا اور اللہ عزوجل کا محبوب ہے۔

اولیاء و اقطاب میں اس کا مرتبہ ایسا ہو گا جیسے میر امرتبہ جملہ انبیاء و مرسلین میں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء چون محمد ﷺ درمیان انبیاء

شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

روح روایا یہاں تو وہاں اشک حور تھا

فائدة

یہ بشارت بتاتی ہے کہ با تشناء صحابہ و اہل بیت باقی تمام اولیاء کرام سے افضل ہیں۔

ولادت کی کرامت

آپ کی ولادت کی شب تمام صوبہ گیلان میں ایک لڑکی بھی پیدا نہیں ہوئی سب کے سب لڑکے کے ہی تولد ہوئے جن کی تعداد ایک ہزار ایک سو کے قریب تھی۔ لطف یہ کہ جتنے لڑکے اس شب میں پیدا ہوئے سب کے سب ولی کامل نکلے یہ بھی آپ کی ولادت کی برکت تھی۔ (مناقب غوثیہ)

فائدة

یہ عطیہ بتاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے ہی اولیاء کرام پر ولایت کا عطیہ ہو گائیز اس سے رسول اکرم ﷺ کی کمالی ابیاء کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی ولادت کے دن تمام عالم دنیا میں بچے ہی بچے پیدا ہوئے۔

مرتبہ محبوبیت

یہ خصوصی مرتبہ صرف اور صرف اولیاء کرام میں سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا۔ چنانچہ ایک بزرگ سید محمد کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بحر العالی میں لکھا ہے کہ

ان سلطان الاولیاء السيد عبدالقادر گیلانی فی مقام المحبوبیة له شهرة عظيمة وغیره من

المحبوبین ليس كذلك

اس کے بعد لکھا کہ

واشتہار محبوبیۃ الغوث الاعظم کاشتہار محبوبیۃ حبیب اللہ سیدنا محمد ﷺ
لکونہ علیٰ قدمہ۔ (تفرج الخاطر)

سلطان الاولیاء سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام محبوبیت میں ہیں آپ کو بہت بڑی شہرت حاصل ہے ہاں دوسرے محبوبوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبوبیت کی شہرت حضور سرور عالم، نور مجسم ﷺ جیسی شہرت ہے۔

فائدة

اس میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا جہاں اسلام نے قدم جمایا وہیں پر نبی کریم ﷺ کے دیوانے متانے پائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیاز مند بھی۔

**آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سکر نکالا تیرا**

حل لغات

احوال، حال کی جمع، حالات۔ کرتا ہے قیاس، سوچتا ہے، خیال کرتا ہے، اندازہ کرتا ہے۔ نشے والوں نے، ظاہری

علوم و فنون والے۔ بھلا، اچھا، یہ لکھہ طرزاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی عجیب و غریب کے لئے جاتے ہیں۔ سکر، نشہ، مد ہوشی۔ نکالا، بنایا، بیان کیا۔ تیرا، آپ کی اور آپ کی عظمت و منزلت کے لئے۔

شرح

جو انسان اپنے علم و فن کے نشویں میں چور ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ بلکہ باوجود آپ کے سردار اولیاء ہونے کے اسے غوشت پاک آپ کی ذاتِ گرامی کے حالات مبارکہ کو خود اپنے ہی حالات و کوائف پر قیاس کر کے حکم لگاتا ہے کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے ایک مجبور انسان تھے اور غوشتِ العظم کی باتوں کو سکر پر محمل کیا حالانکہ یہ بتائیں آپ نے حالتِ ہوش میں فرمائی ہیں۔ علم و فن کے نشویں والوں نے اپنے ہی جیسا ناطہ ہری علم و فضل والا تصور کیا حالانکہ آپ ظاہری علم و فضل کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی علم و فضل اور متعے قربتِ الہی سے بھی سرشار تھے مگر ان ظاہر بین لوگوں نے اس طرح آپ کے سارے فضائل و مناقب کو بہت بڑے انداز میں بیان کیا جو ان لوگوں کی کم عقلی و کچھ فہمی اور علمی کی کھلی دلیل ہے۔

سکر کا اشارہ

یہ شعر ان مکرین کے رد میں ہے جو کہتے ہیں کہ ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ جب حضور غوشتِ العظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو سکر کی حالت تھی اس کی تفصیل و تحقیق توہم نے ”قدم غوشتِ جلی بر گردن ہر دلی“ میں لکھ دی ہے یہاں بقدر ضرورت عرض ہے کہ ”قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ“ بفضلہ تعالیٰ حضور غوشتِ العظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ صحوجو (ہوش) میں فرمائی ہیں اور اسی طرح مامور من اللہ ہے۔

مامور من اللہ

چند شواہد پیش کروں کہ ”قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ“ کہنے پر مامور من اللہ تھے۔

(۱) سیدنا مجی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فرمایا

و انا عبد القادر فالظاهر من حاله انه كان مامور بالتصرف الخ. (فتاویٰ حاتمیہ باب الاشائین)

بہر حال عبد القادر آپ کے ظاہری حال سے یہ ہے کہ آپ تصرف پر مامور تھے۔

فائدة

اس عبارت میں تصرف کے عموم میں ہمارا ذکرہ بالادعوی بھی شامل ہے۔

(۲) نیز فرمایا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ ”اولیاء کبار سے ہر ایک زمانہ میں ایک ایسا ولی ہوتا ہے کہ اسے ماموی اللہ پر حکومت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، کبیر الدعویٰ الحق ہوتا ہے جو کہتا ہے حق کہتا ہے اور اس کا ہر ایک حق

ہوتا ہے،"

اور فرمایا

کان صاحب هذا المقام امامنا و شیخنا عبدالقدار الجیلی بغداد کانت له الصولة والاستطالة بحق

علی الخلق کان کبیر الشان اخبارہ مشهورہ۔ (فتحاتِ مکیہ باب ۲۳)

اس مرتبہ و مقام کا مالک ہمارا پیشو اور ہمارا شنخ غوث صد اُنی جیانی ہے جن کی شوکت اور استطالت مخلوق پر بالحق تھی اعلیٰ شان تھی ان کے علوم ادب کے اخبار مشہور ہیں۔

(۲) بعض اولیاء کبیر الشان صاحب ناز ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا

وَمِنْهُمْ مَنْ يَقَامُ فِي الْإِدْلَالِ كَعَبْدِ الْقَادِرِ الْجَيلِيِّ بَغْدَادِ سَيِّدِ وَقْتِهِ.....

اور بعض اولیاء وہ ہیں جو مقام ناز میں ہوتے ہیں جیسے سید عبدالقدار جیلانی بغدادی جوانپنے وقت کے.....

وصل چھارم

در منافحت اعداء واستعانت از آقارضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی دشمنوں کے دفاع اور آقا یعنی غوث اعظم سے مدد حاصل کرنے کے بیان میں

منقبت ۲

الامان قهر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا

مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

حل لغات

الامان، خدا کی پناہ۔ قهر، غصب، ناراضگی و خفگی۔ غوث، فریاد کو پہنچنے والا، حضور سید نا شاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صفاتی اسم۔ تیکھا، (ہندی لفظ) بمعنی تیز و موثر اور زہر ملا۔ چین سے سوتا نہیں، یعنی آرام سے نہیں سوتا۔

شرح

اے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے غیظ و غصب سے خدا کی پناہ۔ آپ کا غیظ و غصب جس پر اتر آئے تو پھر وہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ وہ تو اتنا سخت ہے کہ جس پر اترے اسے کبھی آرام و چین نصیب نہیں ہوتا بلکہ قبر میں بھی وہ ہمیشہ پر پیشان اور بے چین رہتا ہے۔ دائیٰ عذاب خداوندی میں گرفتار رہنا ہے کیونکہ آپ جلالِ خداوندی کے مظہر بھی ہیں ابتداء!

تو یہ ہوتا تھا کہ جو بھی آپ کا بلا وضو نام لیتا تو فوراً کسی آفت ناگہانی میں مبتلا ہو جاتا۔ بعد کو خلق خدا پر حم فرماتے ہوئے تخفیف کر دی گئی چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر الاربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **تفرتخ الخاطر صفحہ ۳۲، ۳۵** میں لکھتے ہیں کہ غوثِ اعظم حزر الیمانی (یعنی حزم تضوی و سیف اللہ) کا ورد کیا کرتے تھے اور اس کثرت و رد کی وجہ سے آپ پر ابتدائی حالت میں جالیت کا غالبہ ایسا تھا جیسی منکروں کی گردن مارنے والی تلوار اور دشمنوں کے جگہ کو پہنچنے والا تیر۔ اسی لئے منکرین و جادین میں سے جن نے بھی آپ کا نام مبارک بغیر وضو کے لیا اس کی گردن سیف اللہ سے ماری گئی۔ پس مکاشفہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا تم خود ہی سیف بن چکے ہواب اس کے پڑھنے کی ضرورت نہیں اس پر کچھ عرصہ آپ نے ورد ترک کر دیا۔ پھر حضور ﷺ کے اشارہ سے ورد شروع کر دیا۔ اس کی تفصیل **”تفرتخ الخاطر“** میں ملاحظہ ہو۔

حکایت

ایک بزرگ نے محبوب بہجانی، غوثِ صمدانی، قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلائیں تو آپ نے فرمایا مرا قبہ کرو۔ اس نے مراقبہ میں عرش کے نیچے ایک تلوار لگھی ہوئی دیکھی جس پر کھیاں اپنے آپ کو گراتی ہیں اور دو ٹکڑے ہو جاتی ہیں تو آپ نے اسے آنکھ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کھیاں اس تلوار سے جنگ کرتی ہیں اور اس سے انہیں یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والے میرا نام ہر حال میں ادب و احترام سے لیتے ہیں اور ہر حال میں عفو اور مغفرت کا دامن مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور مخالفین منکرین بوجہ بے ادبی ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر نشانہ پر لگا ہوا ہے اور گھوڑا زین سے کسا ہوا ہے اور میں اللہ کی بڑھتی ہوئی آگ ہوں تمام اہل بغداد کی سفارش پر آپ نے اس حالت جالی کو اہل عناد سے اٹھایا۔

واقعات

اسی دور میں چند واقعات بطورِ کرامات نمودار ہوئے۔ ایک روز آپ وعظ فرمار ہے تھے۔ خلق خدا کا کثیر جمع تھا پانی بر سے لگا لوگ بھاگنے لگے آپ نے آسمان کی طرف انگلی ہلانی اور فرمایا میں ملاتا ہوں تو جدا کرتا ہے۔ تھوڑی دیری ٹھہر جافوراً پانی موقوف ہو گیا۔

کرامت

ایک بار گھر میں بچھونکا آپ نے فرمایا میں موزی مر جافوراً مر گیا۔ آپ ڈرے اور آبدیدہ ہوئے خادم کو بلا کر اپنا

پیرا ہن دیا اور فرمایا اس کو بچ کر صدقہ کر دو اور بہت دیر تک استغفار کرتے رہے۔

کرامت

ایک بار حضرت غوث پاک کتاب دیکھ رہے تھے چوہے نے چھٹ سے مٹی گرائی آپ نے اس کی طرف جو نظر اٹھا کر دیکھا فوراً مرکر گر پڑا۔ دراصل آپ کو یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے عطا فرمایا کہ آپ نے اللہ کے نام کی عزت کی۔ چنانچہ ”تفریح الخاطر“ میں ہے کہ جب یہ حالتِ جلائی مشہور ہوئی تو اس وقت آپ کا نام مبارک بے وضو موت کے خوف سے کوئی نہ لیتا تھا۔ بغداد کے اولیاء کرام نے آپ کی بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور لوگوں پر رحم فرمائیے اور اس سختی کو معاف فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تو اس حالت کو پسند نہیں کرتا لیکن حق تعالیٰ نے مجھے مناطب کر کے فرمایا ہے کہ تو نے میرے نام کی عزت کی ہے ہم تیرے نام کی عزت کریں گے جو عزت کرتا ہے معزز بن جاتا ہے اگرچہ یہ سختی اٹھائی گئی کہ آپ کے بلا وضو نام لینے سے فوراً تباہی آ جاتی لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جو آپ کا اسم شریف وضو کے بغیر لیتا ہے وہ تنگدستی اور مغلسی میں بنتا ہو جاتا ہے اور جو آپ کے نام کی نذر مانے اسے ضرور ادا کر دینا چاہیے تاکہ کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائے جو جھرات کو حلوا پکا کر اور فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچائے اور فقراء میں تقسیم کرے اور آپ سے کسی امر میں مدد طلب کرے تو آپ اس کی مد فرمادیں گے اور جو بعض وقت اپنے مال میں سے کچھ طعام پختم شریف پڑھ کر آپ کو ثواب پہنچاتا رہے اس کی دینوی مشکلات حل ہو جائیں گی جو آپ کا نام مبارک اخلاص کے نام کے ساتھ باوضو لے تو وہ تمام دن خوش و خرم رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ مٹا دے گا۔

(تفریح الخاطر)

خود فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ونحن لمن قد ساعنا سم قاتل

فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

اور جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے سم قابل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اس کا تجربہ کر لے۔ اسی لئے آپ کے مخصوص مریدین آپ کی بارگاہ میں حاضری کا قصد فرماتے تو اپنے مریدوں کو ٹھسل کی تلقین فرماتے نیز آپ مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث الشقلین قدس سرہ الربانی کی خدمتِ اقدس میں مودب رہا اور یہ سوچ کر زیارت کا قصد کیا کرو کہ ہم ایک ایسے شیخ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری دے رہے ہیں جن کی غالی اور چاکری پر مشائخ کو ناز ہے۔ یاد رہے کہ حضرت علی ہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوث الشقلین قدس سرہ الربانی کے اولین عشاقد سے ہیں اور

بہت بڑے باکمال گزرے ہیں تا حال آپ کی کرامات کے اثرات جانوروں تک موڑ ہیں۔ دارالشکوہ برادر باادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ علی بن ہبیت علیہ الرحمۃ وہ صاحب تصرف بزرگ ہیں کہ اگر کسی پر شیر حملہ کرتا اور اس کے سامنے آپ کا نام مبارک لے لیا جاتا تو شیر اٹئے پاؤں لوٹ جاتا۔ (سفیۃ الاولیاء)

آپ غوثِ اعظم کے ہاں آنے سے پہلے پاک و صاف اور باوضو بلکہ غسل کر کے حاضری دیتے۔ شیخ علی بن ہبیت علیہ الرحمۃ نے فرمایا جس نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذیت پہنچائی تو وہ اذیت اس کی ذات اور اس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی۔ چنانچہ علامہ محمد بن یحییٰ حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کا مشاہدہ پچشم خود کیا ہے کہ ایک دفعہ کاذکر ہے کہ نائب حماہ (جو کنیت کے نام سے پکارا جاتا تھا) نے آپ کی اولاد پاک میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو سخت اذیت پہنچائی۔ اسے عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ نے اس کی جڑیں کاٹ دیں کہ ”قطع ذریع و لم یق منہم احد“ اس کی اولاد سے کوئی بھی نہ رہا اور یہ آیت اس پر صادق آئی

فهل تری لهم من باقیة۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۵۶)

کیا تمہیں ان میں سے کسی کا نشان باقی رہا۔

ابن یوسف زیر ناصر الدین نے سیدنا غوثِ اعظم کی اولاد کو طرح طرح کی اذیت و تکلیف پہنچائی یہاں تک اس نے بغداد سے بھی شہر بدر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کو تباہ و بر باد کر دیا اور خود مات اقبح موتہ۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۵۶)

فتح ترین موت مر۔

انجام برباد

ویسے تو ہروی کے بے ادب اور گستاخ کا انجام بر باد ہوتا ہے جیسے حدیث شریف کا فیصلہ ہے۔ خصوصیت سے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں کا انجام بر باد آنکھوں سے دیکھے گئے۔ ہمارے دور میں مولوی غلام خان (پاکستان) اپنے وقت کا تمام گستاخوں میں نمبر اول تھا۔ اس کی تقریر اور تحریر نبوت اور ولایت کی گستاخی اور بے ادبی پر مبنی ہوتی ہے آخری تقریر دہنی (عرب ممالک میں ہوئی) یعنی گواہ شہد ہیں کہ اس نے جو نبی گستاخانہ رویہ اختیار کیا تو غضبِ الہی ایسا جوش میں آیا کہ اسٹچ پر عذابِ الہی نے آگھیرا یہاں تک کہ ہستال پہنچتے ہی شکل تبدیل ہو گئی۔ اس کی ہیئت ناک شکل دیکھنے والوں کی حالت غیر ہو جاتی اسی لئے چہرہ کو چھپا دیا گیا اور دہنی سے پاکستان سمجھنے والے ڈاکٹروں نے چہرہ دیکھنے کی ممانعت کر دی بالآخر سے ڈھکے چھپے چہرے سے دفنایا گیا۔

بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھنٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے تیغا تیرا

حل لغات

بادلوں، بادل کی جمع ابر، گھٹ۔ کڑکتی، سخت، مہیب اور خوف ناک آواز کرتی ہوئی۔ بجلی، برق بادلوں سے دکھائی جانے والی چمک۔ ڈھالیں، اس پر جولو ہے کا گول چپٹا بنا ہوتا ہے جس پر چھڑایا کوئی اور نہایت مضبوط چیز چڑھائی جاتی ہے جنگجو لوگ تلوار سے بچاؤ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چھنٹ جاتی ہے، کٹ جاتی ہے۔ اٹھتا ہے، بلند ہوتا ہے۔ تیغا (فارسی) چھوٹی اور چوڑی تلوار۔

شرح

اے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مخالف اور دشمن و حاسد لوگ گھٹاؤں کی طرح نہایت کمزور اور سر اپا تاریکی ہیں اور آپ چمکتی ہوئی برق کی طرح ہیں جو سینکڑوں میں گھرے بادلوں کے آر پار ہو جاتی ہے۔ نادان اور بیز دل دشمن آپ کی بڑھتی ہوئی شہرت اور علم و عرفان اور فضل و مکال کرو کنا چاہتا ہے مگر زرا بھی ہوش نہیں کہ آخر وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کی کیفیت تو یہ ہے کہ جب آپ کی تلوار اٹھ جاتی ہے تو ڈھالیں وار برداشت نہیں کر پاتیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پیکار ہو جاتی ہیں اور مدد مقابل کے بچاؤ کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مریدنی کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن کسی کام سے پہاڑ کی طرف گئی تو اس کا عاشق بھی اسی غار کی طرف ہو لیا اور اس کے پاس جا کر عصمت ریزی کا ارادہ کیا جب عورت نے دیکھا کہ کوئی نجات کی امید نہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا

الغياث يا غوث اعظم الغياث يا غوث القلين الغياث يا شيخ محى الدين الغياث

یاسیدی عبدالقدار.

اُس وقت آپ مدرسہ میں وضو فرم رہے تھے اور پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں تھیں آپ نے انہیں پاؤں سے اتار کر غار کی طرف پھینکا وہ فاسق کے مراد پانے سے پہلے پہنچ گئیں اور سر پر پڑنے لگیں حتیٰ کہ وہ مر گیا پھر وہ عورت انہیں اٹھا کر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور حاضرین کے سامنے آپ سے اپنا سارا واقعہ عرض کیا۔

فضلائے دیوبند

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یا اہل سنت کا کوئی اور بزرگ ان کی کرامات بالخصوص امداد کے متعلق تو سن!

کرفصلائے دیوبند کا فتویٰ جوش میں آجاتا ہے اور ان کے اکابر کی بات ہو تو عین اسلام۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو حضرت حاجی صاحب مہاجر کی نے فرمایا کہ ایک دن حضرت غوثِ اعظم سات اولیاء اللہ کے درمیان بیٹھے تھے ناگاہ نظر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اسے غرق ہونے سے بچالیا۔ (شامِ امدادیہ)

اور مولوی اشرف علی تھا نوی دیوبندی نے جمال الاولیاء میں محمد بن عبد اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ آپ متولین میں سے کسی کے پاس بیٹھے تھے کہ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر لوٹے تو آپ کے کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا ان صاحب نے اٹھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میرے متولین میں سے بعض کا جہاز پھٹ گیا تھا اس نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اپنا کپڑا لگا دیا حتیٰ کہ ان لوگوں نے اس پھٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہو گیا۔

عکس کا دیکھ کے منہ اور بھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں نیزا تیرا

حل لغات

عکس، پرتو، مد مقابل۔ دیکھ کے منہ، صورت دیکھ کر۔ بھر جاتا ہے، غصب ناک ہو جاتا ہے۔ چار آئینہ، ایک قسم کا زرہ بکتر، بنیان کی سی لوہے کی قمیض جو میدان جنگ میں بڑے بڑے پہلوان توار اور نیزا کے وار سے محفوظ رہنے کے لئے پہن لیتے ہیں۔ بل، طاقت۔ نیزا، بھالا۔

شرح

اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے مقابلہ کرنے والا اگر مد مقابل آجاتا ہے تو اس کی صورت دیکھ کر آپ کا تند و تیز نیزہ بہت زیادہ تیز ہو جاتا ہے اور مد مقابل خواہ پورا لوہے میں منڈھا کیوں نہ ہو آپ کا نیزہ جب چلتا ہے تو پھر مضبوط سے مضبوط زرہ بکتر کے بس کی بات نہیں رہتی اس سے آر پار ہو کر جسم کے اندر پیوست ہو جاتا ہے اور مد مقابل ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتا ہے اسی لئے حضرت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو جن چھت جائے تو اس کے کان میں یا حضرت اشیخ قطب العالم مجی الحق والدین السید عبد القادر الگیلانی پڑھ کر پھونک دیا جائے تو وہ دفع ہو جائے گا۔ اگر کفار کا اسلامی شکر اسلامی ملک پر چڑھائے یا کسی کو اہزوں کا خوف لاحق ہو تو زمین سے سیاہ مٹی لے کر اس پر غوثِ اعظم کا نام مبارک پڑھ کر دم کرے اور وہ مٹی اس کی طرف پھینکنے جیسا کہ محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا۔

جو شخص ایسا کرے گا یہ مٹی دشمنوں کی آنکھوں میں ڈال کر تو اللہ تعالیٰ ان کو انداز کر دے گا اور ان پر قہر و غصب نازل فرمائے گا اور فرمایا جو شخص کسی مصیبت میں بنتا ہو تو وہ حضور غوثِ اعظم کا توسل کرے گا اللہ اسے اس تکلیف سے نجات دے گا اور وہ بعزم سے خلاصی پائے گا اور اسے خوشی حاصل ہوگی اور جس نے آپ سے خرقہ خلافت پہنا وہ دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات پانے کے علاوہ مراتب عالیہ کو بھی پہنچ گیا کیونکہ آپ نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے حق میں خاص طور پر دعا مانگی ہے اور آپ قطبِ عالم ہیں اور آپ کی دعا بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے۔

بیکساندر اکس اگر جوئی تو در دنیا و دین

ہست محی الدین سید تاج سردار ان یقین

اگر تم کسی ایسی برگزیدہ ہستی کے متلاشی ہو جو دنیا اور عقبی میں غریبوں اور لاوارثوں کا یار و مددگار ہے تو یقین جان لو وہ سرداروں کے سرتاج حضور سید نامیران محی الدین قدس سرہ کی ذات مبارک ہے۔

صلائے عام

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مریدین کے لئے صلائے عام فرمایا۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بحثۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸، مطبوعہ مصر)

واحرصہ من کل شر و فتنہ

انا لمريدى حافظ ما يخافه

میں اپنے مرید کی محفوظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

اغیشک فی الاشیاء طربہ متنی

توسل بنا فی کل هول و شدة

مجھے سے توسل کرو ہر ہول اور سختی میں میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا۔

اغثہ اذا ماسار فی امے بلدة

مریدی اذا ما كان شرقا و مغربا

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں بھی ہو شرق میں یا مغرب میں۔

(تتمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بحثۃ الاسرار صفحہ ۲۲، ۲۳ مطبوعہ مصر)

عز و م قاتل عند القتالی

مریدی لا تحف واش فانی

میرے مرید کی دشمن سے نہ ڈر کر بیٹک میں مستقل عزم والاختت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

کوہ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں ”بھول کے“ اوچھا تیرا

حل لغات

کوہ (فارسی) پہاڑ، مجازاً دیو پیکر بہادر۔ سر مکھ (ہندی لفظ ہے) مقابلہ۔ وار (ہندی لفظ ہے) ٹھوکر، حملہ۔ دو پر کالے، دو ٹکڑے۔ ہاتھ پڑتا ہی نہیں، دراصل یہ عبارت یوں ہے، ہاتھ اوچھا پڑتا ہی نہیں۔ وار غلط نہیں ہوتا بھر پور نشانہ پر جا گلتا ہے۔ بھول کے (اردو) نادانستگی میں، غیر ارادی طور پر، یونہی۔

شرح

اے غوث الکوئین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مقابلے کے لئے اگرچہ کوئی پہاڑ ہی جیسا کیوں نہ آجائے آپ کا صرف ایک ہی وار اس کے دو ٹکڑے ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ آپ یونہی غیر ارادی طور پر بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھادیتے ہیں تو وہ بھی خط نہیں کرتا اور اسے ہزاروں لوگوں نے آزمایا۔ فقیر یہاں ایک قصہ حوالہ قلم کرتا ہے

حکایت

صاحب تفتح الخاطر نے مندرج فرمایا ہے کہ بغداد کے علماء میں سے ایک عالم فاضل نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد شاگردوں کے ساتھ قبرستان کی طرف فاتح خوانی کے لئے نکلے۔ راستہ میں ایک سیاہ سانپ دیکھا تو اس کو اپنے عصا سے قتل کرڈا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے ایک لمبے گرد غبار نے ڈھانپ لیا تو اچانک نظر وہ سے غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر شاگرد حیران ہو گئے کچھ دیر بعد دیکھا کہ استاد صاحب ایک عمدہ لباس پہنے آرہے ہیں آگے بڑھ کر استقبال کیا اور احوال اور لباس کے متعلق دریافت کیا۔ استاد صاحب فرمانے لگے جب مجھ پر غبار چھایا تو جن مجھے پڑ کر ایک جزیرہ میں لے گئے پھر دریا میں مجھے غوط دے کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ ایک ننگی تکوار ہاتھ میں لئے تخت پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان مقتول پڑا ہے جس کا سر زخمی ہے اور جسم پر خون بہر رہا ہے میرے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون ہے۔ جنوں نے کہا یہی قاتل ہے نیز اس نے میری طرف غصہ کی حالت میں دیکھا اور کہا اے شہر کے استاد تو نے اس نوجوان کو ناق قتل کیا ہے۔ میں نے انکار کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم میں نے اسے قتل نہیں کیا آپ کے خادموں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کے ہاتھ کا خون سے لھڑا ہوا عصا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے ہی قتل کیا ہے دیکھا تو عصا کو واقعی خون لگا ہوا تھا۔ مجھ سے اس خون کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے کہا اس سے تو میں نے ایک سانپ کو مارا ہے اور یہ اس کا خون ہے۔ بادشاہ کہنے لگا اے جاہل وہ سانپ یہی میرا بیٹا ہے یہ سنتے ہی ہکا بکارہ گیا۔ پھر

قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ شخص اپنے قاتل ہونے کا اقراری ہے تم اس کے قتل کا حکم دے دو قاضی نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ بادشاہ نے تلوار کھینچ کر مجھ پر وار کرنے لگا تو میں نے اپنے دل سے اپنے شیخ استاد حضرت غوثِ اعظم کی طرف ملتچی ہوا اور مدد طلب کی فوراً ایک نورانی مرد خودار ہوا اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو یہ تو حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقدیر جیلانی قدس سرہ النورانی کا مرید ہے اگر وہ اس کے سبب تم پر عتاب فرمائیں تو تم کیا جواب دو گے۔ آپ کا نام سنتے ہی اس نے تلوار ہاتھ سے نیچے چینک دی اور مجھے کہا اے شہری استاد میں نے حضرت غوثِ اعظم کے ادب و تعظیم کی خاطر تجھے اپنے بیٹے کا قصاص معاف کیا اب تم ہی اس مقتول کا جنازہ پڑھاؤ اور اس کے لئے بخشش کی دعا مانگو۔ پھر اس نے مجھے یہ خلعت پہنا کر جنات کے ساتھ رخصت کر دیا جو مجھے وہاں لے کر گئے تھے وہ مجھے اس مکان میں چھوڑ کر میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔

آن شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است

در اصل صحیح النسب از طرفین است

وہ عالی مرتبہ بادشاہ جو جن و انس کے فریادرس ہیں بلاحاظ حسب و نسب نجیب الطرفین ہیں۔

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

حل لغات

اس پہ، ایسی صورت میں۔ قہر، ظلم، آفت۔ چند، ہوڑے سے۔ گھٹا دیں، کم کر دیں۔ کہیں، کسی طرف، کسی جگہ۔ پایہ، مرتبہ، بلندی قدر۔

شرح

اے محبوب رباني، غوثِ صداني! یہ سب کو معلوم ہے کہ آپ کا دارِ کبھی خالی نہیں جاتا ایسی صورت میں بھی آپ کے کچھ دشمن یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح موقعہ ہاتھ لگے اور وہ آپ کا بلند مرتبہ کم کر دیں حالانکہ ان کی یہ حرکتیں ان کے لئے ایک دن آفت و مصیبت بن کر ان کے لگے پڑ جائیں گی۔ چنانچہ آپ کے ابتدائی دور میں نقد سزا مل جاتی تھی لیکن بعد کو باشارہ حمید خدا ﷺ نے اسے ترک کر دیا۔ چنانچہ تفتح الخاطر میں ہے کہ شروع شروع میں آپ پر جالیت کا بہت غلبہ تھا اس غلبہ کی حالت یہ تھی کہ جو شخص آپ کا نام بے وضولیتا اس کا سترن سے جدا ہو جاتا اور وہ مر جاتا تو حضرت محبوب سبحانی،

قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے اپنے نازان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرمائے ہیں کہ بیٹا اس حالت کو چھوڑ دو کیونکہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں لوگ میرا اور میرے رب تعالیٰ کا نام بھی بغیر ادب کے ذکر کیا کریں گے آپ نے نبی پاک، شہزادہ لولاک ﷺ کی امت پر رحم کھا کر اس حالت کو ترک کر دیا۔ (جیسا کہ گزرا)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ رکائی لیتے

یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حل لغات

عقل ہوتی (اردو) ان کو اگر عقل ہوتی، کچھ علم و فہم ہوتا تو (اردو) یقیناً لڑائی (اردو) مقابلہ، جنگ و جدال۔ گھٹائیں (اردو) مرتبہ کم کریں۔ منظور (عربی) پسند۔ بڑھانا (اردو) مرتبہ دینا، عظمت عطا کرنا۔

شرح

اے غوث الاعظیم سید الاولیاء آپ کو تو خود اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے آپ کو درجہ محبوبیت پر فائز فرمایا ہے یہ نادان خالف لوگ کچھ بھی احساس و فہم رکھتے تو آپ کی عزت و عظمت کو کبھی کم کرنے کے لئے بیان نہ کرتے پھر تے آپ کی تنقیص دراصل رب تعالیٰ سے جنگ ہے اس لئے کہ آپ کو عزت بخشنے والا رب تعالیٰ ہی ہے۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

من عاذی لی ولیا فقد اذنته بالحرب۔ (بخاری شریف)

جس نے میرے ولی کو تکلیف ہے ہو نچائی بے شک میں نے اس سے اعلان جنگ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے اعلان جنگ کے دو معانی ہیں۔

(۱) اس کی دولت ایمان چھین لیتا ہے اس لئے روض الریاحین میں قاعدہ لکھا ہے کہ جو کسی ولی اللہ سے گستاخی کرتا ہے تو اس کا خاتمه خراب ہوتا ہے اس پر ہزاروں واقعات شاہد ہیں ہمارے دور میں مولوی غلام خاں (راولپنڈی) کا حال سب کو معلوم ہے۔ اخبارات میں اس کے متعلق اشارے کنائے سے اس کا حال شائع ہوا۔ جہاں مرادوہاں سے یعنی شاہدوں کے خطوط پاکستان میں پہنچے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُر انجم“ میں دیکھئے۔

ایک جدید واقعہ اخبار ملاحظہ ہو۔

(۲) دنیا میں کسی طرح کی سزا میں بتلا کر دینا اس پر ہزاروں کتابوں اور اخباروں میں چھپے اور شائع ہوتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے اخبار نوائے وقت کے جمعہ میگزین ۱۳۱ اکتوبر میں ایک واقعہ شائع ہوا کہ دھپ کا دھپ کا یہ واقعہ بقول طیف ہمالیہ والا ۱۹۵۹ء میں میکلوڈ روڈ پر لا ہور ہوٹل کے آس پاس ہی کہیں پیش آیا بقول طیف ہمالیہ والا کے عید کا دن تھا اور وہ چند دوست مل کر باغِ جناح کی سیر کے لئے گھر سے نکلے ابھی وہ اپنے گھروں سے چند قدم ہی دور گئے تھے کہ ایک نیم برہنہ فقیر ان کے سامنے آگیا۔ یہ فقیر ان جوانوں کے لئے کوئی اجنبی یا ناموس شخصیت نہ تھا اس کو وہ پہلے ہی اس علاقے میں ادھر اُدھر گھومتے دیکھے چکے تھے انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ اپنے آپ میں گم یہ فقیر کسی سے بولتا ہے نہ کسی سے کچھ مانگتا ہے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے کوئی سروکار نہ کھے ہوئے ہے۔ ادھروہ خود اہل دنیا کے لئے ایک نظر انداز شدہ شے تھی نہ وہ کسی سے تعریض کرتا تھا نہ کوئی اس سے لیکن نہ جانے جانے عید کے دن کی خوشی کا اثر تھا یا انواع و اقسام کے کھانوں پر خوری کا خمار کا۔ نتیجہ کہ طیف کے شوخ دوست نے آگے بڑھ کر اس فقیر کے سر پر ایک ”دھپ“ جملایا (تباہ تھا نہ کہ چپت یا تھپڑا اگر سر پر لگائی جائے تو وہ دھپ کھلاتا ہے) بس جناب یہ دھپ لگانا ہی اس نوجوان کے لئے قیامت کا پیغام بن گیا۔ فقیر نے پیچھے مڑ کر ایک نگاہ اس نوجوان پر ڈالی کچھ نہ کہا کچھ نہ بولا کوئی دنیا دار تھورا ہی تھا کہ احتجاج کرتا یا اول فول بکتا۔ بس اس نے تو جو کرنا تھا کر دیا اور پھر اپنی راہ لی مگر نوجوان اپنی راہ بھول بیٹھا اور کیسے نہ بھولتا اسے کچھ نظر آتا کچھ دکھائی دیتا تو وہ راہ بھی دیکھتا اس نے سمجھا کہ اس کا وہم ہے الہذا پہلے تو اس نے جلدی جلدی آنکھوں کو ملا اور پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی کوشش کی مگر اس کو شش سے کیا ہو سکتا تھا آنکھوں میں بصارت رہ گئی ہوتی تو اسے کچھ نظر بھی آتا..... اور پھر اچانک ہی اس پر انہتائی خوفناک حقیقت کا انکشاف ہوا یعنی کوہ اندھا ہو چکا ہے۔ فقیر کو دھپ جمانے کے نتیجے میں اس جمارت کی سزا میں اس کی پیشانی اس سے چھن گئی ہے اور پھر وہ جو ابھی ایک دو لمبے پہلے نشرہ شباب میں بد مست چلبلا ہٹ اور شوٹی کی تصویر بنا ہوا تھا انہتائی بے بسی کے عالم میں چینا۔

ہائے او میں اندھا ہو گیا او مجھے کچھ نظر نہیں آہا مجھے بچاؤ مجھے کچھ نظر نہیں آرہا۔ طیف اور اس کے دیگر دوست جو اسے پہلے ہی پریشانی کے عالم میں آنکھوں کو ملتے اور رگڑتے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ اس کی چیخ و پکار پر کہے بکرہ گئے ایک لمحے کے لئے تو خود ان کی بھی دنیا اندر ہیری ہو گئی اور جب وہ سنبلے تو کچھ سمجھنہیں پار ہے تھے کہ اب کریں تو کیا کریں البتہ اتنی سمجھان سب کو آگئی تھی کہ یہ سب کچھ اس ”دھپ“ کا کیا دھرا ہے جو ان کے ایک لمبے پہلے کے شوخ دوست نے حال مست فقیر کے سر پر سید کیا ہے۔ بہر حال بیچارگی اور پریشانی کے عالم میں اپنے دوست کو پکڑ کر اس کے گھر لائے گھروالوں کو جب حقیقت حال کا علم ہوا تو وہاں بھی ایک کھرام مج گیا ”اندھے پن“ کے چارہ کی سوچنے لگے سب کے جی میں یہی آیا۔

کاب چارہ سازی بھی وہیں سے ہوگی جہاں سے درد ہے چنانچہ اب سب نے مل کر اس فقیر کی تلاش شروع کی بصد مشکل کہیں وہ ملا تو ان لوگوں نے جوان کو اس کے قدموں میں ڈال دیا۔ فقیر حالی مت کے دل میں قہر کے بجائے محبت کے جذبات پیدا ہوئے اس نے ایک پیار بھری نظر اس جوان پر ڈالی جو عجز و انکساری کی تصویر بنا اس کے قدموں پر پڑا اپنی گستاخی کی معافی مانگ رہا تھا اور دوسرے ہی لمحے وہ بینا ہو چکا تھا اس کی آنکھوں کی روشنی اسے واپس مل گئی تھی وہ خوشی سے اچھلتے ہوئے حیثیت کا "اوہ میں سجا کھا ہو گیا آں، او مینوں نظر آن لگ پیا سے"

دوست اور گھروالے خوشی سے اس کی بلا کمیں لینے لگے اور مارے مسرت کے ایک دوسرے کے گلے ملنے لگے۔ فوری اور بے پناہ مسرت کے ان لمحات میں کچھ دیر کے لئے سب لوگ فقیر کے وجود سے غافل ہو گئے اور جب ان کو فقیر کا خیال آیا تو وہ اس وقت تک جا چکا تھا سب نے مل کر اسے بہتیر اتلاش کیا مگر اس نے ملنا تھا نہ ملا اور ملتا بھی کیوں "بے نامی" و "بے نشانی" کے یہ تمنائی خدا مسٹ فقیر وہاں کہاں ٹھہرتے ہیں۔ جہاں یہ ایک دفعہ "ظاہر" ہوا جائیں کہ یہ شیوه تو دنیا داروں اور شعبدہ بازوں کا ہو سکتا ہے مگر اللہ والوں کا نہیں اور وہ تو اللہ والا تھا..... سو پھر اس علاقے میں وہ کبھی نظر نہ آیا مگر نتیجہ اس تمام ماجرے سے یہی نکلا کہ زندگی کو حقیر جان کر دھپ جما و یا ستاؤ کہ کیا پتہ۔

دریں گرد سوارے باشد

ایک اور گستاخ

مولوی سلطان محمود دیوبندی وہابی وضع کھیالہ شیخ ضلع سکھرات نے با کمیں بر سر دہلی میں درس حدیث پڑھایا آخر عمر میں گھر پر مدرسہ کھولا۔ ایک مرتبہ حدیث شریف پڑھ رہا تھا جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "میں آگے پیچھے برابر دیکھتا ہوں،" گستاخانہ الجہے میں کہا کیا آپ کے (معاذ اللہ) اس گستاخی کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند دنوں کے بعد گلی کوچوں میں مارا مارا پھر تارہ تا جب مرا تو شکل بگوئی اس لئے ایام مرض الموت میں اس کے درثاناء اس کا چہرہ نہیں دیکھنے دیتے تھے شکل مکمل طور پر بدل چکی تھی درثاناء نے رات کو اندھیرے میں دفنایا لیکن صبح کو سارے گورستان میں عغونت پھیل گئی۔ عغونت کو ختم کرنے کے لئے مزدوروں کے ذریعے ایک سوبورے مٹی کے ڈالے گئے مزدور عغونت کی وجہ سے بیمار پڑ گئے جنہیں کافی علاج معالجہ کے بعد آرام ہوا۔ (قلمی مسودہ صاحبزادہ عبدالجلیل نانگٹ شریف، ضلع سکھرات)

ورفتا لک ذکر کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے ترا ذکر ہے او نچا تیرا

حل لغات

ورفعنا لك ذكرك، قرآن مجید کی آیت کا جملہ ہے پارہ ۳۰ سورۃ المشرح اس کا معنی ہے اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (اعلیٰ حضرت) اس سے مراد جناب رسول دو جہاں ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ سایہ، مشہور لفظ ہے بمعنی پرچھائیں، نقشِ قدِم۔ بول بالا، اوپنجی بات۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شان میں ”ورفعنا لك ذكرك“ فرمایا اور آپ کا ذکر کرو نچا کیا اور چونکہ حضرت غوث پاک قدم بقدم تبع رسول اللہ ﷺ ہیں اس لئے ”ورفعنا لك ذكرك“ کا یہ سایہ ان پر بھی پڑتا ہے اس لئے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کل ولی له قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال.

اور ہر نبی ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں حضور ﷺ کے نقشِ قدِم پر ہوں جو کمالات کے بدر کامل ہیں۔ ایک مرتبہ محبوب سمجھانی، غوث صمدانی، قطب رباني قدس سرہ انور انی حضور اکرم ﷺ کے روضہ انور پر چالیس دن تک کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے رہے۔

ذنوی کموج البحر بل هی اکثر

کمثل الجبال الشتم بل هی اکبر

ولکنه اعنة دالکریم اذا عفا

جناح من البعوض بل هی اصفر

میرے گناہ سمندر کی موجودوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہیں بلند پہاڑوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب کریم بخشئے لگ تو یہ مچھر کے پر کی مانند ہیں بلکہ اس سے بھی چھوٹے ہیں۔

دوسری بار جب حاضر ہوئے تو گنبد خضری کے سامنے یہ اشعار پڑھے

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها

تقبل الارض عنی و هي نائبتي

وهذه نوبة الاسباح قد حضرت

فامدد يمينك کی تحظی بہاشفتی

حالت بعد میں اپنی روح کو (آپ کی خدمت میں) بھیجا تھا جو میری طرف سے زمین بوئی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں
سو اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میرے ہونٹوں کو ان کے چومنے کا فخر حاصل ہو۔

پس اسی وقت نبی کریم ﷺ کا درستِ رحمت ظاہر ہوا آپ نے مصافحہ فرمایا اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا۔

اسی قسم کا واقعہ سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مشہور ہے اور قبر انور سے نقد جواب پانے والوں کی فہرست طویل مثلاً سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ اور سیدنا جلال الدین بخاری اور پیغمبر احمد رضا بریلوی رحمۃمهم اللہ۔

مٹ گئے مٹھے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حل لغات

مٹ گئے، نیست و نابود ہو گئے، بتاہ و بر باد ہو گئے۔ اعداء، جمع عدو کی دشمن، مخالف، حاسد۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا، نہ ختم ہوا اور نہ ختم ہو گا۔ چرچا، شہرت، تذکرہ۔

شرح

اے شہرت دوام والے آقا آپ کی شہرت اور تذکرہ کے مخالف اور آپ کے دشمن پہلے بھی پیدا ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے دشمنی اور مخالفت میں مر کر دفن ہو گئے اسی طرح اب بھی فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے اور آئندہ بھی ان کا یہی حشر ہو گا اور سب کے سب گمانی کے دیز پر دے میں چھپ جائیں گے مگر آپ کی شہرت اور تذکرے دشمنوں کی مخالفتوں کے باوجود نہ پہلے کبھی ختم ہوئے اور نہ کبھی ختم ہوں گے۔

غلطی کا ازالہ

یہ دونوں اشعار عوام بلکہ بہت سے واعظین حضور سرور عالم ﷺ کے لئے پڑھتے ہیں۔ اگر چہ یہ دونوں اشعار نبی پاک ﷺ کے لئے بالا صالتہ ہیں لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور غوثاً عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں اور اس کی تشریح فقیر نے سابقہ اور اراق میں لکھی ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حل لغات

گھٹائے سے، مرتبہ کم کرنے سے۔ نہ گھٹا ہے نہ گھٹے، نہ پہلے بھی بے قدر ہوانہ اب۔ بڑھائے، بلند مرتبہ کرے۔

شرح

اے محبوب صد اُنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو تو آپ کاعزت دینے والا اللہ تعالیٰ بلندی درجات عطا فرماتا ہے کوئی مخالف اور کوئی دشمن آج تک آپ کے بلند درجات کو نہ کم کر سکا ہے اور نہ کبھی کم کر سکے۔

صدیاں گزر گئیں مخالفین نے بھی طرح طرح کے جیلوں سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مٹانا چاہا لیکن قدرت نے ہر دور میں آپ کے نام کو روشن فرمایا۔ آزماء کرد یعنی جہاں اسلام ہے وہاں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی چہ چاہے۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر صاحبِ سلسلہ کے محسن ہیں اور محسن کے احسان کا چہ چہ ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اہل سنت اپنا وجود منوانا چاہتے وہاں مخالف گیارہویں منعقد کر کے مخالفین پر غالبہ پاتے ہیں۔ اسی لئے تمام ممالک جہاں مسلمان ہیں اپنے محسن کی مخالف قائم کرتے ہیں فقیر انگلینڈ جا کر حیران رہ گیا ہے غیروں کے ملک خدا رسول ﷺ کے اذکار کے ساتھ گیارہویں کے بھی خوب چہ چہ دیکھے۔

سم قاتل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

حل لغات

سم، زہر۔ قاتل، جان لیوا، مارڈا لئے والا۔ انکار، نہ مانتا، اقرار کی ضد۔ منکر، انکار کرنے والا۔ فضل، فضیلت۔ حضور، حاضر ہونے والا، اردو میں کلمہ ادب و احترام ہے جو بڑے آدمی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ آہ، کلمہ تاسف۔ لکھا، تقدیر و قسم۔

شرح

میں خدا کی قسم کا کہتا ہوں کہ مخالفین کا فضائل غوئیہ سے انکار کرنا ان کے لئے جان لیواز ہر کی طرح ہے اس لئے کہ خدا یعنی منعم کے انعام و اکرام سے انکار ہے۔ اے مخالف مجھے تیری بدمقتو پر بڑا افسوس ہے اس لئے کہ تیری قسم میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا منکر ہونا درج ہو چکا ہے جو بد بختنی کی واضح دلیل ہے فرمایا غوثِ پاک رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے

تکذیبکم سم قاتل لا دیا نکم و سب لذہاب دینا کم واخرا کم۔

تمہاری تکذیب تمہاری دین کے لئے زہر قائل اور تمہاری دنیا و آخرت کی بر بادی کا موجب ہے۔ (حاشیہ حداق)

میرے سیاف کے خیز سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی "آہ" کلیجا تیرا

حل لغات

سیاف، تلوار کا دھنی۔ خیز، کثار ایک قسم کا چہرہ۔ باک، خوف۔ چیر کر، کھول کر، چاک کر کے۔ آہ (افسوں کا کلمہ) کلیجا، کلیجہ، دل۔

شرح

میرے تلوار کے دھنی کی کثار سے اے مخالفت کرنے والے ظاہری طور پر تو محسوس ہوتا ہے کہ تجھے ذرا بھی خوف نہیں لیکن اگر چیر کر دیکھا جائے تو مارے دہشت کے تیرا کلیجہ پھٹا پڑتا ہے۔
خود فرمایا

انا سیاف انا قتال انا سلاط الاحوال.

سیاف اور قتال احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔

اعدائے اولیاء کو ہم نے آزمایا ہے کہ انہیں ہروہی سے دشمنی کے باوجود جب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنتے ہیں جل بھن جاتے ہیں پھر وہ اگر اسی حالت میں یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی میں مرتے ہیں تو حرام موت مرتے ہیں۔ مصرعہ اول میں مخالف اولیاء کی عادت بتائی گئی ہے کہ بظاہروہ کہتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ کے نیاز مند ہیں اگر کوئی ان میں گستاخ ہے تو ڈھنائی سے کہہ اٹھتا ہے کہ اگر اولیاء اللہ بالخصوص غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیں وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے لیکن یہ تو صرف ان کی زبانی بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی ان کا دل چیر کر دیکھے یعنی ان کے اندر ونی راز سے آگاہ ہو جائے تو اسے پتہ چلے گا کہ انہیں اولیاء اللہ سے کتنا بغض و عداوت ہے جیسا کہ مصرعہ ثانی میں فرمایا تجربہ شاہد ہے ناظرین دشمنان اولیاء کے طریقہ کار کو خود دیکھ رہے ہیں کہ وہ زبانی طور پر کیسے اولیاء اللہ سے محبت و عقیدت کا دم بھرتے ہیں لیکن جب بھی بس چلتا ہے تو ان سے دشمنی کے نہ صرف اظہار بلکہ ان کے خلاف کوئی کسر نہیں۔

چھوڑتے۔

ابن زہرہ سے ترے دل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکر بے باک یہ زہرا تیرا

حل لغات

ابن، بُر کا۔ زہرہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب مبارک۔ ابن زہرہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بُر کے، مجاز غوش پاک اس لئے کوہ حسنی و حسینی ہیں۔ زہر، کینہ، بغض۔ بل بے، کلمہ استجواب، واہرے۔ او، نداراۓ تحقیر۔ منکر، انکار کرنے والا۔ بے باک، بذریعہ زہرا، پتا، ہمت۔

شرح

حضور غوث پاک سے جوابن فاطمہ زہرا ہیں اے مخالف تیرے دل میں کینہ و بغض بھرا ہے۔ اے منکر بے خوف مجھے تیری ہمت و جرأت پر سخت تجہب ہے۔

تجہب اس لئے ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و فیوض و برکات اظہر ممن الشمس ہیں لیکن منکر محروم ہیں یا یہ ہے جیسے کفار و مشرکین نبی آخر ازمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مجزرات دیکھے اور نہ مانے تو ان پر بھی تجہب کیا گیا۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھے اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حل لغات

باز، ایک مشہور شکاری پرندہ۔ اشہب، سفید۔ بازِ اشہب، مقاماتِ الوہیت میں بلند پروازی کرنے والا جس طرح شاہین فضاوں میں پرواز کرتا ہے یہ لقب ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آنکھیں پھرنی، بیزار ہونا۔ دیکھے، خبردار، وصیان کر۔ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا، طوطا مشہور پالا جانے والا پرندہ، طوطا اُڑ جانا بمعنی حواس باختہ ہو جانا۔ ایمان کا طوطا اُڑ جانا، ایمان جاتا رہنا، بے ایمان ہو جانا۔

شرح

اے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف کے منکرو! حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابع داری و فرمانبرداری سے بیزاری محسوس کرنا ایمان جاتے رہنے اور بے ایمان ہو جانے کے مترا دف ہیں خبردار ہوشیار یہ تیری ہے بیزاری کہیں تیرے بے ایمان ہو جانے کا سبب نہ بن جائے تو تو اس وقت کہیں کانہ رہ جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کے لئے

”اذنة بالحرب“ (بخاری شریف)

ولی کے دشمن سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اور روض الریاضین میں ہے کہ اعلانِ جنگ سے مراد ہے کہ ولی اللہ کے دشمن خاتمه ایمان پر نہیں ہوتا اور بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کو ہم نے مرتے دیکھا اور سننا کہ وہ بُری سے بُری موت سے مرے۔

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھا دے تجھے شبرا تیرا

حل لغات

شاخ، درخت کی ٹہنی۔ جڑ، اصل۔ فکر، میں ہے، تدبیر میں ہے۔ نیچا نہ دکھا دے، شرمدہ نہ کرے۔ شبرا، دراصل شجرہ ہے ”درخت“ اور اصطلاح صوفیہ میں سلسلہ بیعت۔

شرح

سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد حضرت غوث پاک کی کرامات و عظمت کا منکر ہو کر جڑ کاٹنے کی تدبیر کرنا ہے تیرا اس سلسلہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا کہیں تجھے ذلیل و خوارنہ کر دے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں قادری کھلوا کر وہا بیت کے اثرات سے اولیاء کرام کے شان میں بیہودہ بکواسیں کرتے ہیں ان کا حال ان اعداء اولیاء جیسا ہوتا ہے کہ ان کا بھی خاتمه ایمان پر نہیں ہوتا۔

قاعدہ

امام عبد اللہ یافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب روض الریاضین میں قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ جسے کسی ولی کامل سے بغرض ہواں کا خاتمه خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ (نحو باللہمن سوء الخاتمه)

حق سے بدھو کے زمانہ کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

حل لغات

حق، حق تعالیٰ۔ بد، بُرا۔ زمانہ کا بھلا بنتا ہے، لوگوں کے سامنے اچھا بننا چاہتا ہے۔ ارے، حقارت و نفرت کا لفظ۔

معما، پوشیدہ اور پیچیدہ بات، پہلی اور چیستا۔

شرح

حضرت غوثِ پاک کی نذمت کر کے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے اگرچہ بظاہر تو عوام کا خیرخواہ بن جاتا ہے۔ ارے اونٹر میں تیری پہلی خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں ہم نے تجربہ کیا ہے کہ یہ اعدائے اولیاء بالخصوص دشمنانِ غوث الوریٰ لوگوں کے بظاہر خیرخواہ بنتے ہیں کہ تو حید کا درس دیتے اور شرک سے بچاتے ہیں لیکن اصلی مقصد یہی ہے کہ غوثِ اعظم اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام لیواں کی دام تزویر میں آجائیں ان بستر بندوں کو دیکھ لیجئے کہ رات دن در در کے دھنکے کھاتے پھرتے عوام کو دین کی باتیں سکھانے کے رنگ میں کس طرح بد مذہب بناتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان کے معما کو حل فرمایا ہے اور ان کے طفیل ان کے غلام خوب سمجھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ہمارے دور میں صلح کلیت کا مرض بڑھ رہا ہے کہ وہ بھی ان مکاروں کے مکروہ فریب کو خوب جانتے ہیں لیکن نامعلوم کس لالج اور طبع اور کس خوف سے ان مکاروں کی مکاریوں پر نہ صرف پردہ ڈالتے بلکہ ان کی طرف داری کر کے الثاپنوں سے کٹ رہے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمين)

سگ در قبر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روپہ دنیا تیرا

حل لغات

سگ در، دروازے کا کتا۔ بکھرتا ہے، منتشر ہوتا ہے، بر باد ہوتا ہے۔ روپہ، لومڑی۔

شرح

آپ کا سگ در یعنی مرید ہو کر آپ کو غلط نگاہ سے دیکھتے تو فوراً بر باد ہو جاتا ہے۔

حاشیہ پر لکھا کہ ”ارشادہ بقصہ صنعتی“ اس کا قصہ مشہور ہے اور فقیر نے اوراق گذشتہ میں ان کا واقعہ تفصیل

سے لکھ دیا ہے۔

قصہ مذکورہ کے علاوہ ہر دور میں یہ تجربہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ والوں سے بعض کی شامت لے ڈوئی ہے بالخصوص سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت کے نتیجہ میں وہ شخص نہ دنیا کارہتا ہے اور نہ آخرت کا۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حل لغات

غرض، خلاصہ کلام۔ خاطر، دل۔

شرح

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا میں رہ کر پھسلنے کا خطرہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

یصبح مومناً یمسمی کافراً۔ (اوکما قال)

صحح کو مومن ہوتا ہے تو شام کو کافر۔

یعنی ابتدائی دور اہل ایمان میں پھر کوئی بُری صحبت ملی یا کوئی ایسا جھٹکا لگا کہ وہ کافر ہو گیا ہزاروں مثالیں دور حاضر میں آنکھوں کے سامنے ہیں کہ بہت سے اپنے خاندانی لوگ بد مذہب مرزاں، شیعہ، وہابی بن کر مارے۔ اسی لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا تیہہ کلمہ فرمایا

شالامول سلامت نیواں رہ وچ لڑوں چور۔

خدا کرے دامن سلامت لے کر دنیا سے جاؤں کیونکہ راستہ میں چور کرتے ہیں۔

ڈاکرے ڈاک کر ایمان کی پونجی چھین لیتے ہیں بالخصوص دور حاضرہ کا حال زبوں تر ہے کہ ہر بد مذہب اپنے ظاہری اسباب کی قوت سے عوام کو گمراہ کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور سنی مذہب اپنے وسائل کی کمی کی وجہ سے عوام کو پوری طرح سنبھال نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے بد مذہبی پھیلتی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو بد مذہبی سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کا علاج بتایا کہ اگر کسی کو ایمان بچانا ہے تو غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑے آپ کا نام لیواں جائے اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ بھی ایمان پہ ہو گا اور کل قیامت میں غوثِ اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی امان میں ہو گا اس کی تفصیل فقیر ابتداء میں عرض کر چکا ہے۔

خاطر پہ قبضہ تیرا

اس جملہ سے مخالفین تو جل بھن جاتے بلکہ شرک کافتوئی جاری کرتے ہیں لیکن جنہیں غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت ہے ان کے لئے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کافی ہے۔ آپ ہبھجۃ الاسرار میں سے امام احمد رضا قدس سرہ اس مسئلہ کو رسالہ فقہ شہنشاہ میں بیان فرمایا۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عرفات میں ﷺ میں دو بزرگ بیٹھے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کرنے لگے حضرت صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حقیقت سنائی پھر دوسرے بزرگ گویا ہوئے۔ فرمایا

وَإِنَّمَا كُنْتَ جَالِسًا بَيْنَ يَدِيهِ فِي خَلْوَتِهِ فَصَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي فَاشْرَقَ فِي قَلْبِي نُورٌ عَلَى قَدْرِ
مِرَأَةِ الشَّمْسِ وَوَجَدَتِ الْحَقَّ مِنْ وَقْتِنِي وَإِنَّمَا إِلَيْهِ زِيَادَةً مِنْ ذَلِكَ النُّورِ۔ (فقہ شہنشاہ صفحہ ۱۸، ۱۹)

یونہی میں بھی حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور کی خلوت میں حاضر تھا حضور نے دستِ مبارک میرے سینے پر مارا ایک نور قرض آفتاب کے برادر میرے دل میں چمک اٹھا اور اسی وقت سے میں نے حق کو پایا اور آج تک وہ نور ترقی کر رہا ہے۔

اور حضرت بشر بن محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بارہ بزرگ حضور غوثِ اعظم کے حضور حاضر ہوئے آپ نے

فرمایا

لِيَطْلُبَ كُلُّ مَنْكُمْ حَاجَةً أَعْطِيهَا لَهُ۔

تم میں ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں۔

اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتوں متعلق علم و معرفت اور تین شخصوں نے دینوی عہدہ و منصب کی مرادیں مانگیں جو ہبھجۃ الاسرار شریف میں مفصل مذکور ہیں اور ان بارہ بزرگوں کے اسماء بھی ان کی حاجاتِ طلبی پر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

كَلَانِمَدْ هُؤْ لَاءُ وَهُؤْ لَاءُ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحظُورًا.

(پارہ ۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۲۰)

ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

راوی فرماتے ہیں بخدا جس نے جو مانگا تھا پایا میں نے بھی ایک مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کواردات۔

قلبی میں مجھے تمیز ہو کر یہ وارد اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ نہیں یہی راوی ان دوسرے رفقاء کی مرادیں بیان کر کے اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ

واما ان فان الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع یدہ وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذلک فوجدت
فی الوقت العاجل نورافی صدری وانا الی الآن افرق بین موارد الحق والباطل وامیز به بین احوال
الهدی والضلال وکنت قبل ذلک شدید القلق لا لتباسها علی.

اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور غوثاً عظیم کے سامنے حاضر تھا آپ نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا فوراً ایک نور میرے سینے میں چکا کر آج تک میں اسی نور سے تمیز کر لیتا ہوں کہ یہ وارثت ہے اور یہ باطل یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے قبل مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت رہا کرتا تھا۔

شہاب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا حال

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ اپنا حال بتاتے ہیں کہ جوانی میں مجھے علم کلام کا بہت بڑا شغف تھا اس مسئلہ پر کتاب میں از بر حفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا۔

میرے عمکرم و پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے راہ میں مجھ سے فرمایا اے عمر (حضرت شیخ شہاب سہروردی کا اسم گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ کی طرف سے دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت ہو۔ جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضور سیدنا غوثاً عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا یہ میرا بحقیقت علم کلام (جس کے مضامین دہریت کی طرف یجا تھے) میں آلووہ ہے میں منع کرتا ہوں نہیں مانتا حضور نے مجھ سے فرمایا اے عمر تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے میں نے عرض کی فلاں فلاں کتاب۔

فمریدہ علی صدری فو الله مانزعها وانا احفظ تلک الكتب لفظة والسانی الله جمیع مسائلها
ولکن وقر الله فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقدمت بین یدیہ وان الطق بالحکمة وقال
لی یا عمر انت آخر المشهورین بالعراق قال و كان الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان
الطريق والمتصرف فی الوجود علی التحقیق . (بہجۃ الاسرار از فقہ شہنشاہ)

حضور نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا خدا کی قسم ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ یاد نہ رہا اور ان

کے تمام مطالب اللہ نے مجھے بھالا دیئے ہاں اللہ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا تو میں حضور کے پاس سے حکمت الہیہ کا گویا ہو کر اٹھا اور حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ملکِ عراق میں سب سے پچھلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا اس کے بعد شیخ سہروردی نے فرمایا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ با دشاد طریق اور متصرف فی الوجود علی التحقیق ہیں۔

فائدة

دلوں پر قبضہ کا بڑھ کر حوالہ اور کیا چاہیے کہ شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل سے تمام مطالب علم کلام مٹا کر اس کے عوض علم لدنی اور اسرار اور موز سے دل کو پُر فرمادیا۔

شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراض

شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے بغداد میں چلمہ بٹھایا تھا چالیسویں روز میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرمائیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیانے بھر بھر کروہ جواہر خلق پر سچینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کی پر آتے خود بخوبی بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے ابل رہے ہیں دن ختم کر کے میں غلوت سے نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو دیکھا تھا عرض کروں میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تم نے جو دیکھا حق ہے اور اس جیسے کتنے ہی یعنی صرف اتنے جواہرنہیں جو تم نے دیکھے اتنے اتنے اور بہت ہیں یہ وہ جواہر ہیں جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بد لے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ (شہنشاہ فقہہ صفحہ ۱۹)

سوفیاء کے علوم سلب

اسی بحیثیۃ الاسرار شریف میں ہے کہ جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہہ (فتاہت میں) سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کریں تا کہ انہیں جواب دینے سے بند کر دیں کہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلسِ وعظ میں آئے۔ حضرت شیخ مفرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت مجلس مبارک میں موجود تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ گئے۔ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ نور سے نور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی۔

خداحا ہے اس بجلی نے ان سب فہمیوں کے سینوں پر گزر کیا۔ جس کے سینہ پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے!

گلتا ہے پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر نگے کر کے منبر اقدس پر گئے اور اپنا سر حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں پر رکھے۔ تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں سمجھا کہ بغداد میں گیا حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان فہیوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیر اسوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے یونہیں ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمائے۔ جب مجلس مبارک ختم ہوتی میں ان فہیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمہارا کیا حال ہوا تھا بولے

لما جلسنا فقدنا جميعاً مانعرفه من العلم حتى كانه نسخ منا فلم يمر بنا قط فلما ضمنا الى صدره
رجع الى كل مناما نزع عنه من العلم ولقد ذكرنا مسائلنا التي هيأنا هاله وذكر فيها اجوبة لانعرفها.
جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا فتحہ سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ بھی ہمارے پاس ہو کرنے گز راتھا جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا ہمیں اپنے وہ مسئلے بھی یاد نہ ہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلادیئے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے زیادہ قلوب پر اور کیا تپنہ درکار ہے کہ ایک اُن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بھلا دیں پھر ایک آن میں عطا افرمادیں۔ (فقہہ شہنشاہ صفحہ ۵۷ از ہدیۃ الاسرار)

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیرو مرشد کا ادب کیا

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو اور عم مکرم حضرت سیدی نجیب الدین عبد القاہر سہروردی کے ہمراہ حضور سید ناغوٹ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوا میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب بردا اور حضور کے ساتھ ہم تین گوشے زبان ہو کر بیٹھے۔ جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا تو فرمایا

و لا ادب مع من صرفه مالکی فی دخالی و فی قلوب الاولیاء واحوالهم ان شاء امسكها وان شاء ارسلها۔ (فقہہ شہنشاہ)

میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے میرے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشنا ہے چاہیں روک لیں چاہے چھوڑ دیں۔

دیکھنے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

دلوں پر قبضہ کا نمونہ

بہجتِ الاسرار میں ہے کہ عارفِ اکمل سید عمر بزار نے خبر دی کہ میں پندرہ جمادی الآخر ۱۵۵ھ روزِ جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجدِ جامع کو جانا تھا راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا میں نے اپنے جی میں کہا سخت تجہب ہے ہر جمعہ کو تو خلاًق کا حضور پر توازِ دحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور لوگ معاً تسلیم و مجراء کے لئے چاروں طرف دولتِ قرب نصیب تھی یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معاً حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسم اور ارشاد کیا اے عمر تمہیں نے تو اس کی خواہش کی تھی

او ما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی وان شئت اقبلت بها الی.

کیا تمہیں نہیں معلوم کر لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں۔

شارح مشکوہ صاحب مرقاۃ کا حوالہ

احناف اور جملہ اہل ملت کا مجدد حضرت علامہ مصنف تصانیف کثیرہ مولا نا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ النظر الغائر شریف میں ذکر کی عارف باللہ سیدی نور المحدث والدین جامی قدس سرہ السامی تخلیقات الان شریف صفحہ ۳۶۸ میں اس حدیث کو لا کر ارشادِ قدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں

ندانستہ کہ دلہائی مرد م بدست من است اگر خواہم دلہائی ایشان را از خود بگردانم
واگر خواہم روی در خود کنم۔

تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں اگر میں چاہوں تو ان کے قلوب اپنے سے ہٹا دوں چاہوں اپنی طرف متوجہ کر دوں۔

مصنف مددوح مذکور کا دوسرا حوالہ

یہی سلطانِ العلماء حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مذکور میں لکھا کہ ابو صالح مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابو مدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابو صالح سفر کر کے حضرت شیخ محبی الدین عبدال قادر کے حضور حاضر ہو کر وہ تجھے تعلیم فقر فرمائیں۔ میں بغداد گیا جب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا میں

نے اس بیت و جلال کا کوئی بندہ نہ دیکھا تھا۔ حضور نے مجھے تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ فرمایا اے ابو صالح ادھر دیکھے کیا نظر آتا ہے میں نے عرض کی کعبہ پھر مغرب کی طرف اشارہ فرمایا ادھر دیکھ میں نے دیکھا تو میر امر شدابو مدین نظر آیا فرمایا کہ در جانا ہے کعبہ کو یا پیر و مرشد کے پاس۔ میں نے کہا اپنے پیر کے پاس فرمایا ایک قدم جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا میں نے عرض کی جس طرح آیا تھا فرمایا یہا فضل ہے اس کے بعد فرمایا اے ابو صالح اپنے لوحِ دل کو عین اللہ کے ساتھ بالکل صاف کر لے میں نے عرض کی میرے آقا آپ اپنی مدد سے یہ صفت مجھے عطا فرمائیں۔ یہن کر حضور نے ایک زگاہ کرم مجھ پر فرمائی۔

قلوب خلائق آئینہ دار

بہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۱۹۲ میں ہے کہ

کان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا تکلم عن یقین لا شک فیه انما انطق فانطق واعطی وافق وامر فافعل والعهدة على من امرني والديه على العاقله تکذیبکم لی سم ساعۃ لا دیانکم وسبب لذهاب دیناکم وآخری کم انا سیاف انا قتال ویحذرکم الله نفسه لولا جام الشریعة على لسانی لا خبر تکم بما تاکلون وماتدخلون فی بیوتکم انتم بین دی کالقواریر نری ما فی بطونکم وظواهر کم لوابحام ابحکم على لسانی لنطق صاع یوسف بما فیه لکن العلم مستجير بذیل العالم کیلا یدی مکتونه۔ (فقہ شہنشاہ صفحہ ۳۹)

یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلًا شک نہیں۔ میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھ کو عطا کرتے ہیں تو میں تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں اور ذمہ داری اس کی ہے جس نے مجھے حکم دیا اور خون بہا مددگاروں پر تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہر بلا ہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کرے اس میں تمہاری دنیا و آخرت کی بر بادی ہے میں تنخ زن ہوں میں سخت کش ہوں اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی میں تمہیں بتاتا جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو تم سب میرے سامنے شیشہ کی طرح ہو تمہارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی یوسف (علیہ السلام) کا پیانہ بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائیے۔

صاحب کلام خود شارح

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ دلائل لکھ کر فرماتے ہیں
سگ کوئے قادری غفرلہ بولاہ نے عرض کیا تھا کہ

بندہ مجبور ہے خاطر پہ بے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد عرض کیا تھا

سنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں
ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامانِ بارگاہ کے قلوب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسلیم کے
لئے یہ مصرعہ تھا جس طرح کہ میں نے عرض کیا ہے

رجح اعداء کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انہیں
آپ گستاخ رکھے حلم و شکیساً دوست

اور یہ اس آیتہ کریمہ کا اتباع ہے کہ

ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجاهلين.

اللہ چاہتا تو سمجھی کوہدا بیت پر جمع کرتا تو نادان نہ بن۔

جس کو لکار دے آتا ہو تو اُٹا پھر جائے

جس کو چکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

حل لغات

لکار (مونث) نعروہ، ہانک، پکار، دھمکانا، ہوشیار کرنا۔ چکار، اسم چکارنا، دلاسا دینا، گھوڑے کی پیٹھ ٹھونکنا، منہ سے
پیار کی آواز نکالنا۔ ہر پھر کے، ناچار مجبور ہو کر۔

شرح

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسے لکاریں کہ آجا اگر مقابلہ کرنا ہے تو وہ آپ کی لکار کی تاب نہ لا کر بے بس!

ہو کر واپس ہو جائے اور جسے آپ دلasse دے دیں اور پیارے اپنے پاس بلائیں تو لاچار اور مجبور ہو کر آپ کی درگاہ پر ہی حاضری کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حکم نافذ تیرا خامہ تیرا سیف تیری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

حل لغات

نافذ، جاری۔ خامہ، قلم۔ سیف، تلوار۔ دم میں، اسی وقت۔ دور، زمانہ۔

شرح

اے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرا ہی حکم جاری ہے قلم تیرا چلتا ہے تلوار تیری ہے کام کرتی ہے ایک ہی میں آپ جو چاہے کر سکتے ہیں کیونکہ اے شاہا تیرا ہی دور ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ تا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہی دنیا کے قطب ہیں آپ کے احکام جاری رہیں گے فالہذا عرض ہے کہ ہمارے حال پر حرم فرمانا۔

دل پہ کندہ ہوتا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹھے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغری تیرا

حل لغات

کندہ ہوا، کھدا ہوا، نقش کیا ہوا۔ کے، تا کے۔ دُزد، چور۔ رجیم، راندہ ہوا، دھنکار ہوا۔ الٹھے ہی پاؤں پھرے، فوری واپس ہو جائے۔ طغری، شاہی مہر۔

شرح

اے کاش آپ کا نام مبارک میرے قلب پر کھدیا جائے تا کہ وہ راندہ درگاہ یعنی شیطان لعین آپ کی شاہی مہر دیکھ کر فوراً ہی واپس چلا جایا کرے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے میں شیطان مردود کے شر سے محفوظ ہو جاؤں کیونکہ قاعدہ ہے کہ شیطان اولیاء کرام کی پناہ گاہوں پر حملہ نہیں کرتے ہیں وہاں سے شیطان کوسوں دور بھاگتا ہے اسی لئے کسی کامل ولی اللہ سے بیعت ضروری ہے کیونکہ مشائخ کرام فرماتے ہیں

من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان.

جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہو۔

اس قول کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يَضْلِلُ فَلَنْ تَجْدَلْهُ وَلِيَأْمُرَ شَدًا۔ (پارہ ۱۵، سورہ الکھف، آیت ۷۶)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حماقی را دکھانے والا نہ پاوے گے۔

لیکن اس میں شرط ہے کہ مرشد کامل ہو اور ناقص کا حال شیخ سعدی قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

جو خود گمراہ وہ دوسرے کو خاک رہبری کرے گا۔

دور حاضرہ میں مرشد کامل کا لعقاء ہے۔ ہاں رسمیوں کی بہتات ہے اسی لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ کم

از کم پیر و مرشد بننے والے میں چار شرائط ضروری ہیں۔ وہ چار شرائط یہ ہیں

(۱) حضور ﷺ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، اویسیہ متصل ہو۔ یہ شرط پیر و مرشد کے سلسلہ جو اپنے مریدوں کو مطبوعہ دیتے ہیں جیسے یہی ہمارا مطبوعہ سلسلہ عزیزوں پیر بھائیوں کو حاضر ہے یا اس سے سلسلہ کے متعلق زبانی طور پر تسلی کر لے۔

(۲) شیخ سنی العقیدہ ہو اگر کسی بد عقیدہ کے ہاتھ لگ جاؤ گے تو وہ سیدھا شیطان تک پہنچائے گا۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے کہ آج کل بہت بڑے بے دینوں بالخصوص وہابی دیوبندی ٹولہ نے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ لوگ بڑے مکار، چال باز ابظا ہر شریعت کے پابند اور عجیب و غریب طریقت کے شعبدے دکھا کر اپنے دامِ تزویر میں پھنساتے ہیں۔ سنی صحیح العقیدہ کھلوانے میں بھی بڑے استاذ ہوتے ہیں ان کی پہچان سخت مشکل ہے کیونکہ وہ ہر رنگ و روضہ دھاریتے ہیں چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی سب کچھ بن جاتے ہیں۔

(۳) عالم ہو۔

(۴) فاسق مغلن نہ ہو یعنی پیر و مرشد دینی علوم سے واقفیت کے بعد شرعی امور کا پابند اور عامل ہو۔ آج یہ بیماری بھی وہی ہے کہ اکثر پیر و مرشد بننے والے علم سے کورے اور فرق و فجور سے بھر پور جسے بھی کسی بزرگ کی اولاد ہونے کا شرف ملا ہے وہی پیر مغاں ہے خواہ وہ شرعی علم و عمل صالح سے نہ صرف کسوں دور بلکہ ابلیس کا دایاں ہاتھ ہو۔

ہوشیار

اے اپنی نجاتِ اخروی اور دین کے شغف رکھنے والے بھائیوں مذہبی بھروسیوں کی بیعت ہرگز نہ کرو کیونکہ

آنکہ خود گم است کر ارہبری کند
جو خود گمراہ دوسرے کی کیا رہبری کریگا۔

نزع میں گور میں میزان پہ سرپل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامن معلیٰ تیرا

حل لغات

نزع، جان کنی۔ گور، قبر۔ میزان، ترازو، پل، دریا یا دوسرے پانی کے اوپر سے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچنے کا راستہ مجاز اپل صراط جو بال سے زیادہ بار یک اور توار سے زیادہ تیز ہو گا وہ پل جہنم پر بچھایا جائے گا جس سے ہر نیکو کار و بد کار کو گزرنما پڑے گا۔ سرپل، پل کا شروع حصہ۔ معلیٰ، بلند۔

شرح

اے میرے غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ حالتِ نزع اور قبر میں اور میزانِ عمل پر پل صراط پر کہیں بھی آپ کا مقدس دامن میرے ہاتھ نہ چھوٹے اور یہ مسلم اصول ہے کہ موت کا وقت یا قبر کی کالی رات یا پل صراط اللہ والوں کی برکت سے ہے ہی منز لیں آسان ہوں گی (نزع کی تخت سب کو معلوم ہے) شیطان کا حملہ بھی اُس وقت سخت ہوتا ہے۔ حضرت امام خیر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ مشہور ہے انہیں بھی حملہ شیطانی سے بچاؤ نصیب ہوا تو حضرت ٹھجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کرم سے اس طرح کے کئی واقعات تاریخ اسلام میں ہیں اور قبر میں بھی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی مریدین کو نجات ملی اور سیدنا امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و دیگر اکابر علماء مشائخ نے لکھا حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

دھوپِ محشر کی وہ جاں سوزِ قیامت ہے مگر
طمینن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

حل لغات

محشر، قیامت۔ جاں سوزِ قیامت، تکلیف دہ۔ پلا، دامن۔

شرح

یوم قیامت کی دھوپ جب کہ سورج سوانیزہ پر ہوگا بہت بڑی آفت ہے لیکن اے غوث العالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس سے گھبراہٹ نہیں بلکہ میں پُر سکون ہوں اس لئے کمیرے سر پر آپ کا دامن رافت و رحمت سائیں فلکن ہے۔

میدانِ حشر کی تفصیلات دیکھئے کہ اس وقت کتنی پریشانی ہوگی وہاں اپنے بھی بیگانے بن جائیں گے، ماں باپ، بہن بھائی جانی جگہ دوست دشمن ہوں گے لیکن قرآن کا فیصلہ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق صحیح ہوگا تو بیڑا اپار

کماقال الاخلاء يومئذ بعضهم بعض عدو الا المتقين. (پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۶۷)

گھرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

حدیث شریف میں ہے

المرء مع احباب. (بخاری شریف)

جس سے محبت ہے وہ قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

بہجت اس سر کی ہے جو بہجت الاسرار میں ہے
کہ فلک دار مریدوں پر ہے سایا تیرا

حل لغات

بہجت، خوشی و مسرت، رونق و شادابی۔ سر، سر بہجت الاسرار ایک کتاب کا نام جو سانچ غوث پاک پر مشتمل ہے اور بڑی قابل اعتماد ہے۔ فلک، آسمان۔ دار، مثل طرح۔

شرح

اے غوث پاک! جس پر آپ کے دستِ اقدس کا سایہ مبارک ہے دراصل خوشی و شادابی اسی سر کو ہے جیسا کہ کتاب بہجت الاسرار میں لکھا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ سارے مریدین و معتقدین آسمان نیلگوں کی طرح حضور غوث پاک کے ہاتھوں کے سایہ کے نیچے ہیں۔ خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان یدی علی مریدی کا السماء علی الارض۔

بیشک میرا ہاتھ میرے مرید پرایے ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر۔

تعارف بہجت الاسرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کے مصنف

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر کرامات اور کمالات کا بیان اسی کتاب سے ماخوذ ہیں اسی لئے مخالف اس

کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ضعیف اور غیر مستند کہنے کی عادت رکھتے ہوں۔ فقیر یہاں کتاب اور اس کے مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف اور توثیق ضروری سمجھتا ہے۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اجل سید العلما، شیخ القراء، امام الوفاء، نور الحلمیۃ والدین ابو الحسن بن یوسف بن جریر الحنفی شطنو فی قدس سرہ العزیز دو واسطے سے امام جلیل الشان شیخ القراء ابوالخیر شمس الدین محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف حسن حسین کے استاذ ہیں۔

فائدة

ابن الجزری الصیدر کو تو مخالفین نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی تصانیف کے حوالہ جات کو مستند قرار دیتے اور انہیں اسلام کا ایک ستون مانتے ہیں لیکن افسوس کہ ان کے استاذ الاستاذ سے ضد ہے صرف اس لئے کوہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ صرف مدح ہیں بلکہ آپ کے کمالات و کرامات کی اپنی تصنیف ہذا کے ذریعہ خوب ترویج واشاعت فرمائی۔ **وجزاه اللہ خیر الجزاء**

(۲) امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا متعدد و ناقہ صاحب میزان الاعتدال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے اور کتاب طبقات القراء میں ان کی مدح و تائش کی اور ان کو امام کیتا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنو فی الامام الا واحد المقری نور الدین شیخ المقراء بالا یار المصربیہ۔

علی بن جریر الحنفی کیتا امام استاذ القراء نور الدین شیخ القراء یار مصر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

فائدة

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا ناقہ کہ جن کی تنقید سے بڑے بڑے محدثین و ائمہ و فقہاء نہ بچ سکے وہ ہمارے مددوح کی تنقید کے بجائے ان کے مدح ہیں لیکن ہمارے دور کے ناقہ دین نہیں جہلاء ہیں یا ظالم ضدی ہیں مجھے اپنے دور کے قاریوں (گستاخانہ نبوت و ولایت) پر تعجب ہے کہ ایک طرف اس شیخ القراء ہمارے مددوح کے علم کے ویزہ چین ہیں کہ ان کے علم (فن) قراءۃ سے انہیں معمولی سا حصہ ملا کہ جس کی بدولت میں الاقوامی قاری ہونے پر بخوبی کرتے ہیں دوسری طرف اس سرچشمہ پر شرک وغیرہ کافتوںی داغھے ہیں۔

ہیں عجب لوگ کھانے غرانے والے

(۳) حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی یعنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرأۃ الجنان میں اس

جناب کو مناقب جلیلہ سے یاد فرمایا کہ ”کما قال روی الشیخ .الخ“ یعنی علی یوسف نور الدین ابو الحسن شافعی استاد محقق ایسے کمال والے جو عقولوں کو حیران کر دے بلاد مصر کے شیخ قاهرہ مصر میں ۳۲۷ھ میں پیداء ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا ان کے فوائد و تحقیق کے سبب غالق کائن پر بحوم ہوا۔ میں نے ساکر شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو اس کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی۔ روز شنبہ وقت ظہروفات پائی اور روز یک شنبہ بستم ذی الحجه ۱۳۷ھ میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہی۔

(۴) امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حسن الماضرہ با خبر مصر و القاہرہ میں فرمایا

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطوفی الامام الا وحد نور الدین ابو الحسن شیخ القراء
بالديار المصرية تصدر للاقراء بالجامع الازهر وتکاثر عليه الطلبة.

یعنی علی بن یوسف ابو الحسن نور الدین امام یکتا بن اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا جوم اور تاریخ ولادت و وفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

(۵) امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب **حقیقت الوعاۃ** میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ

له الید الطولی فی علم التفسیر.

علم تفسیر میں اس جناب کو یہ طولی حاصل تھا۔

(۶) حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ نے زبدۃ الاسرار میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے۔

بهجة الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الا جل الفقیہ العالم المقرئ الا وحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی و بینه وبين الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و استطان و هو دا خل فی بشارۃ قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہ طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی ولمن رای من رانی.

یعنی امام اجل فقیہہ عالم مدرس قرأت یکتا عجیب صاحب کمال نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی تھی ان میں اور حضور سیدنا غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سر کار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمای ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

فائدة

ان امام اجل یکتائے کا یہے اکابر ائمہ جن کی امامت و عظمت و جلالت شان کے ایسے مذاج ہوئے اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار شریف میں کہ امام اجل وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے۔ امام اجل شمس الملة والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حسن حصین نے یہ کتاب مستطاب حضرت شیخ مجی الدین عبد القادر حنفی و شطوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تشریح کی اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار الشریف میں فرمایا "ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم و شریف و مشہور است" اور زبدۃ الآثار الشریف اور اس کی روایات صحیح و ثابت ہونے کی تصریح کی۔ ان کے علاوہ دیگر محققین نے بھی ہمارے مددوح کی تعریف و توصیف اور آپ کی تصنیف بہجۃ الاسرار کی توثیق فرمائی اور اسے ملفوظات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہی درجہ صحیت بتایا جیسے کتب احادیث میں صحیح بخاری کو درجہ حاصل ہے لیکن تعصُّب اور رضد اور ولایت دشمنی سے اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے تو ہمارا اس کے لئے وہی جواب ہے جواہیں اسلام ہنو و اور دیگر منکر میں اسلام کو دیتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ قرآن غیر معتقد کتاب ہے۔ (معاذ اللہ)

**اے رضا چیست غم ارجملہ جہاں دشمن تست
کرده ام مامن خود قبلہ حاجاتے را**

حل لغات

یہ دونوں مصروع فارسی ہیں۔ اے، حرفِ ندا۔ رضا، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا تخلص۔ چیست، کیا ہے، کیوں ہے ”برائے انکاری“، غم، رنج و ملال۔ ارجملہ، تمام۔ جہاں، دنیا۔ دشمن تست، تیرا دشمن۔ کردا ام، بنا لیا ہے میں نے۔ مامن، ٹھکانا۔ خود، اپنا۔ قبلہ حاجاتے، ایک شخص حاجت و ضرورت پوری کرنے والا۔ را، کو۔

شرح

اے رضا تمام دنیا اگر تیری دشمن ہو جائے تو بھی کوئی رنج و غم نہیں میں نے تو اپنا ٹھکانا ایک ایسی ذات کو بنا لیا ہے جو اپنے سب عقیدت مندوں کی باذنہ تعالیٰ و عطا حاجت روائی فرماتا ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اہل سنت کے لئے دارین کی فلاح کا ایک بہترین طریقہ بتایا وہ یہی ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و نسبت مضبوط کی جائے اس کے بعد پھر دنیا میں کسی دشمن کا خطروہ نہ آخرت کا غم۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے بتائے ہوئے نسخہ پرقیر نے بہاولپور کی زندگی میں عمل کیا تو الحمد للہ اپنوں بلکہ بیگانوں نے

بھی اعتراف کیا کہ اسے کون چکھے جسے خدار کھے و سیلہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حاجت روائی کا بہترین نسخہ ہے خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار فرمایا ہے

فانی عزوم قاتل عند القتال

مریدی لا تخف واش

اے میرے مریدوں میں سے خوف نہ کراس لئے کہ میں ہی اس کے مقابلہ کے لئے تیری طرف سے کافی ہوں۔

امداد و استمداد

مقبولانِ خدا انبیاءؐ عظام و اولیائے کرام کو منظہر عنوان الہی جان کران سے مدد مانگنا ان کے دربار میں فریاد کرنا مشکل کے وقت ان کی یاد کرنا شرعاً بلاشبہ جائز ہے۔ صحابہ کرام سے آج تک بزرگانِ دین مشائخ عظام اسی طور پر استمداد و استعانت کرتے آئے ہیں۔ انوار الانتباہ میں امام بخاری کی **الادب المفرد** سے منقول ہے

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ خدرت رجہ فقیل له ذکر اجب الناس اليک فصالح یا محمد اه
فاتشرت.

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کا پاؤں سو گیا تو کسی نے ان سے کہا آپ ان کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با آواز بلند کہا یا محمد اہ تو فوراً پاؤں کھل گیا۔

اور حضرت امام خنجری نے **نیم الریاض شرح شفاء** میں فرمایا ہے

هذا مما تعاهده اهل مصيبة .

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے **تفیر عزیزی اعتباری سورۃ نشققت** میں فرمایا

و بعضی از خواص اولیاء را کہ تکمیل دار شاد بنی نوع خود گرد ایندہ اندور ینجالت هم
تصرف در دنیا و ادھ و استفراق آنها به جہت کمال و سمعت مدارک آنها مانع توجہ بایں سمعت
نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنها یعنی مانع ایندوار باب حاجات و مطالبات مشکلات
خود از ائمہ طلبندمی یابند۔

یعنی بعض خواص اولیاء کرام وہ بعد وصال بھی دنیا میں تصرف کرتے ہیں اور یہی حضرات اولیائے عظام سے کمالات
حاصل کرتے ہیں اور حاجت مندوگ ان اولیاء سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور پا لیتے ہیں۔

امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا

من يستمد فی حایة يستمد بعد مماته۔ (المعات علی شرح مشکلة)

نعت شریف

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوی ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

حل لغات

خاک، مٹی۔ ماوی، ٹھکانہ۔ خاکی، مٹی کا بنا ہوا۔ آدم، وہ پہلا انسان جس سے نسل انسانی جاری ہوئی، ابوالبشر۔ جد، دادا۔ اعلیٰ، بالائی اور پروا۔

شرح

ہم سب انسان مٹی کے ہیں اور مٹی ہی آخر کار ہمارا ٹھکانہ ہے (جس کی دلیل یہ ہے کہ) آدم علیہ السلام جو ہمارے جدا اعلیٰ ہیں اور جن سے انسانی وجود روئے زمین پر آیا وہ مٹی ہی کے بننے ہوئے تھے۔ یہ تمام مضمون قرآنی میں مصرح ہے۔
قرآنی آیات

(۱) **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ.** (پارہ ۲۳، سورہ المؤمن، آیت ۶۷)

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا۔

(۲) **خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَارِ.** (پارہ ۲۷، سورہ الرحمٰن، آیت ۱۳)

اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری۔

(۳) **مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نَعِيدُ كُمْ وَمِنْهَا نَخْرُجُكُمْ تَارِةً أُخْرَى.** (پارہ ۲۱، سورہ طہ، آیت ۵۵)

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

(۴) **خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ نَارٍ وَخَلَقْنَاهُ مِنْ طِينٍ.** (پارہ ۲۳، سورہ ص، آیت ۶۷)

تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

شان درود

کسی صاحبِ دل نے اپنے شیخ و مرشد کامل کے متعلق کسی مولوی کی نسبت میں کہا

چہ نسبت خاک را بعالِم پاک

خاک (مولوی صاحب) کو عالم پاک (ولی کامل) سے کیا نسبت

اس پر کسی طعنہ زن نے طعنہ مارا کہ عالم دین کو خاک کیوں کہہ دیا اس کے رد میں فرمایا کہ خاک بھی تو کوئی معمولی شے نہیں اس سے نفرت کیوں چند امثالہ قائم فرمائیں ان میں ایک یہی ہے کہ ہمارے جدا علی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہم ان کی اولاد ہیں۔

ہاں اس خاک کو کیمیا بنانا یا پھر جہنم کا ایندھن بنانا انسان کے اپنے اختیار میں۔ اسی لئے علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاک کی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سر کار سے تمغا ہے ہمارا

حل لغات

خاک کرے (اردو) مٹی بنادے، مارڈا لے۔ طلب، تلاش، آرزو، جستجو۔ سرکار، آقا، والی۔ تمغا، سرکاری مہر، ٹھپکہ (میڈل) عزت کا نشان جیسے آج کل مشہور ہے۔

شرح

بارگاہ رب العالمین میں تمبا اور یہ دعا کی جا رہی ہے کہ خداوند قدوس جل جلالہ اپنی راہ طلب میں ہمیں غبار بنادے (یعنی مٹی بن جائیں تو اٹھ کر مدینہ پاک پہنچ جائیں) کیونکہ یہی تو ہماری عظمت و شرافت کی نشانی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان خلقنہم من طین لازب۔ (پارہ ۲۳، سورہ الصفت، آیت ۱۱)

بے شک ہم نے ان کو چیکتی مٹی بنایا۔

پھر فرمایا

ولقد سُرْمَنَا بَنِي آدَمْ۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۰۷)

اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی۔

اسی پچھلی آیت کی طرف اشارہ ہے کہ انسان باوجود یہ کہ مٹی کا پتا ہے لیکن عزت یوں ملی کہ اس کی سے ملکوت و قدس عاجز ہیں۔ یہی علم العقائد کا مسلم قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جملہ ملائکہ کرام سے افضل ہیں۔ (فَلَانَا لِلْمُعْتَزَلَة) اور

جملہ اولیاء کرام سوائے مخصوص ملائکہ کے باقی تمام فرشتوں سے افضل ہیں عوام تو کالانعام ہیں ان کی بات نہیں۔

جس خاک پر رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پر ”قربان“ دل شیدا ہے ہمارا

حل لغات

جس خاک پر رکھتے تھے قدم، جہاں چلتے پھرتے تھے۔ سید عالم، جہاں کے سردار یہ لقب خاص ہے آقا و مولیٰ جناب محدث رسول اللہ کا۔ قربان، نجحاور۔ دل شیدا، عاشق دل، دیوانہ قلب۔

شرح

جس سرز میں یعنی مدینہ طیبہ پر سید عالم قدم رکھتے تھے اس زمین پر ہمارا دل قربان ہے کیونکہ حضور جس زمین پر خرام نماز فرماتے تھے اس کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ خدا اس سرز میں کی قسم یاد فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
لَا اقْسَمُ بِهَذَا الْبَلْدَ وَإِنْ تَحْكُمْ إِلَيْهِ (پارہ ۳۰، سورہ البلد، آیت ۲۱)

مجھے اس شہر کی قسم کے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرمaho۔

یہ تو ہوا شہر جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی و یہ بھی علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جہاں حضور ﷺ آرام فرمایا ہے وہ کعبہ و بیت المعمور اور عرشِ معلّی جملہ کائنات کے ہر مقام سے افضل ہے۔

فائدة

حضور نبی پاک ﷺ کے بارے میں جواہر الجار جلد اصحفہ ۲۰ میں ہے

فَإِنْ مَا حَلَّ بِبَقْعَةِ أَضَاءٍ تَلَكَ الْبَقْعَةَ بِنُورِي.

جہاں بھی حضور سرورِ عالم ﷺ نے قدم مبارک رکھا وہ جگہ آپ کے قدموں کے صدقے بقعۂ نور بن گئی۔

حضرت عارف روئی فرماتے ہیں

جائیکہ آمد محمد (علیہ السلام) کرد نور

اہل نور دبیہت نور و بلد نور

آپ کے اہل نور اور گھر نور شہر بلکہ جس جگہ بھی آپ تشریف لائے اسے بھی نور بنادیا۔

ختم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمین سے

سن ہم پر مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

حل لغات

نُخْم، جَحْكَ گئی اور ٹیڑھی پشت فلک، آسمان کی پیٹھ۔ طعن، طنز اور نیزہ مارنا، آواز کسنا۔ سن، خبردار، توجہ سے سن۔

شرح

زمین کے طنز سے آسمان کی کمر ٹیڑھی ہو گئی۔ انسان کہیں بھی ہو اپنے سر کے اوپر نظر کرے گا تو آسمان بالکل سیدھا دکھائی دے گا اور کنارہ آسمان پر نظر ڈالے گا تو کمان کی سی کجھی اور ٹیڑھا پن محسوس کرے گا آسمان کو اپنی بلندیوں پر فخر تھا لیکن جب زمین نے اس پر طعنہ مارا کہ سن ہم پر حضور نبی کریم ﷺ کا وہ مدینہ ہے جس کی مثل تیرے پاس نہیں تو آسمان کی پشت مارے شرم کے جھک گئی۔

فضائل مدینہ

مدینہ منورہ حضور کا دارالاحقرہ ہے جو روئے زمین میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے اور سرکار کا محبوب ترین شہر ہے۔

سرکار نے یہ رب (مصابیب کی جگہ) سے مدینہ طیبہ بنادیا۔

احادیث مبارکہ

قال رسول الله ﷺ امرت بقرية قاكل القرى يقولون يشرب وهى المدينة تنفى الناس كما ينفى
الكير خبث الحديد.

رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے قریہ (شہر) میں بھرت کر کے جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام قریوں پر غالب ہو جائے گا۔ اسے لوگ یہ رب (مصابیب و آلام کی جگہ) کہتے ہیں حالانکہ وہ (میری پاکیزہ ذات کی وجہ سے) مدینہ ہو گیا ہے لوگوں کو پاک کر دیتا ہے جیسے کہ بھٹی لو ہے کے زنگ کو۔

مزید فضائل مدینہ کی تصنیف ”محبوب مدینہ“ میں پڑھئے۔

مژده بھار اے زائر مدینہ

نجدی کی حکومت کو مدینہ پاک کے فیوضات سے اس کے مشیروں نے محروم رکھا اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ مدینہ پاک کو فی نفسہ کوئی فضیلت نہیں سوانعے اس کے اس میں مسجد نبوی ہے اور بس فلہذ امدادینہ پاک کو آنے والا صرف اور صرف مسجد نبوی میں جانے کی نیت کرے۔ اگر اس نے بلا واسطہ مسجد نبوی کے براہ راست مدینہ منورہ کا یا اس کے مکین رحمۃ للعلمین ﷺ کے ہاں حاضری کا یا آپ کے مزار اقدس کی نیت کی تو مشرک اور بدعتی متصور ہو گا اسی لئے ان کے چھوٹے

بڑے اسی عقیدہ کے نہ صرف پابند بلکہ دوسروں کو بھی اسی عقیدہ پر مجبور کرتے ہیں بلکہ موسم حج میں تو ہر زبان میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے رسائل وغیرہ شائع ہوتے ہیں جن میں عقیدہ مذکورہ پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت سے عقیدہ کو سوں دور ہے یہاں فقیر ان کا رد نہیں لکھ رہا۔ محبوب مدینہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں صرف چند فضائل برائے حاضری بارگاہ رسول ﷺ عرض کر دوں۔

تمام اکابرین صالحین کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم ﷺ کی بارگاہ یہیں پناہ میں حاضری مستحب بلکہ آپ کی شفاعت کے حصول کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلِرَبِّهِمْ أَذْلَمُهُمْ أَنْفُسُهُمْ جَاوِئُكُمْ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرُ لَهُمُ الرَّسُولُ لِوَجْدِ اللَّهِ تَوَابًا رَّحِيمًا۔

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۲)

گواں آیت کریمہ کا شانِ نزول خاص واقعہ کے بارے میں ہے لیکن اصول یہ ہے کہ خاص واقعہ کے بجائے عام الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے یعنی ہر وہ شخص یقیناً اللہ بزرگ و برتر کی رحمت اور بخشش سے بہرہ مند ہوتا ہے جسے حاضری جیسی بڑی سعادت حاصل ہو کہ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مَهَا جَرَا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ۔

اور جو اپنے گھر سے لکلا اللہ رسول کی طرف بھرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔

(پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۰۰)

گواں آیت مبارکہ میں زیارت نبوی کی تصریح نہیں بلکہ اللہ اور اس کے محبوب کی طرف بھرت کا ذکر ہے لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضری خصوصاً دور سے سفر کر کے آنا اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھرت ہی تو ہے۔

بہت سی احادیث مبارکہ بھی یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول انور ﷺ نے فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرًا وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ (نبی مسیح)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔

ایک اور مقام پر رسول ﷺ نے فرمایا

”رسول ﷺ نے فرمایا جو میری زیارت کو آئے اور سو ایسی زیارت کے اور کسی حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر

حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں۔“ (طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے سنائے شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حریم میں مرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔ (بنیہن)

دarcطبانی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔

ایک مومن کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سرورِ کائنات ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت ہے اس مبارک دربار پر رسالت ﷺ کی برکتوں اور فضیلوں کا ذکر کیا جائے سر کے بل بھی جائیں تو مشتا قابن دیداپنی آنکھوں کی پیاس نہیں بچھاسکتے۔ وہ سرز میں جہاں نبی رحمت ﷺ کے قدم مبارک پڑے وہ گلیاں جن سے نبی کریم ﷺ گزرے وہ خطہ پاک جہاں آپ نے قیام فرمایا اس کی زیارت ایک مومن کے دل کی معراج ہے وہ گلیاں جن کو بڑے بڑے اولیاء نے اپنی پلکوں سے صاف کیا ہو وہ گلیاں جہاں علماء و صلحاء و اولیاء بادب ہو کر نگہ پاؤں چلے ہوں اس زمین کا چچہ چپہ مبارک و افضل ہے۔ یہ وہ در ہے جہاں سے منتکوں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹنا پڑتا، جہاں شاہ و گدا، امیر و غریب، لاچار و خوشحال سب مرادیں لے کر جاتے ہیں اور اپنے دامن خوشیوں سے بھر کر لے آتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس در سے وہ کچھ بھی ملتا ہے جو مقدار میں نہ لکھا ہو مقدر کا لکھا تو مل ہی جاتا ہے یہ اسی در کا کمال ہے کہ وہ کچھ بھی دے ڈالتے ہیں جو مقدر میں نہ لکھا ہو۔ چنانچہ اس در اقدس کی حاضری ہر مسلمان کی دلی آرزو اور اس کی زندگی کی اعلیٰ ترین خواہش بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَحْسِنُ الَّذِينَ قُتُلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ امْوَاطَاطِ بَلْ احْيَاءَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْزُقُونَ ۖ

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

روزی پاتے ہیں۔ (پارہ ۲۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

فائدة

جب شہداء کی حیات ثابت ہے تو انہیاء مسلمین کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہو گی اور عقلائی بھی ان کی حیات ثابت ہے گو بظاہر قبور میں ان کے اجسام ارواح سے خالی ہیں مگر ان کی مثال اس طرح ہے کہ مثلاً گھری نیندسو نے والا کائنات کے عجائب موجود پاتا ہے اور ایسے ایسے اسرار پر آگاہی پالیتا ہے جو اس کے لئے نافع ہوں اور بیدار ہونے کے بعد

دوسروں سے بیان کرتا ہے۔

پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ سرویر دوام الحمد لله کے امتی نماز میں یا نماز کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں درود و سلام عرض کر رہے ہوتے ہیں اور ان کا وہ درود سلام آپ کی خدمتِ اقدس میں مقرر پہنچ رہا ہوتا ہے اور آپ ﷺ درود پڑھنے والے کے لئے دعا اور سلام عرض کرنے والے کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

بلال در رسول پر

یہ واقعہ جس کی سند نہایت جید ہے یہ ثابت کرنے کو کافی ہے کہ در رسول ﷺ کی حاضری کس قدر افضل ہے۔ ابن عساکر نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کو فتح فرمایا تو اسوقت حضرت بلال جبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں دریا کے مقام پر رہائش پذیر تھا انہی دنوں میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ما هذه الجفوة يا بلال . اما ان لک ان نزورنى؟

اے بلال یہ کیا بے وفائی ہے کیا تیر املاقات کے لئے آنے کو جی نہیں چاہتا؟

ہجر و فراق کی حالت میں ترپتے ہوئے جا گے۔ سواری پر سوراہ وہ کر شہر مدینہ پہنچے جب آپ کی قبر کی زیارت کی
فوجل بیکی عنده و مرغ وجہہ علیہ۔

تو بار بار روپڑتے اور چہرے کو بار بار قبر انور پر رکھتے۔

اس نے میں حسین کریمین تشریف لائے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کو بغل میں لے کر چو ماں دونوں نے آپ سے کہا ہم وہی اذان آپ سے سننا چاہتے ہیں جو آپ ہمارے جد امجد کو سنایا کرتے تھے اور ہاتھ پکڑ کر اذان کی جگہ کھڑا کر دیا۔

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان شروع ہو گیا جیسے جیسے اذان پڑھتے جاتے زلزلہ برہتاجاتا جب آپ ”اشهدان محمد رسول الله“ پر پہنچ تو پرده دار خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ہر شخص کی زبان پر تھا کہ یوں لگتا ہے گویا قیامت برپا ہو گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ دوبارہ حیاتِ ظاہری میں تشریف لے آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس دن سے بڑھ کر اہل مدینہ کو انتاروں تھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ در اقدس کی حاضری کی دلیل میں یہ واقعہ نہایت قوی ہے۔

محروم کی سزا

در بار رسالت میں حاضری کے ترک کے متعلق علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تارک زیارت کو بار بار متنبہ فرمایا اور اس کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

من حج و لم یزرنی فقد جفانی۔

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔

اسی طرح یحییٰ بن الحسینی نعمان بن شبل کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الفضل المدینی انہوں نے جابر انہوں نے محمد بن علی انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مرفو عاروا بیت کی

من زار قبری بعد موتی فَكَا فَمَا زَارَنِي فِي حَيَاةِي وَ مِنْ لَمْ يَزَرْنِي فقد جفانی۔

جس نے بعد ازاں صال میری قبر انور کی زیارت کی گویا اس نے میری ظاہری حیات میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

علامہ شیخ احمد الحضر اوی لکھتے ہیں شیخ مفتی جمال المکی نے ہم سے بیان فرمایا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہوں نے استطاعت کے باوجود آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر نہ دی۔

فَأَوْرَثُهُمُ اللَّهُ أَعْزُوهُ جَلَّ بِذَلِكَ ظُلْمَةً مَحْسُوسَةً ظَهَرَتْ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَفَتَرَةً عَنِ الْخَيْرَاتِ قَطَعُهُمْ عَنِ
عِبَادَةِ اللَّهِ سَبَحَانَهُ وَتَعَالَى وَشَغَلَتْهُمْ بِالْدُنْيَا إِلَى أَنْ مَاتُوا عَلَى ذَلِكَ وَكَثِيرُهُمْ غُلَبَتْ عَلَيْهِمْ مَظَالِمُ
النَّاسِ إِلَى أَنْ مَنْحُوا مِنْهَا قُبْرًا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی تاریکی میں بتلا فرمادیا جو ان کے چہروں سے عیا تھی انہیں خیرات و حسنات سے اس طرح دور کر دیا کہ عبادتِ الہی ان سے ترک ہو گئی۔ دنیا میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ موت آگئی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر لوگوں کے مظالم غالب آگئے پھر وہ قبر تک جاری رہے۔

انتباہ

غور فرمائیے تارکین زیارت کس طرح دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و رسو ا ہوتے ہیں اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ زیارت سے فیض یاب ہونے والے کتنے خوش قسم ہوتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں اور تارکین شرمندہ۔

مقصد زیارت

شیخ احمد المعروف القشاشی لکھتے ہیں کہ زیارت سے مراد شرعاً یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ کی حاضری مسجد نبوی شہر مدینہ کی

زیارت اس میں قیام، آپ کی خدمت میں سلام، حصولِ اسلام، شفاعت کے لئے آپ کا بارگاہِ الٰہی میں توسل تاکہ زائر کو اس بات کی خوشخبری حاصل ہو جائے کاس کا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو گا۔ یہی زیارت ہے۔

امام ابن حجر عسکری کے بقول زیارت کے لئے وہی شرائط ہیں جو حج کے لئے استطاعت کی شرائط ہیں جب صاحبِ استطاعت نے آپ کی طرف سفر کیا، آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام عرض کیا اپنی یا جس نے بھیجا ہے اس کی ذات کی بخشش کی درخواست کی تو وہ زائر قرار پائے گا اور یہی وہ زیارت ہے جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے خود رسول رحمت، نور مجسم، شفیع معلم ﷺ کا ارشاد گرامی

من زار قبری و جبت له شفاعتی

زیارت کی اہمیت اور فوائد میں سب سے قابل غور ہے۔

چنانچہ اگر خلوصِ دل سے زائر زیارت کو جائے گا تو یقیناً رسول اللہ ﷺ سے انعام و اکرام سے نوازیں گے اس کے درجات بلند ہوں گے اور یقیناً ان لوگوں میں اس کی شمولیت ہو جائے گی جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

پھر زیارتِ نبوی ﷺ کے فائدوں میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود زائر کا سلام سنتے ہیں اور اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ سرکارِ ابدار قرار، مالکِ مختار ﷺ کا دربار دُر بار اب بھی اس طرح سجا ہوا ہے جیسے چودہ سو سال پہلے سجاح رہتا تھا جہاں بن مانگے ہر شے ملتی ہے جب حاضرِ حضور ہو کر مانگا جائے تو رحمتِ کائنات ﷺ عطائے کریما نہ محروم نہیں فرماتے۔

حکایت

سیدنا ابن الجلاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور مجھ پر دو ایک فانے گزرے تو میں نے روپہ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی

انا ضيفك يا رسول الله ﷺ

یعنی میں آپ کا مہمان ہوں۔

پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو سرکارِ مدینہ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں خواب میں ہی کھانے لگا۔ بھی آدمی ہی ختم کی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی جب کہ آدمی ہاتھ میں موجود تھی۔

(رحمتِ کائنات صفحہ ۱۱۳)

صحیح ہے

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان و گدا سب کو سرکار کھلاتے ہیں
اس قسم کے ہزاروں واقعات و مشاہدات اب بھی ہو رہے ہیں۔ تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ”نمائے یا رسول اللہ“ کام طالعہ فرمائیے۔

چکر بازوں کے چکر

ایک لاکھ اور پچاس ہزار ثواب یا نبی علیہ السلام زندہ بھی ہیں یا نہیں (معاذ اللہ) و دیگر چکر بازیاں سابق دور کے گستاخوں کو بھی لے ڈو میں آج بھی اگر کوئی ڈوبتا ہے تو.....

حکایت

عارف باللہ حضرت علامہ نہمانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ایک آدمی نے پیغام دیا کہ سرکار کو عرض کرنا کہ روضہ اقدس پر حاضر ہونے کی بڑی تمنا ہے لیکن چونکہ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی ہیں اس لئے میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بزرگ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو یاد آئے کے باوجود اس شخص کا پیغام سرکار کی بارگاہ میں عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے لیکن جب مدینہ منورہ سے خصتی کا وقت آیا تو سرکار علیہ السلام نے ان کو اپنی زیارت سے مشرف کر کے فرمایا تو نے مجھے اس شخص کا پیغام نہیں پہنچایا لیکن میرا پیغام اس کو ضرور پہنچا دینا کہ تحقیق اللہ عزوجل اور میں خود اس شخص سے بیزار ہوں جو ان (ابو بکر و عمر) سے بیزار ہے۔

(جیۃ اللہ علی العالمین)

نوٹ

اس جیسے درجنوں واقعات فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُر انعام“ پڑھئے۔

فائده

اس مصرعہ میں اختلاف کو دور فرمایا جو مشہور ہے کہ زمین افضل ہے یا آسمان۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس اختلاف کو ایک مصرعہ میں حل فرمایا جو بعض شعراء مناظرہ کے طور پر منظوم مشہور ہے۔

زمین و آسمان کا مناظرہ

مالک کائنات نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا پھر ان کا آپس میں ایک دوسرے سے مناظرہ ہوا۔

فلک بولا کہ مجھ میں ماہ و خورشید درخشاں ہیں

زمین بولی کہ مجھ میں لعل ہیں گلہائے خندان ہیں
 فلک بولا زمین سے مجھ میں انوار الہی ہیں
 زمین بولی فلک سے مجھ میں اسرار الہی ہیں
 فلک بولا کہ مجھ میں کہکشاں تاروں کی جڑی ہوگی
 زمین سن کر یہ بولی مجھ میں پھولوں کی لڑی ہوگی
 فلک بولا گھٹا اٹھ کر میری تجھ کو گھنادے گی
 زمین بولی کہ مجھ کو عاجزی تجھ سے بڑھا دے گی
 فلک بولا ابلندی دی خدا نے ہر طرف مجھ کو
 زمین بولی ملا ہے خاکساری کا شرف مجھ کو
 فلک بولا کہ تارے مجھ میں ہیں تاروں سے زینت ہے
 زمین بولی کہ غنچے مجھ میں ہیں غنچوں میں گہت ہے
 فلک بولا میرے اوپر ملائکہ کے محل ہوں گے
 زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوئے اور پھل ہونگے
 زمین بولی کہ مجھ میں بیل بوئے اور پھل ہونگے
 فلک بولا ستاروں سے مزین میرا سینہ ہے
 زمین بولی کہ مجھ پر طور ہے کمہ ، مدینہ ہے
 فلک بولا کہ مجھ پر کرتی و عرش اعلیٰ ہوں گے
 زمین بولی کہ مجھ پر اولیاء و انبیاء ہوں گے

آمنہ کا چاند ارض بطيح کے افق پر طلوع ہوا تو زمین نے سرت میں ڈوب کر اپنا سراو نچا کر لیا اور آسمان کو مخاطب کر کے کہا کہ اے آسمان اب میں تجھ سے بہر صورت بہتر ہوں کیونکہ مجھ پر سید عالم ﷺ جلوہ فرمایا ہے وہ روح دو عالم جن کے صدقے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نُفل کائنات کی تخلیق کی۔ یہ سن کر آسمان نے اعتراض بجز کرتے ہوئے سر کو جھکا دیا۔

جو حیدر کار کے مولیٰ ہے ہمارا

حل لغات

شہنشاہ، سب سے بڑا بادشاہ، یہ دراصل شاہان شاہ تھا مخفف کر دیا گیا۔ اس لفظ میں اضافت مقلوبی ہے کیونکہ اضافت سے پہلے یہ دراصل شاہ شاہان ہے۔ حیدر، شیر، یہ لقب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا جوان کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے رکھا تھا۔ کار، دشمن پر تا بڑو ڈھملہ کرنے والا، بہادر۔ مولیٰ، آقا، ناصر، مددگار، محبوب۔

شرح

حضور پُر نور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت ابوتراب کا لقب عطا فرمایا تھا جب وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہو کر مسجد بنوی میں لیٹ گئے تھے تو ان کی پشت مبارکہ پر خاک لگ گئی تھی۔ حضور سرور دنیا عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار و محبت سے فرمایا

قم یا اباتراب

مٹی والا

فرما کر آپ کو اٹھایا یہ مٹی کو بہت بڑا شرف ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوتراب سے بہت خوش ہوا کرتے تھے یہی ابوتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مٹی والے) ہم سب کے آقا و مددگار ہیں۔

از الله وهم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولیٰ شیعی شعراً نہیں یہ وہابیہ کا وہم ہے الحمد للہ وہ ہمارے (اہل سنت) بلکہ سب کے آقا و مولیٰ ہیں کوئی با غی ہو کر آپ کا مولیٰ ہونا نہیں مانتا تو اس کی بد قسمتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے تصریح فرمائی ہے

من كنت مولاہ فعلی مولاہ۔

جس کا میں مولیٰ ہوں اسی کے حضرت علی مولیٰ ہیں۔

لیکن اس سے خلافت بلا فصل کا استدلال بھی جاہلانہ حرکت ہے اس لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء اور رسول علیہما وآلہم السلام کے مولیٰ تو نہیں ہو سکتے کیونکہ غیر نبی نبی کا آقا و مولیٰ کیسا۔ اس معنی پر حدیث مخصوص عنہ بعض ٹھہری۔ دوسرا یہ کہ یہ حدیث سندا صحیح نہیں جس حدیث کی سند صحیح نہ ہوا اس سے عقائد کا استدلال نہیں البتہ فضائل کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے لیکن اس حد تک جو صاحبِ فضیلت کے لا ائق ہو۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب ثلاشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ثابت نہ ہوئے بلکہ انبیاء و رسول اور اصحاب تلاشہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مساواً اپنا قبیلہ سب کے آقا و مولیٰ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تیرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولیٰ اپنے عموم پر ہوتا مولیٰ بمعنی محظوظ ہے اور حضور سرور عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جملہ کائنات کے محظوظ ہیں تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خلق خدا کے ہر فرد کے محظوظ ہیں سوائے کفار و مشرکین اور خوارج و نواسب کے۔

چوتھا یہ کہ مولیٰ اٹھارہ معنوں میں آتا ہے تو ایک معنی متعین کرنا ترجیح بلا مرنج ہے۔

پانچویں یہ کہ یہ جملہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سیدنا علی المرتضی پر مسکریں کے چند بیجا اعتراضات کے جواب میں فرمائے تاکہ اعداء علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معمولی شخصیت نہ سمجھیں بلکہ انہیں یقین تو ہو کہ جبیب کبریٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے طرفدار ہیں۔

اے مدیعو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفن شہ بطنخا ہے ہمارا

حل لغات

اے مدیعو، بترکیب اردو، اے دعویٰ کرنے والو، اے مخالفو۔ خاک (فارسی) مٹی۔ تم خاک نہ سمجھے (اردو) بالکل نہ سمجھے سکے۔ اس خاک میں (اردو) اس زمین میں۔ مدفن (عربی) دفن کیا ہوا۔ شہ بطنخا (فارسی) مکہ کے باڈشاہ۔

شرح

اے مخالفو! تم مٹی کی عظمت کو بالکل نہ سمجھے سکے حالانکہ اس کی بہت بڑی عظمت ہے اس لئے کہ سید دو عالم شہ بطنخا اسی میں مدفن ہیں اور آپ کا مدفن عرش و کرتی، لوح و قلم سے بھی عظیم ہے۔ حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا

ان الله سمي المدينة طابة.

بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابة (طیبہ) عمدہ بنادینے والا رکھا ہے۔

قال رسول الله ﷺ لامتل القتل في سبيل الله ما على الأرض بقعة أحب إلى أن يكون قبرى بها منها ثلث مرات. (مشکلۃ صفحہ ۲۲۱)

اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تین بار فرمایا کہ شہادت فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی موت نہیں اور اپنی قبر کے لئے مدینہ منورہ سے زیادہ محظوظ روئے زمین کا کوئی نکلا نہیں۔

فضیلت مدینہ

جن حضرات نے شہر مدینہ کو شہر مکہ سے افضل مانا ہے انہوں نے ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جس شہر میں آپ کی سکونت اور پھر اس میں داعی آرام گاہ بنائی تو وہ مقام افضل ہونا چاہیے تھی وجہ ہے کہ موافق و مخالف سب کو مسلم ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ کی آرام گاہ جملہ کائنات یہاں تک کہ عرشِ معلیٰ اور بیت المعمور اور کعبہ معظمہ سے بھی افضل ہے اسی لئے آپ کا شہر کعبہ و بیت الحرام کو چھوڑ کر شہر مکہ اور جملہ بلاد سے افضل ہے۔ اس کے متعلق فقیر نے کتاب ”محبوب مدینہ“ میں مفصل بحث لکھی ہے۔ مختلف مذاہب کے ساتھ آخر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہ فیصلہ لکھا کہ

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

یہاں صرف ایک حدیث شریف میں شرح پر اکتفا کرتا ہوں۔ مسلم شریف میں ہے

لا يخرج أحد رغبة عنها الا اختلف الله فيها خيراً منها الا ان المدينة كالكير تنقى الخبث لاقوم
الساعة حتى تنقى المدينة شرارها كما ينفى الكير خبث الحديد.

مدینہ سے روگردانی کر کے جو بھی یہاں سے نکل جاتا ہے تو اللہ اس میں اس کا نمم البدل بہتر اس میں ٹھہراتا ہے۔ خبردار مدینہ بھٹی کی طرح پلیدی دور کرتا ہے اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ پاک فسادیوں اور شرارتیوں کو نہ کال لے جیے بھٹی لو ہے کی زنگ نکالتی ہے۔

فائدة

اس سے پہلے افضل میں ”تنفی الناس“ کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت میں ”تنفی الرجال“ ہے اس سے شراری لوگ یا ان کی خاشت مراد ہے اسی لئے خبث الرجال کا لفظ بھی مردی ہے۔
(۲) بخاری شریف میں ہے

انها طيبة تنقى الذكور كما تنقى الكير خبث الفضة.

یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی وغیرہ میں کو دور کرتی ہے۔

حکایت

(۳) صحیحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے بیعت کی کروہ مدینہ میں ٹھہریگا۔ دوسرے دن اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اسے تپ لگ گیا اس نے حضور نبی پاک ﷺ سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن

جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

المدینہ کا لکیر یخرج جثھا و تنفع۔

مدینہ پاک بھٹی کی طرح ہے وہ اپنی میل کو نکال کر باہر پھینلتا ہے اور صاف کرتا ہے۔

فوائد

(۱) یہی معنی ظاہر ہے کہ اس سے خبیث لوگوں کو عید سنانا ہے۔

(۲) یہ رف حضور اکرم ﷺ کے زمانہ قدس سے مخصوص نہیں جیسا کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ
لاتقوم الساعة حتى تنفي المدينة شرارها۔

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مدینہ پاک اپنے شرارتیوں کو دور نہ کرے۔

(۳) دور حاضرہ میں یہ مجوزہ (مشتمل بر علم غیب) اظہر من الشّمس ہے کہ ہمارے جیسے تو ہر آن تصور میں ہیں
میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

اور ایک برا دری شب و روز کئی چکر دے کر حاضری مدینہ سے روکتے ہیں اور خود اگر وہاں پہنچ جائیں تو

لایجاورونک فیها الا قلیلاً ملعونین۔ (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۶۱، ۶۲)

پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ ہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے۔

پھر مدینہ پاک ان سے خالی کرالیا جائے گا اور وہ وہاں سے نکال دیجے جائیں گے حکم کے مطابق مدینہ پاک سے
لاکھیں کی لاٹ سے بہت جلد نکل جاتے ہیں۔

موازنہ مدینہ پاک و مکہ شریف

ہمیں حق نہیں کہ ہم مکہ و مدینہ کے درمیان کسی قسم کی تفریق کا اظہار کریں لیکن جب سے نجدی وہابی برسر اقتدار
ہوئے عوام کے ذہن مدینہ پاک کی ہر فضیلت سے پہلو بچانے کے عادی بنتے جا رہے ہیں۔ یہاں صرف ایک نمونہ عرض
کرنا ہے وہ یہ کہ آج کل عوام بلکہ بہت سے خواص سمجھنے لگ گئے کہ مدینہ پاک (مسجد بنوی) میں پچاس ہزار اور مکہ معظمه (مسجد
الحرام) میں ایک لاکھ نیکی اور دعویٰ میں وہی مشہور حدیث حالانکہ معاملہ بر عکس ہے۔ اس پر فقیر نے کتاب ”محبوب
مدینہ“ میں طویل بحث لکھی ہے۔ اختصار ایہاں ملاحظہ ہو۔

(۱) پچاس ہزار نیکی مدینہ پاک کے متعلق مسلم اور ایک لاکھ مکہ معظمه کی لیکن اس ارشاد کے بعد حضور نبی پاک ﷺ نے دعا
فرمائی کہ

اللهم اجعل بالمدينة ضعفی ما جعلت بمکة من البرکة. (شقق علیہ)

اے اللہ مدینہ پاک میں مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دو گنی برکتیں بیدار فرما۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے

اللهم بارک فی مدینتا اللهم اجمع مع البرکة برکتین.

اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ اے اللہ اس کی ایک برکت میں دو برکتیں جمع فرما۔

قاعدہ مسلم ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے اور یہ دعا بھی یقیناً مستجاب ہوئی جس کا مشاہدہ آج حرمین کے زائرین کو نمایاں طور پر محسوس ہوتا ہے۔ دنیوی امور یہاں تک کھانے پینے وغیرہ میں مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ میں کئی گناہ اندر برکات محسوس ہوتی ہیں۔

فائدة

امام سعید بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی مدینہ پاک کے لئے دعا یعنی برکات کا سوال نہ صرف امورِ دنیویہ کے متعلق تھا بلکہ امورِ دینیہ کو بھی شامل تھا۔ اس معنی پر اب مدینہ پاک کی ایک نیکی اڑھائی لاکھ ہوئی پچاس ہزار دعا مانگنے سے پہلے دولاکھ مکہ معظمہ کے ایک لاکھ سے دو گناہ دعا سے۔ (خلاصہ الوفاء)

نیز اگر صرف وہی پچاس ہزار ولی بات بھی ہو تو مکہ معظمہ کی لاکھیں کی اور مدینہ کی ایک کامقابلہ کہاں اس لئے کہ قاعدہ ہے کہ کبھی تھوڑی شے اپنی برکات کی وجہ سے کثیر شے سے بڑھ جاتی ہے۔ (خلاصۃ الوفاء للسعید بن حنبل صفحہ ۳۲)

لوگ لاکھ کا نام سن کر پھولے نہیں سماتے یہ نہیں سمجھتے کہ مدینہ کی ایک نیکی ہیرا اور جوہر اور مکہ معظمہ کی صرف گنتی کا ایک لاکھ۔

نوث

نیکی کے عاشق کو یاد رہے کہ مکہ معظمہ میں ایک نیکی کا لاکھ ملتا ہے تو یہاں کی ایک براہی بھی لاکھ کے برابر ہوتی ہے اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ مکہ معظمہ سے واپسی پر سودا برادر ہو جائے تو غنیمت ہے ورنہ گھائٹ اور خسارہ کا خطرہ ہے اور مدینہ تو مدینہ ہی ہے یہاں وفادار امتی سے گناہ کا صدور کہاں اگر ہوا بھی تو ایک گناہ کا ایک ہی لکھا جاتا ہے۔

موازنہ عبادت مکہ و مدینہ

اگرچہ یہ موازنہ بھی نامناسب ہے لیکن نجدی وہابی تاثرات کے مدینہ پاک کی حاضری کو سمجھایا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں حج، عمرے، طواف وغیرہ اور کہتے ہیں کہ پہلے تو مدینے کی حاضری ضروری نہیں اگر کچھ ہے تو صرف مسجد

نبوی کی نیت ہو جس میں صرف پچاس ہزار نیکی ملے گی اور بس۔ علامہ سہبودی کی خلاصہ الوفاء اور ملا علی قاری کی **المناسک** میں شرح کا بیان ملاحظہ ہو۔

مکہ معظّمہ	مدینہ طیبہ
حج	عبدات مسجد نبوی میں قرب رسول اللہ ﷺ بالخصوص ریاض الجنة میں
عمرہ	مسجد قبا کادو گانہ
طواف	مدینہ پاک کی گلیوں میں گھومنا پھر نار وضہ پاک کو چار سو سے زگا ہوں میں بسا
زيارة کعبہ	زيارة گند خضراء

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ" میں ہے۔

فیصلہ اویسی غفرانہ

ایسے مواظنے عشقان کے لئے موزوں نہیں لیکن جہاں نجد بیت وہ بیت کے اثرات کا غالبہ ہو وہاں مدینہ طیبہ کے فضائل ایسے طریقہ سے بیان کئے جائیں جن میں مکہ معظّمہ کی تحریر کا پہلو نہ نکلے۔

دبسیار است اخبار فضائل مدینہ منورہ ولیکن اختصار گرفتم بر حسبِ مدعای اختلاف فرمودند کہ علماء بفضل مکہ معظّمہ عظمہا اللہ تعالیٰ تعظیماً بدلیل آنکہ قال ﷺ اذک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ ولو لا انى اخرجت منك ما خرجت بفهم درمندی ایں فضل مدینہ الرسول ﷺ جزئی من وجہ است ذہ کلی پس نیست نزاعی در فضل همه گر بر قع تعارض پس فضل مکہ معظّمہ در حدا و است و فضل مدینہ منورہ در حدا و کرمہا اللہ تعالیٰ تکریماً و تفاضل همه گر به فضل کلی در تقابل نمیکند دریاب انچہ درواست۔ تعارض و اهانت طرفیں از طرفین۔ (ماہنامہ مطبوعہ نوکشور اہنڈ صفحہ ۲۹)

اور فضائل مدینہ منورہ کے اخبار بہت ہیں لیکن میں نے مدعای مخالف اختصار کر لیا اور بعض علماء نے مکہ معظّمہ کی فضیلت میں اختلاف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عظمت کو عظم کرے اس دلیل سے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے کعبۃ اللہ پیش ک تو اب لبّتہ بہتر ہے خدا کی زمین میں سے اور محبوب تر ہے خدا کی زمین میں سے اور اگر میں نہ نکلا جاتا تجھے سے نہ نکلتا“، میں کسی اہل دل کی سمجھ میں مدینہ رسول ﷺ کی یہ فضیلت جزوی میں وجہ ہے نہ کیونکہ ایک وجہ خاص کے سبب یہ جزوی فضیلت مدینہ

رسول ﷺ کو حاصل ہے نہ گلی طور پر۔ لہذا اس فضیلت جزوی میں وجہ ہی تعارض فضیلت اٹھ جانے کے سبب کہ دونوں میں ہوتا تھا کوئی نزاع باہمی فضیلت میں نہیں ہے۔ پس مکہ معظمہ کی فضیلت اپنی حد میں ہے اور مدینہ منورہ کی فضیلت اپنی حد میں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بزرگی میں مکرم اور مقابلہ میں گلی فضیلت کے ساتھ ایک کو دوسرے پر یہ در دمند فضیلت نہیں دیتا ہے کیونکہ مقابلہ میں معارضہ طرفین سے ایک طرف کی اہانت نہ ہو۔

برادران اسلام سے اپیل

توحید کے دم بھرنے والے تو مکہ معظمہ کو بڑھاتے ہیں اور حقیقت یہی ہے انہیں مدینہ پاک سے دچپی نہیں لیکن ہمارے سنی مسلمان برادری بھی عشقِ رسول ﷺ میں مکہ معظمہ میں طفر کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی جلال و جمال کے اشاروں سے تو کبھی مکمل الہوں کے ایذا نے رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر مکہ معظمہ کی خفت و تحریر کا پہلو اختیار کر لیتے ہیں انہیں چاہیے کہ عشقِ رسول ﷺ کا تقاضا پورا کریں کہ دونوں سے یوں محبت ہو کہ مکہ معظمہ میں بھی آپ کا ذریہ سیرہ رہا اور مدینہ طیبہ میں بقایا زندگی بسر فرمائی اور تا حال اسی میں رونق افروز ہیں فلہذًا ہمیں دونوں شہر مبارک محبوب ہیں۔

ہے خاک سے تغیر مزار شہ کو نین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

حل لغات

معمور، تغیر کیا ہوا، آباد۔ اسی خاک سے، اسی مٹی سے۔ شہ کو نین، دنیا و آخرت کا باادشاہ یعنی ہمارے نبی پاک ﷺ۔ قبلہ، سمت، توجہ۔

شرح

یعنی مٹی کی یہ عظمت ہے کہ اس سے حضور ﷺ کا روضہ اقدس بناتے اور کعبہ مکہ بھی اسی سے تغیر ہوا ہے۔ یاد رہے کہ پھر بھی جنس ارض یعنی مٹی ہی سے ہے اسی لئے یہ کوئی شبہ نہ کرے کہ کعبہ کی تغیر تو پھر وہ سے ہے تو ہم نے اس کا ازالہ عرض کر دیا ہے کہ پھر بھی مٹی کی جنس ہے۔

اس مسلک کی تحقیق مطلوب ہو تو امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد اول باب **الثہم** کا مطالعہ کیجئے جس میں ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹی کی بیشمار فوائد میں بیان فرمائی ہیں جن میں پھر بھی شامل ہیں۔

ہم خاک اُرائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حل لغات

خاک اُرائیں گے، آوارہ پھریں گے، حیران و سرگردان پھرتے رہیں گے۔ مدینہ، شہر، مدینۃ الرسول کا مخفف ہے جب بھی یلفظ مطلق (مدینہ) ہو وہاں یہی مدینۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مراد ہو گا۔

شرح

جس سرز میں پر ہمارے پیارے نبی کا پیارا شہر آباد ہے اگر وہ مٹی نہ پائی یعنی اس کی زیارت نہ کی اور وہاں نہ پہنچ تو ساری عمر یونہی حیران و سرگردان رہیں گے۔

فضائل زیارت مدینہ پاک

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِي كَانَ مَعِي وَكَانَ فِي جَوَارِي يَوْمَ الْقِيمَةِ وَمَنْ مَسَكَنَ الْمَدِينَةَ وَصَبَرَ عَلَى

بِلَائِهَا كَنْتَ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيمَةِ وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعْثَهُ اللَّهُ مِنَ الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيمَةِ.

جس نے میری زیارت کی وہ قیامت میں میرے ساتھ اور میرے قرب میں ہو گا اور جو مدد یعنی طبیبہ میں سکونت پذیر ہو گا اور وہاں کی تکالیف پر صبر کرے تو میں قیامت میں اس کا گواہ یا فرمایا شفع ہوں گا اور جو حرم میں کی کسی ایک جگہ میں مرا قیامت میں اللہ سے تمام مصائب سے مامون و محفوظ اٹھائیگا۔

فضیلت گنبد خضراء

محمد شین کرام کا نہ ہب ہے کہ شہر مدینہ کمک کے شہر سے افضل ہے ہوائے حرم معلیٰ کے لیکن فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ شہر افضل ہے اس کی تفصیل میں نہیں پڑتے کیونکہ بے ادبی کاشاہی ہے۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

طبیبہ نہ ہی مکہ ہی افضل زادہ

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

لیکن اس میں دونوں متفق ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ کعبہ معظمہ اور عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

المکہ افضل منها علی الراجح الامسہ الاعضاء الشریفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ افضل مطلقاً

حتى من الكعبة والعرش الكرسي.

فتویٰ یہ ہے کہ مکہ معظمہ شہر مدینہ سے افضل ہے مگر اس زمین سے نہیں جس میں مل گئے ہیں اعضاً شریفہ یعنی تربت مبارک آپ کی وہ فضیلت مطلقہ رکھتی ہے یہاں تک کہ کعبۃ اور عرشِ معلیٰ اور کرسی سے حضرت کی قبر مبارک افضل ہے۔ یہ قبہ منورہ جو حضرت کا خاص ایوان ہے اور تربت شریف کا سائبان یہ سب زمین عرشِ معلیٰ سے افضل ہے۔ اب حدیث شریف جو بخاری و مسلم میں وارد ہوئی ہے صراحتاً ثابت کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے

مابین منبری و قبری روضة من ریاض الجنة.

وہ ز میں جودرمیان منبر اور قبر میری کے جس قدر احاطہ و سعی رکھتی ہے یہ ایک باغچہ ہے جنت کے باغات سے کیونکہ یہ سب ز میں احاطہ و دامنِ عرشِ معلیٰ میں شمار کی جاتی ہے۔ اب حدیث اور فقہ اس باب میں متفق ہیں اب بتاؤ کیوں نہ اہل سنت و جماعت کے لئے یہ آستانہ ایونِ محمدی ہے متبرک و جائے ادب قابل الاحترام نہ سمجھا جائے گا بلکہ یہاں کی مٹی چاٹنی بیماروں کے لئے خاکِ شفاء اور مومنین کی چشمیں کاسر مہے ہے۔

کسے کہ خاک درس نیست خاک پرسر اوست

اب اس گنبد خضری جو کہ نور علی نور ہے کون دشمن دین حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔

خداوند کریم اپنے حبیب پاک کے ایوان عالیشان کا خود مخنو د محافظہ ہے پس یہ ایوان نبوی مہبہط ملائکہ و مور فرشتگان بے شمار ہیں جیسا کہ حدیث شریف مشکلوۃ جلد راجع باب الکرامات میں وارد ہوئی ہے

ان كعباً دخل على عائشه فذكر اعلى رسول الله ﷺ فقال كعبه ما من يوم يطلع الانزل سبعون الفاً
من الملائكة حتى يحضر بقبر رسول الله ﷺ يضربون باجهنم ويصلون على رسول الله ﷺ حتى
اذا امسئو جوا وهبتو افصنعوا مثل ذالك حتى اذا شقت عنه الارض خرج في سبعين الفاً من
الملائكة.

حضرت کعب احبار صحابی حضرت عائشہؓ کے جھرے میں داخل ہوئے کہ جہاں حضرت عائشہؓ تشریف رکھتی تھیں بعد وفات حضور ﷺ کے اسی جھرہ شریفہ میں اور صحابی بھی موجود تھے پس ذکر کرنے لگے یہ سب حضور ﷺ کا۔ پس فرمایا کعب نے کہ نہیں طلوع ہوتا ہے کوئی روز مگر یہ کہ نازل ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ اردوگر دفتر شریف کے آتے ہیں اور مارتے ہیں بازو اپنے اور درود شریف پڑھتے ہیں ملائکہ آپ۔ پس وہ فرشتے دن بھر وہ ہیں رہتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتگان آسمان پر عروج کر جاتے ہیں اور اترتے ہیں آسمان سے دیگر ستر ہزار فرشتے پھر وہ بھی وہی کام کرتے ہیں جو زمین

کے فرشتے کر رہے ہیں یہاں تک کہ قیامت تک جب قبر آپ کی شق ہو گئی تو بے شمار فرشتے روزانہ قبر پر پتشریف لا کیں گے۔ پس اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ روضۃ اقدس کا مرتبہ جو آپ کی آرام گاہ ہے سب سے بڑھ کر ہے اس لئے کہ وہاں اس ایوانِ محمدی میں ہر وقت ستر ہزار فرشتوں کا درود اور اثر دہام رہتا ہے کہ ہر طرح سے ملائکہ ادب آداب قبر شریف اور درود شریف آپ پر پڑھتے ہیں تعظیم و تکریم و زیارت کر کے برکت و خوشنودی خداوند حاصل کرتے ہیں اور یہ تاقیامت ہوتا رہے گا۔

خدا حافظ

اس سے ثابت ہوا کہ گنبد خضراء کا محافظ خود خدا تعالیٰ ہے جیسا کہ مذکورہ بالا سے واضح ہے۔

رسول اللہ علیہ السلام خود محافظ ہیں

صد یوں پہلے یہ واقعہ روح فرسا ہو چکا ہے جس کی تصدیق ہر دور کے مورخ نے کی یہاں تک کہ اپنی تصانیف میں کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ فخر یہ اندازیہ میں بیان کیا۔ وہ واقعہ ہے عاشق صادق نور الدین زنگی قدس سرہ کا جسے تفصیل سے آگے ذکر کروں گا۔ وہ شہنشاہ نور الدین جن کی حضرت سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تعریف و مدح میں لکھتے ہیں

نیائی چوبکر بعداز عمر

یعنی اپنے باادشاہ ابو بکر کو تشبیہ دیتے ہیں ساتھ عمر

عمر بن عبد العزیز کے اور بعض صحابہ میں سے حضرت انس و دیگر صحابہ رسول عمر بن عبد العزیز کے عہد میں حیات تھے بلکہ صحابہ کرام تو اس نیک کام کرنے پر عمر بن عبد العزیز کوشاباش اور آفرین کہہ رہے تھے بعد ترکوں نے وہ زیب و زینت تعمیر بنینظر روضۃ اقدس کر کے پوری طرح سے حفاظت کی ہے نہ کوئی ایسا کر سکتا ہے نہ کریگا۔ انہوں نے اپنے آپ کو عرب کے باادشاہ کبھی نہیں کہلایا یہی کہتے رہے کہ ہم خادم الحریم ہیں ترکوں ہی کی تعمیر سے اس قبہ منورہ کا نام گنبد خضراء رکھا گیا ہے۔ خبردار کوئی مسلمان اہل سنت ہو کر وہاپیوں کی صحبت میں آ کر کچھ روضۃ شریف اور یا اس قبہ نور علی نور کی بے ادبی کر بیٹھے فوراً اس کا ایمان سلب ہو گا اور شفاعت سے محروم۔ وہابی نجدی جو منہ میں آیا کفر بکتے اور یہ تو خود ہی اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں یعنی خوارج کی شاخ ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی میں تصریح ہے اور فقیر نے ”المیں تادیوبند“ میں اسے تحقیق سے لکھا ہے۔

عقیدہ مشائخ

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے کلام کی مسلم یا غیر مسلم دین و دنیا میں تقلید کرتے ہیں اور

با لواسطہ حضرت پیران پیر کے مرید ہیں اور خاندان قادریہ سہروردیہ کے اماموں میں ہیں آپ حضرت کے محل کی یہ شان اور فضیلت فرماتے ہیں

عرش است مکین پایہ زایوان محمد

جبریل امین خادم دربان محمد

عرش تو رسول اللہ ﷺ کے شاہی کا ایک چھوٹا سا پایہ ہے جبریل امین علیہ السلام تو آپ کے دربان اور خادم ہیں۔

تاریخ گنبد خضراء

گنبد خضراء کا کمرہ وہ بیت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے جسے حضور سرور عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد تعمیر مسجد نبوی کے دوران بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بنایا تھا پھر مدنی زندگی میں یہ کمرہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ بھی یہاں رونق افروز رہے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو اسی کمرہ میں دفنایا گیا آپ کے وصال کے بعد بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے دو حصے کر دیے ایک حصہ میں خود رہتی تھیں دوسرا حصہ زیارت گاہ اہل ایمان رہی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد جب لوگ کثرت سے قبراطبر کی خاک اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے تو دروازہ بند کر دیا گیا اور زیارت کرنے والوں کے لئے ایک دریچہ کھول دیا گیا مگر بعد میں اس کھڑکی کو بھی مصلحتاً بند کر دینا پڑا۔ (صفحہ ۱۰۲، آئینہ حرم از سفر نامہ دریا آباد)

سلطہ سے لے کر بیت عائشہ پھر مزار رسول ﷺ تک بغیر قبر کے تھا۔ سلطان قلاون صالحی نے سب سے پہلی مرتبہ چھوٹا قبہ تعمیر کر دیا۔ (آئینہ حرم صفحہ ۱۰۸)

ظاہر چہمنق نے ۸۳۱، ۸۵۶ھ قبہ کی تجدید کی منع سرے سے نئی طرز کا قبہ بنایا۔ ۸۸۲ھ میں ملک الاحراف نے موجود قبہ پر بلند ایک اور قبر سنگ سفید و سنگ کو بنوایا اس طرح اب دوسرا قبہ بھی تیار ہو گیا۔

قبہ نیاگوں

موجودہ دو قبوں پر تیراقبہ ۸۹۲ھ سلطان قاتبائی نے بنوایا یہ بڑا قبہ سنگ کا سنگ جس کا سنگ سفید تھا۔ گنبد خضراء ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود عبدالحمید خان ثانی نے نیاگوں کو بزرگ چڑھایا (جتنا حال موجود ہے) اندر کے دو قبے مستور ہیں۔

(آئینہ حرم صفحہ ۱۰۰)

سفید گنبد

یہی گند خضراء جوا دوار سابق میں مختلف اطوار بدل تارہا قرب قیامت یعنی دجال کے دور میں سفید ہو گیا۔ چنانچہ امام احمد و حاکم کی روایت میں ہے کہ جب دجال مدینہ منورہ میں آئے گا تو جبل احمد پر چڑھ کر مدینہ کی طرف نگاہ کر کے اپنے ماننے والوں سے کہے گا کہ یہ سفید محل جو تم مدینے میں دیکھ رہے ہو یہ احمد ﷺ کی مسجد ہے پھر وہ مدینہ پاکی طرف جانے کا ارادہ کرے گا تو مدینہ پاک کے ہر راستے کے سرے پر فرشتے دیکھے گا جو نگلی تلواریں لے کر مدینہ پاک کی حفاظت کر رہے ہیں اس کے بعد جرف میں ڈیرہ ڈالے گا۔ (وفاء الوفاء و خلاصۃ الوفاء)

فائدة

یہ جرف ایک وادی ہے آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ وادی وہی جس کے غربی جانب فہد نے شاہی محل بنایا ہے اسی وادی میں دجال یہودیوں اور اپنے پرستاروں سمیت چند دن قیام کرے گا تو گویا فہد کا یہ شاہی محل دجال کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

تاثرات

الحاج سید و جاہت رسول شاہ صاحب (کراچی)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ! امام احمد رضا کے اردو اور فارسی کلام کا مجموعہ دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے موسوم ہے۔ واقعی اس میں بخشش کے ایسے باغ ہیں جن کے پھولوں سے علم و ادب، حقیقت و معرفت اور عشق و محبت کی جانفزا مہک ہمارے ایمان و عقیدہ کو معطر کرتی ہے۔ حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جائیں ہر لفظ سے عشق و محبت پھوٹا ہوا نظر آیگا۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اسی درپہ مچلتے ہیں اٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

آپ کا نعتیہ کلام غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعات، رباعیات غرض تمام اصنافِ چمن کا سدا بہار چمن ہے اس میں تشبیہ و استعارات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت، حسن تعلیل، حسن تشبیب، حسن طلب و حسن تضاد و ندرست بیان شکوه الفاظ وغیرہ کی تمام خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں یعنی امام کا کلام امام کلام ہے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی امام احمد رضا کی جدت پسند طبیعت اور فکر سانے بعض ایسی ایجادات و اختراعات کی ہیں کہ وہ امام کے کلام کے علاوہ اور کہیں نہیں ملیں گی۔ نامور محقق اور ادیب حضرت مسیح بریلوی صاحب نے حدائق بخشش کے تحقیقی جائزے میں امام صاحب کی ان خوبیوں کو ان کی اولیات میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں سب سے اول تو یہ عرض کروں گا کہ حضرت رضا قدس سرہ اس خصوصیت میں منفرد ہیں کہ آپ نے چار زبانوں میں غزل ارشاد فرمائی۔ آپ کی اس مشہور نعتیہ غزل کا پہلا مضمون ہے

لمیات نظیرک فی نظر مثل تونہ شد پیدا جانا

حضرت رضا بریلوی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے مدحت شریعت کو نہیں میں محض شاعرانہ لعلی قانی، دریف

شوکت الفاظ حسن الفاظ و بیان علم و عروض اور صنائع بدائع کی بنیاد پر اشعار نہیں کہے ہیں بلکہ آپ کے ہر نعتیہ شعر میں قرآن

حکیم، ارشاد نبوی اور آثار و اخبار اور دینی مباحث کے ارشاد کیا ہے اور تلمیحات بکثرت ہیں جن سے حضرت رضا علیہ الرحمۃ کے پائے گئے علم کا اندازہ ہوتا ہے اور شہ کو نین صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق کا جو جذب آپ کے دل میں موجز ہے اس کا پتہ بھی چلتا ہے۔ مثلاً

لَا مِنْ جَهَنَّمْ تَحَدَّى وَعْدَةَ أَزْلٍ
نَهْ مُنْكَرٌ وَالْمُنْكَرُ بِدْلَصِيبٍ
أَيْمَانَ كُسْكَسَ لَنَّهُ مُنْتَكِشٌ
كَيْمَانَ كَيْمَانَ كَيْمَانَ كَيْمَانَ
وَهُنَّ مُنْتَكِشَاتٍ

ضرورت اس امر کی تھی کہ حدائق بخشش کی شرح کوئی ایسی شخصیت کرے جو علوم قرآن و حدیث سے نہ صرف پوری طرح واقف ہو بلکہ ان سے شغف بھی رکھتا ہواں لئے کہ حدائق بخشش کی شرح محض اردو ادب کے کسی شاعر کے اشعار کی شرح نہیں ہے بلکہ بقول شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ العالی یہ قرآنی آیات و احادیث و آثار کی شرح ہے۔ یہ بحر العلوم کے اشعار کی شرح ہے جس نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہوا ہے۔ یہ بات بہت خوش آئند ہے اور اس کی ضرورت بہت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی باذوق عالم و فاضل شخصیت حدائق بخشش کی شرح کی طرف متوجہ ہو۔ مقامِ سرست ہے کہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اولیسی مدظلہ العالی شیخ الحدیث والفسیر جامعہ اولیسیہ رضویہ بہاولپور نے پانچ مجلدات میں حدائق بخشش (حصہ اول و دوم) کی شرح تحریر فرمائی جو مرحلہ وار شائع ہو رہی ہے۔

حضرت علامہ اولیسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ کو غزالی دور اس حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سارا احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے شرفِ تلمیز حاصل ہے۔

ایک طویل عرصہ سے جامعہ اولیسیہ رضویہ بہاولپور میں علوم قرآن و حدیث کا درس دے رہے ہیں۔ صاحبِ تصانیف کثیر ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ اور دیگر کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی ہیں خود امام احمد رضا کی شخصیت کے حوالہ سے کئی مقامات تحریر فرمائے ہیں۔ خاص کر آپ کا مقابلہ "امام احمد رضا اور علم حدیث"، "عوام و خواص دونوں میں بہت مقبول ہوا پہلی بار مرکزی مجلس لاہور سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔

حضرت نے انقر پر نظر کرم فرماتے ہوئے اپنی عظیم اور اہم شرح کے لئے چند الفاظ تحریر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اپنی شرح کا ایک نمونہ مسودہ کی صورت میں بھیجا جس میں حدائق بخشش کے پہلے شعر

وَاهْ كَيْمَانَ جُو دُوْ كَرْمَ هَيْ شَهْ بَطْحَا تِيرَا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کی شرح تقریر ۶۵۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ علم و عمل اور ذوقِ شعر و ادب دونوں کے اعتبار سے احقر خود کو اس منصب کا اہل نہیں پاتا کہ امام احمد رضا کے نقیہ اشعار اور علامہ اولیٰ جیسی فاضل شخصیت کی نگارشات پر کچھ بول لکھ سکوں محض تعییل ارشاد اور حصول سعادت کے لئے چند کلمات تحریر کرنے کی ہمت کی۔

حدائقِ بخشش کے اس پہلے شعر کی شرح کے نمونہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ نے شعر کی شرح کے تمام لوازمات کو مد نظر رکھا ہے مشکل الفاظ کے لئے حل لغات کا خاص اہتمام کیا ہے، محاورات اور استعارات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں ضرورت محسوس کی ہے وہاں فوائد بھی بیان کئے گئے ہیں اور قرآنی احادیث و اشاروں کی شرح و سط کے ساتھ تشریع کی گئی۔ اس کے علاوہ قرآنی آیات و احادیث و آثار کے پس منظر میں جو واقعات و احوال پوشیدہ ہیں ان کو قاری کے افادہ کے لئے کھوکھو کر بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی برآمدہ شدت نکات پر غور و فکر کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ احقر کے ناچیز خیال میں اگر اس شرح کی ایڈیشنگ، پیراگرافگ جدید نسخ پر کی جائے تو اس شرح کی ملکی اور غیر ملکی محققین اور جامعات کے اساتذہ طلباء کے لئے مزید بڑھ جائے گی۔

یقین ہے کہ جس طرح اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے نقیہ اشعار فصاحت و بلافت اور حسن معنوی یا صدر دوی کا نمونہ ہیں اسی طرح اس کی شرح میں بھی الفاظ و معنی و نشری جملوں اور تراکیب میں بھی حسنِ انتخاب سے کام کیا گیا ہو گایہ یا تھم سب کے لئے باعثِ فخر ہے کہابھی تک کسی زبان کے نقیہ دیوانوں کی شرح ابھی تک نہیں لکھی گئی۔

نقیہ شعر و ادب کی شرح پر جو کچھ لٹڑ پھر ملتا ہے اس میں چند نقیہ غزلوں یا قصائد اسلامیہ کی شرحوں کے علاوہ اور زیادہ کچھ نہیں ملتا۔

یہ شرف صرف حسانِ الہند حضرت رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو حاصل ہے کہ ان کے نقیہ دیوان کی مکمل شرح لکھی جا رہی ہے اور حضرت علامہ اولیٰ مدظلہ العالی کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ انہوں نے پہلی بار کلامِ رضا کی مکمل شرح فرمائی۔

اس سے قبل حدائقِ بخشش کی شرح کا کام مولانا مفتی ابوالظفر علام سیمین راز امجدی و عظمی زید مجدد صدر المدرسین دارالعلوم قادر یہ رضویہ ملیر سعود آباد کراچی نے شروع کی تھی۔ چند نعمتوں کے شرح کا مجموعہ ”**وہاںِ بخشش**“، مکتبہ امجدیہ دارالعلوم قادر یہ رضویہ ملیر آباد ملیر کراچی سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔

حدائقِ بخشش کے نام سے اس میں حدائقِ بخشش کی ۲۶ نعمتوں کی شرح کی گئی ہے لیکن پھر یہ سلسلہ مفتی صاحب اپنی

مصروفیات کی وجہ سے جاری نہ رکھ سکے لیکن اس شرح میں تفصیل کے بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے اس کے بعد مرکز تحقیقات اسلامی لاہور سے مفتی محمد خان قادری صاحب نے سلام رضا کی شرح "شرح سلام رضا" کے نام سے تجویز فرمائی جو اسی ادارہ کی طرف جون ۱۹۹۳ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کی خمامت تقریباً ۶۵ صفحات ہیں یہ سلام رضا کی پہلی شرح ہے جو اس سے پہلے کسی نے تحریر نہیں کی تھی۔ حال ہی میں راقم مفتی صاحب محترم کو اس اہل و معتر علی کارنامہ (شرح سلام رضا) پر مبارکباد دینے لاہور ان کے دو کتب کو حاضر ہوا تو انہوں یہ مژده سنایا کہ اب وہ حدائق بخشش کی شرح کا کام شروع کر رہے ہیں۔ **فجز اہم اللہ احسن الجزاء**

حضرت علامہ اولیٰ صاحب مدظلہ العالی قبل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے شرح کلام رضا لکھ کر نہ صرف اردو نعتیہ ادب میں بلکہ تمام زبانوں کے نعتیہ ادب میں ایک اہم اضافہ کیا ہے۔
احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ شیخ الحدیث والشیعیر ابوالصالح محمد فیض احمد اولیٰ دامت برکاتہم العالیہ کی اس عظیم علمی و دینی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے، فیوضات فیض رضا سے فیضیاب فرمائے اور ان کی تصنیف کو قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

خادم العلماء و الفقراء سید وجاہت رسول قادری عقی عنہ



